ندائے وقت

اِنِ الحُکمُ اِلاّ لِلّٰہ

بے شک حاکمیت اللّٰہ کے لئے ھے

عنایت اللہ

بسم الله الرحمن الرحيم

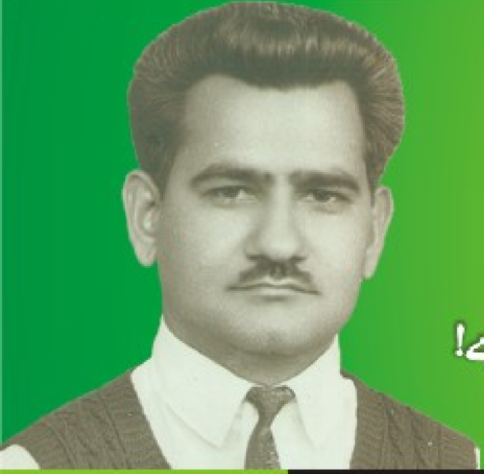

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

نعت شریف

وہ نور خدا، خاتم الانبیا — مزمل مدثر ہے انکی ادا
صل علیٰ، یسین و الضحٰی — ہیں مونس انساں محبوب خدا

صل علیٰ، حبیبنا، صل علیٰ، ہے ورد ما، صل علیٰ محمد ------

یہ گل و گلزار، حسیں سبزہ زار — بلبل و کوئل چھیڑیں اپنا ساز
صل علیٰ، ہوں تجھ پہ فدا — چمن چمن گونجی یہ اک صدا

صل علیٰ، شفیعنا، صل علیٰ، ہے ورد ما، صل علیٰ محمد ------

یہ بند کلیاں شگوفے، پھول — یہ باغ جہاں، ہے نور ہی نور
صل علیٰ، ہے دلکش فضا — سب قدسی پڑھیں صل علیٰ

صل علیٰ، کریمنا، صل علیٰ، ہے ورد ما، صل علیٰ محمد ------

کالی گھٹائیں، اڑتے بادل — یہ جولاں گاہ انکی، یہ میٹھی پون
صل علیٰ، ہے انکی لگن — یہ جام الست اور مست ہوا

صل علیٰ، رحیمنا، صل علیٰ، ہے ورد ما، صل علیٰ محمد ------

یہ نجم و قمر، نیلگوں آسماں — ہے ان کے حسن کی جلوہ گاہ
صل علیٰ، یہ درود و ثنا — یہ روح پرور منظر، پیاری فضا

صل علیٰ، لطیفنا، صل علیٰ، ہے ورد ما، صل علیٰ محمد ------

چمکتے ستارے جسیں کہکشاں — ہیں دلکش نظارے پیارے پیارے
صل علیٰ ذرا دھیرے دھیرے گا — ہے شام ہوئی، میرے گھنگرو لا

صل علیٰ، نبینا، صل علیٰ، ہے ورد ما، صل علیٰ محمد ------

رقص عنایت، کرم ہے انکا — دھمال فقیراں ہے روح کی شفا
صل علیٰ، یہ نظام مصطفٰےؐ — ہے مجلس شوریٰ، پیام خدا

صل علیٰ، امینا، صل علیٰ، ہے ورد ما، صل علیٰ محمد ------

انتساب

انسانیت کے نام

ندائے وقت

جو کچھ فقیر پر گزرے اسے کسی پر ظاہر نہ کرے

اور جس بات کا اس پر ظہور ہو جائے اسے پوشیدہ نہ رکھے

عنایت اللہ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	ندائے وقت
مصنف	عنایت اللہ
اشاعت اول	جنوری 2003ء
تعداد	2000

ایڈریس:

مقدم ہاؤس

شمس کالونی روڈ، گولڑہ موڑ پوسٹ آفس کوہ نور ملز راولپنڈی

فون: 0336-0111165

E-Mail: babagee.inayatullah@gmail.com

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

ندائے وقت | وہی ہے بندۂ حر جس کی ضرب ہے کاری | ڈاکٹر تصدق حسین راجہ

اس کتاب کا مسودہ پڑھتے وقت حضرت اقبال رحمتہ اللہ کا یہ شعر میں دیر تک زیر لب گنگنا تا رہا۔

وہی ہے بندۂ حر جس کی ضرب ہے کاری
نہ وہ کہ حرب ہے جس کی تمام عیاری

اس مسودہ کو پڑھتے وقت حضرت اقبال رحمتہ اللہ کا یہ شعر میں دیر تک زیر لب گنگنا تا رہا۔ آئینہ وقت عنایت اللہ صاحب کی پہلی تصنیف تھی۔ مصنف نے اب اس کتاب میں زندگی کے مختلف شعبوں پر گفتگو کرتے ہوئے آئینہ وقت کو بطور خاص ان لوگوں کے سامنے رکھا تھا۔ جن پر کسی معاشرے کی معاشی، معاشرتی، سیاسی، مذہبی، اصلاح وتبدیلی کی ذمہ داری عائید ہوتی ہے۔ کتاب پسند کی گئی۔ اور جس محروم طبقے کا کیس مصنف نے بڑی دانش مندی دلیری اور مہارت سے لڑا تھا۔ اس سے ایک امید کی ہلکی سی کرن نظر آئی تھی۔ کہ کسی نے تو پورے خلوص کے ساتھ اہل وطن پر ہونے والی زیادتیوں کو بے نقاب کیا ہے۔ کچھ طبقے ایسے بھی تھے جن سے تعلق رکھنے والی بڑی بڑی شخصیات کی پیشانیوں پر بل بھی پڑے تھے۔ کہ مصنف نے آئینہ وقت لا کر ان کے سامنے رکھ دیا تھا۔ بلکہ ان بدنما داغوں کو نمایاں کر کے رکھ دیا تھا۔ جو اب تک یا تو پوشیدہ تھے یا جن کی طرف کسی نے اشارہ نہ کیا تھا۔

پھر تھوڑے ہی عرصے کے بعد صدائے وقت شائع ہوئی۔ جو عنایت اللہ صاحب کی دوسری کاوش تھی۔ پہلی اور دوسری کتاب میں مضامین اور موضوعات ایک دوسرے سے ملتے جلتے تھے۔ مگر اسلوب اور طرز تحریر سے صاف طور پر یہ بات مترشح ہوتی تھی۔ کہ اس بار صدائے وقت کے ذریعے ان لوگوں کو بیدار کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ جو معاشرے میں پھیلی ہوئی ان گنت خرابیوں کے لئے ذمہ دار ٹھہرائے جا سکتے تھے۔ تعلیم، صحت، انتظامیہ، عدلیہ، کسان، مزدور، ہنر مند، طالبعلم اور حکمران زیر بحث آئے۔ مزدور، محنت کش، ہنر مند، کسان، ظالم و مظلوم سبھی سے متعلق بلا کسی رو ورعائت کے بات ہوئی تھی۔ علماء اور مشائخ کرام کے کانوں تک اس صدا کو پہچانے کی پوری کوشش کی گئی۔ مصنف یہ بات رمزو ایماء یا اشارات و کنایات میں کبھی نہیں کرتے۔ کہ وہ تو اقبال رحمتہ اللہ کے ہم نوا ہیں جو فرماتے ہیں:۔

رمز و ایماء اس زمانے کے لئے موزوں نہیں
اور آتا بھی نہیں مجھ کو سخن سازی کا فن

اب کی بار مصنف کی یہ تیسری کتاب ندائے وقت کے نام سے شائع ہو رہی ہے۔ گویا اب صدائے وقت، ندائے وقت بن کر ابھری ہے۔ یہ پکار ہے ایسی پکار جس کو سننے اور نہ سننے کو کسی کی مرضی ومنشاء باقی نہیں رہ جاتی۔۔۔۔ صدا تو صدا بصحرا ثابت ہو سکتی ہے۔ مگر ندا نہیں، پکار نہیں۔ ندائے وقت کے موضوعات میں پچھلی کتاب صدائے وقت کے کئی موضوعات کی بظاہر تکرار تو ضرور ہے۔ مگر ان موضوعات پر بحث ایک نئے زاویئے سے سامنے آئی ہے۔ بلکہ یوں کہیئے۔ کہ بہت سا مواد تینوں کتابوں میں بار بار دہرایا گیا ہے۔ جس کا سبب یہ ہے۔ کہ دراصل یہ ایک ہی کتاب کے تین حصے ہیں۔

ندائے وقت | وہی ہے بندہ حر جس کی ضرب ہے کاری | ڈاکٹر تصدق حسین راجہ

ندائے وقت کل پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔پہلے باب میں مصنف نے تیس سوال پر مشتمل ایک سوالنامہ پیش کیا ہے۔۔۔۔جن کے جوابات میں اصلاح احوال کی امید جھلکتی ہے۔وہ معاشرے کے مختلف طبقات میں مروجہ خرابیوں کی نشان دہی بھی کرتے ہیں۔اور علاج بھی تجویز کرتے ہیں۔انہوں نے دعوت اسلامی کی علمبردار جماعتوں کو بھی جھنجھوڑا ہے۔اور قدم قدم پر انہیں حالات حاضرہ کی نزاکت اور اہمیت سے آگاہ کرنے کی سعی و کوشش کی ہے۔دیگر مسائل کے ساتھ ساتھ تعلیم، ذریعہ تعلیم زیر بحث آیا ہے۔مصنف کی صرف ملکی حالات پر ہی نظر نہیں۔عالمی سطح پر کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے!وہ اسکی جزویات سے اہل وطن کو اور مسلمانان عالم کو باخبر کرنے میں کامیاب نظر آتے ہیں۔امریکہ سیاسی شطرنج میں کن مہروں کو استعمال کر رہا ہے۔چند اسلامی ممالک کی سرزمین کو دوسری اسلامی ملکوں پر حملوں کے لئے کس طرح استعمال کر کے تباہی و بربادی پھیلا رہا ہے۔اسے وہ بڑی تفصیل سے زیر بحث لائے ہیں۔

افغانستان پر امریکی حملے کے نتائج کے بارے میں یہ سوال پوچھا جاتا ہے۔کہ اس جنگ میں اگر مسلمان حق پر تھے تو انہیں شکست کیوں ہوئی۔اسے افغانوں کے لئے شکست کا نام دیا جائے یا کچھ اور کہا جائے۔امریکہ ہو یا کوئی دوسرا **ملک**۔جہاں چھوٹے اور کمزور اسلامی ممالک کو تباہی و بربادی سے دوچار کر کے وہاں اپنے **ملک** کو ٹھیکے پر دینے کی منصوبہ بندی کی جا رہی ہو۔ایسے **ملک** اخلاقی مذہبی اور انسانی حوالے سے کس قدر دیوالیہ ہو چکے ہیں۔کاش کوئی اس کا نوٹس بھی لیتا اور کوئی اقوام متحدہ ان کے خلاف آواز بھی اٹھاتی۔اس کتاب کے تیسرے باب میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث کر کے صحیح صحیح نتیجے سے قارئین کو آگاہ کر کے ذہن میں اٹھنے والے بہت سے سوالات کا جواب فراہم کر دیا گیا ہے۔

کتاب کا چوتھا باب اکتوبر کے عام انتخاب کے بارے میں ہے۔اس میں جمہوری طرز حکومت کے حوالے سے بڑی خوبصورت گفتگو کی گئی ہے۔اور اس خدشے کا اظہار پورے تیقن کے ساتھ کیا گیا ہے۔کہ ان انتخاب سے کسی تبدیلی کے آثار نظر نہیں آ رہے۔۔۔۔۔چہروں اور ناموں کے بدلنے سے کسی معاشرے میں، کسی **ملک** میں کوئی بڑی تبدیلی کبھی رونما نہیں ہوا کرتی۔اس تبدیلی کی توقع صرف اور صرف کسی نظام کسی سسٹم کی تبدیلی سے ہی کی جا سکتی ہے۔پانچویں باب میں انہوں نے بڑے واشگاف الفاظ میں ملت کو جنجھوڑا ہے۔کہ چودہ کروڑ مسلمانوں کو اسلامی نظریات، اسکے علم عمل، کردار کی تعلیم و تربیت سے سرکاری طور پر محروم کیا جا رہا ہے۔اہل پاکستان کے مسلمانوں کا تشخص جمہوریت کے مذہب کے نظریات کے علم عمل، کردار میں سمویا جا رہا ہے۔اسطرح ہماری ملی زندگی دین کے خلاف جمہوریت کی تہذیب و تمدن میں ڈھلتی جا رہی ہے۔**ملک** کے اعلیٰ ایوانوں کے نمائندگان کے اصول و ضوابط کی اطاعت ہمارا سرکاری کافرانہ کلچر تیار کرتا چلا آ رہا ہے۔انکے نزدیک اس ملت کی نجات اور فلاح کا راستہ صرف نفاذ محمدی ﷺ میں مضمر ہے۔"

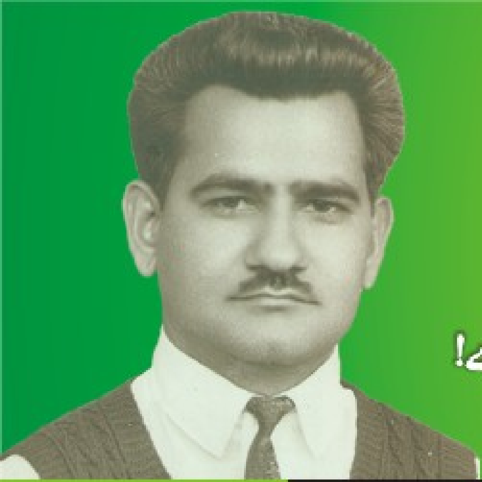

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

ندائے وقت | وہی ہے بندہ ءحر جس کی ضرب ہے کاری | ڈاکٹر تصدق حسین راجہ

جیسا کہ پہلے بھی اس طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ جناب عنایت اللہ صاحب کی تینوں کتابوں کے مطالعہ سے ایک بات بار بار قاری کی توجہ اپنی طرف کھینچ کھینچ لاتی ہے۔ کہ تینوں کتابوں میں بہت سی باتیں مشترک ہیں۔ موضوعات کی یکسانیت ہے۔ زبان و بیان میں نہ صرف یکسانیت ہے۔ بلکہ لب و لہجے کی کرواہٹ کبھی کبھی جذباتیت کا شکار نظر آتی ہے۔ ہوسکتا ہے۔ ایسا اس لئے ہو کہ مصنف کچھ معاملات میں کسی مصالحت اور نرمی کے لئے تیار نہیں۔ اسے جو نظر آ رہا ہے۔ وہ بے حد تکلیف دہ ہے۔ جن خرابیوں اور جن مسائل میں ایک عام انسان ایک کسان، ایک محنت کش، ایک سادہ لوح، سچا اور پکا پاکستانی گھرا ہوا ہے۔ مصنف جلد از جلد انہیں دور کرنے، ان کا حل تلاش کرنے کے لئے فکر مند ہے۔ قاری اس بات کو اس طرح لیتا ہے۔ کہ مصنف جس منصب پر کھڑا بات کر رہا ہو۔ اسے موضوع زبان و بیان لب و لہجے اور اسلوب کے انتخاب کا حق حاصل ہے۔

ندائے وقت دراصل ایک پکار ہے۔ دل دردمند کی، ایک محب وطن، ایک محب انسانیت، کی جو اس وطن میں تبدیلی دیکھنے کا آرزومند ہے۔ جس تبدیلی کے بعد یہ نظریاتی مملکت صحیح معنوں میں ایک ایسی مملکت بن کر ابھرے گی۔ جو پاکستان کا مطلب کیا۔ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ کے نعرے کے جواب میں وجود میں آئی تھی

ندائے وقت کے مضامین سے مندرجات سے کسی کو اختلاف ہوسکتا ہے۔ اللہ کرے اس کتاب کے مصنف کی آواز ان حضرات تک ضرور پہنچے۔ جن سے بجا طور پر یہ توقع کی جاسکتی ہے۔ ان کی سوچ ان کی فکر میں تبدیلی آئے گی۔ احساس بیدار ہوگا۔ تو اس نظام کی تبدیلی کی امید پیدا ہوگی۔ اس کے بغیر میرے اس وطن کی خرابیاں، کبھی دور نہیں ہوسکتیں۔ جن کی تفصیل مصنف نے ندائے وقت کے صفحات میں پیش کی ہیں۔

یہ فقیر صدق دل سے دعا گو ہے۔ کہ برادر مکرم جناب عنایت اللہ صاحب کی کوششیں ثمر آور ہوں۔ اور ہم سب وہ پاکستان دیکھ کر اس دنیا سے رخصت ہوں۔ جس پاکستان کو اسلام کا قلعہ بننا ہے۔

آمین

ڈاکٹر تصدق حسین راجہ اسلام آباد

باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اہل پاکستان مسلمانوں کو جمہوریت کا کینسر

جب انفرادی اور اجتماعی زندگی کی تعلیم وتربیت، علم، عمل، کردار، نظام اور سسٹم سرکاری طور پر تابع فرمان جمہوریت ہوتو اسلام کیسا!

۱۔ فقیر دوست انسان پوری انسانیت کی زینت ہوتے ہیں۔وہ انسانیت کی خدمت اور ادب بجالانے میں کبھی کوتاہی یا غفلت نہیں کرتے۔وہ ظالم کا ہاتھ روکتے ہیں اور مظلوم کو ظالم کے ظلم سے محفوظ کرتے رہتے ہیں۔وہ مظلوم سے زیادہ ظالم کے لئے دعاگو ہوتے ہیں۔تاکہ وہ اس صحرائے فانی میں ہی اپنی زندگی میں نجات اور بخشش کے چراغ جلا کر رخصت ہو۔دین کی روشنی میں عدل کے وہ محافظ ہوتے ہیں۔عدل کشی کے عمل کو نفرت کرتے ہیں۔حضور نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کی نورانی شمع کو روشن کرنا انکا مقصود حیات ہوتا ہے۔وہ دین کے خلاف نظام، سسٹم یا عدل وانصاف کے متضاد ضابطہ حیات کو نہ پسند کرتے ہیں اور نہ ہی قبول کرتے ہیں۔اسکے خلاف نفرت کے اظہار کو نہ کبھی مخفی رکھتے ہیں۔جب حاکم ورعایا فلاح اور سعادت کا راستہ بھول جائیں۔جب وہ خدافراموشی اور خدافروشی کے سیاہ گھپ اندھیروں میں گم ہوجائیں۔جب وہ دینی نظریات، اعتقاد، اخلاق اور اپنی عملی حالت ظلمات کے صحرا میں گم کربیٹھیں۔وہ دنیا پرستی کے جہنم میں جلتے، سلگتے اور بھسم ہوتے چلے جائیں اور انکی نجات کا کوئی راستہ دکھائی نہ دے۔تو اس وقت خالق کمال کی بارگاہ میں بلائے ناگہانی ٹالنے کی دعاؤں کی تاثیریں طلب کرنے کا عمل جاری کرلیتے ہیں۔صدائیں اور ندائیں بارگاہ الٰہی میں پیش کرتے رہتے ہیں کہ یااللہ تو اپنے محبوب ﷺ کی پیاری امت اور شاہکار مخلوق پر حسنت جمیع خصالہٖ کے صدقے رحم فرما۔ان کو خواب غفلت سے بیدار فرما۔یااللہ تو ان کو دین کی دوری کی سزا میں مبتلا نہ رکھ۔امین

۲۔ پاکستان چودہ کروڑ مسلمانوں کا ملک ہے۔دستور مقدس کا نفاذ اس نظریاتی ریاست کے مسلمانوں کا ایک اہم بنیادی فرض اور حق ہے۔جس کی روشنی میں ان کو اور ان کی آنے والی نسلوں کو اس طیب ضابطہ حیات کے مقدس علم، عمل اور کردار کی تربیت سے ان کو سنوارا جاسکے۔دنیا میں ایک شاہکار اسلامی تشخص کو روشناس کرانا ہر مسلمان کا فرض اولین ہے۔۱۹۴۷ء سے لیکر آج تک ملک وملت کے ساتھ سیاستدانوں اور حکمرانوں کا ظالمانہ دین کش اور عدل کش عمل جاری رہا ہے۔ان میں سے بیشتر ملک توڑنے، ملکی خزانہ لوٹنے، ملکی وسائل اقتدار کی نوک پر ہضم کرنے اور چودہ کروڑ مسلمانوں کا معاشی قتل کرنے، پوری ملت کی معاشی صحت کو کینسر کی طرح تباہ کرنے اور ملت اسلامیہ کے نظریات علم عمل اور کردار کو جمہوریت کی دیمک بن کر چاٹنے کے مجرم ہیں۔ان میں سے بیشتر ملکی خزانہ، بیشتر شراب وزنا، بیشتر قتل وغارت اور ملک توڑنے کے جرائم کے مرتکب ہوتے رہے۔انکے علاوہ کچھ نے دین کے نام پر مساجد بنائیں اور ان میں جمہوریت کے مذہب کے کفر کے سجدے بھی جاری رکھے۔چند روزہ زندگی گذار کر وہ فناہ کی منزل کی طرف چل دیئے اور باقی کیلئے ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے جوملت کے معاشی اور معاشرتی جسد کو کینسر کی طرح چمٹے ہوئے ہیں۔۔اللہ تعالیٰ ان پر رحم اور انکا حشر نشر ہونے سے پہلے انکو توبہ کی توفیق عطا فرماویں۔امین۔ان سب نے مل کر اس عظیم امت کو امت مرحومہ بنا کر رکھ دیا ہوا ہے۔

۳۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ملک کے حکمران ۷۰ فیصد کسانوں اور ۲۹ فیصد مزدوروں، محنت کشوں، ہنر مندوں کے حقوق اور ذرائع، وسائل، ہر قسم کی پیداوار، دولت، خزانہ اور انکی دن رات کی متواتر و مسلسل، نسل در نسل سخت محنت کا ثمر اقتدار کی نوک پر چھینتے چلے آرہے ہیں۔ وہ اور انکی اولادیں ظلم کی حد تک تنگ دستی، غربت، افلاس، بیماری، بیروزگاری کی اذیتوں میں مبتلا رہ کر خودکشیاں اور خودسوزیاں کرتی چلی آرہی ہیں۔

۴۔ کیا کسان صحراؤں، بیابانوں، ریگستانوں میں خشک سالی کے دوران پانی اور خوراک کو تلاش کرتے، نقل مکانی اور ہجرت کرتے، وہ اور انکے بچے اور جانور بھوک، پیاس، ننگ سے تڑپتے، سسکتے اور سورج کی اذیتناک تپش سے دم توڑتے چلے نہیں آرہے۔ کیا حکمرانوں نے پانی کی ایک پائپ لائن تک انکے اور انکے جانوروں کے لئے ان ریگستانوں یا دشوار گذار میدانوں تک کبھی پہنچانے کی آج تک کوشش کی ہے۔ جبکہ حکمران انکے پیدا کردہ وسائل، دولت، خزانہ اور ان کے معاشی خون سے تیار کردہ سرکاری شاہی محلوں میں شاہی خوراک، شاہی مشروبات، شاہی اخراجات سے عیش و عشرت کا کھیل کھیلتے آرہے ہیں۔

۵۔ کیا کسانوں، مزدوروں، ہنر مندوں کے پیدا کردہ وسائل، دولت اور خزانہ سے ملک کی تمام سرکاری شاہی ایر کنڈیشن بلڈنگیں، سپریم کورٹ ہاؤس، وزیر اعظم ہاؤس، وزیر اعلیٰ ہاؤسز، گورنر ہاؤسز، صدر ہاؤس، پارلیمنٹ ہاؤسز، کنونیشن ہالز جیسے ملوکیتی فرعونی شاہکار محل تیار ہوتے چلے نہیں آرہے۔ کیا وہ کسانوں اور محنت کشوں کی ملکیت نہیں ہیں۔ کیا ان شاہی محلوں اور انکو استعمال کرنے والے ان تمام بدکردار، غاصب، ظالم اور ملک توڑنے والے مجرم حکمرانوں کے اخراجات یہی جمہوریت کے مذہب کے مظلوم اور مقید عوام برداشت نہیں کرتے چلے آرہے۔ کیا ایسا کرنا ملک کے اعلیٰ ایوانوں پر مسلط نمائندگان یا حکمرانوں کو زیب دیتا ہے۔

۶۔ کیا ملک کے کسی دیہاتی علاقہ میں کوئی سرکاری انگلش میڈیم سکول، کالج، کوئی ٹیکنیکل کالج، کوئی میڈیکل کالج، کوئی سائنس کالج، کوئی کمپیوٹر کالج اور کوئی یونیورسٹی یا کوئی ٹی بی سنٹر، دل، گردوں، آنکھوں، شوگر، کینسر، ہائی بلڈ پریشر یا یرقان کا کوئی ہسپتال پورے ملک میں موجود ہے تو بتادیں۔

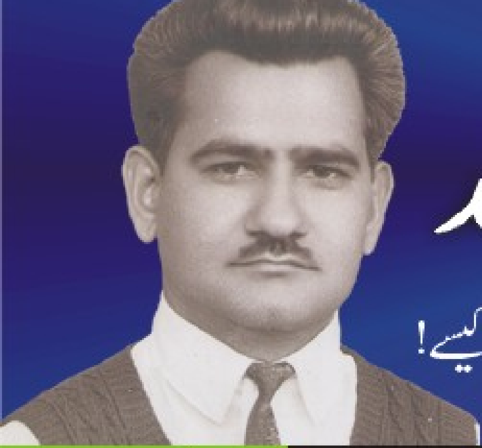

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

یا انکے پاس ایچی سن کالج یا ان جیسے کالجوں یا پمز جیسے شاہی ہسپتال کسی دیہاتی علاقوں میں موجود ہے۔ یا وہ معاشی مقتولہ ۹۹ فیصد کسانوں اور محنت کشوں پر مشتمل عوام اور انکی نسلیں شہروں میں آ کر انکے شاہی اخراجات برداشت کرنے کی قوت یا صلاحیت رکھتے ہیں۔ کیا ان ظالموں نے ملک میں ۷۰ فیصد کسانوں ۲۹ فیصد مزدوروں، محنت کشوں، ہنر مندوں پر تعلیم، علاج معالجہ، شاہی سرکاری ملازمتوں، شاہی سرکاری تنخواہوں، شاہی سرکاری سہولتوں کے تمام شاہی دروازے بند اور عدل وانصاف کا گلہ گھونٹ نہیں رکھا۔ کیا انکی امانتوں کو یہ بے رحم رہزن رہنما زبردستی نگلتے چلے نہیں جا رہے ہے۔ کیا الیکشنوں کے بعد حکومتوں کو تشکیل دینے کیلئے رشوتوں میں وزارتوں اور ملک کے خزانہ کا منہ ان سیاسی بھیڑیوں کیلئے کھل نہیں چکا۔ کیا ملک میں ہارس ٹریڈنگ جاری نہیں۔ کیا جمہوریت کے عمل سے ملت کی وحدت بیشمار سیاسی جماعتوں اور منشوروں میں بکھر نہیں چکی۔ کیا ملک اس عمل سے تباہی کی طرف گامزن نہیں اور یہ سیاستدان تباہی کو دستک نہیں دے رہے۔

۷۔ کیا ان اعلیٰ شاہی تعلیمی اداروں یا ہسپتالوں پر ان حکمرانوں کی اجارہ داری قائم نہیں ہے۔ انکی اولادیں ان تمام تعلیمی اداروں کے ذریعہ وہ ملک کی تمام انتظامیہ، عدلیہ اور ملک کے تمام سرکاری اور غیر سرکاری اداروں پر افسر شاہی، نوکر شاہی اور منصف شاہی کے روپ میں ملک کا تمام کنٹرول، تمام خزانہ، تمام وسائل، تمام دولت، اور تمام ملکی املاک اپنے تصرف اور قبضہ میں لیتی نہیں چلی آ رہی۔ کیا ۹۹ فیصد میں کوئی فرد انکی اس اجارہ داری کو توڑ سکتا ہے اور انکی انتظامیہ اور عدلیہ کا ممبر بن سکتا ہے۔ کیا ملک ان اعلیٰ اداروں کے سیاسی نمائندگان اور انکے عمل کنندگان یعنی افسر شاہی، نوکر شاہی اور منصف شاہی کی ملکیت نہیں بن چکا۔ اس عدل کشی کے عمل سے ملک اور ملت بکھرتی نہیں جا رہی۔ جبکہ دشمن شب خون مارنے کی تیاری اور تاک میں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ دشمن ہمارے بچوں سے لیکر بوڑھوں تک قتل کرنے اور مستورات کی بدترین بے حرمتی اور انکی عصمت کو تار تار کرتے پھریں۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرماویں۔ ہمیں معاف فرماویں۔ ہمیں نجات کا راستہ دکھائیں۔ امین

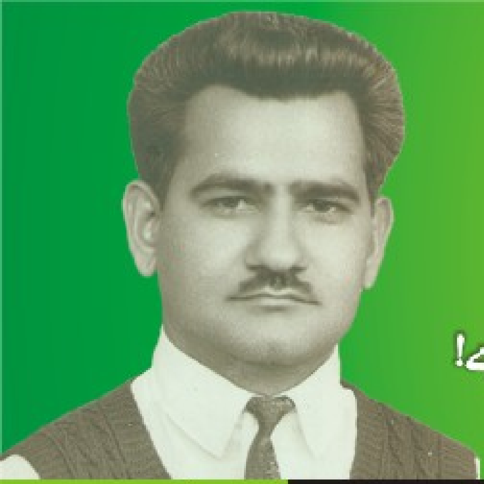

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۸۔ کیا یہ بارہ چودہ سو ایم پی اے، ایم این اے۔ سینٹ کے اعلیٰ ایوانوں کے ممبران، مشیر، سفیر، وزیر، وزیر اعلیٰ، گورنر، وزیر اعظم، صدر پاکستان چودہ کروڑ مسلمانوں کے سرکاری ملازم، نوکر، خادم، چوکیدار اور انکے خزانہ کے محافظ اور امین ہیں یا بدکردار ڈاکو یا بے حیا رہزن یا رشوتوں میں وزارتیں لینے دینے کے قومی مجرم ہیں۔ کیا وہ کسانوں، محنت کشوں کی دولت سے ہولی کھیلتے چلے نہیں آرہے۔ کیا یہ اسلام کے نام پر ایک بدنما دھبہ نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو راہ ہدایت عطا فرماویں۔ امین۔

۹۔ کیا ملک کا خزانہ، دولت، وسائل اور سرکاری املاک کی امانتوں کو انہوں نے اپنی جاگیروں، کارخانوں، ملوں، فیکٹریوں، صنعتوں، رائے ونڈ ہاؤسوں، سرے محلوں، شاہی پیلسوں، میں سیاسی بالادستی اور قانونی جرائم سے اپنی ملکیتوں میں بدل نہیں لیا۔ کیا انہوں نے آئی ایم ایف کے پاس ملک ۳۸۔ ارب ڈالر میں گروی رکھ کر ۹۲۔ ارب ڈالر غیر ملکی بنکوں میں جمع نہیں کروائے ہوئے۔ ملک کے قوانین ۹۹ فیصد عوام کو صرف کرش کرنے کیلئے بنائے جاتے ہیں۔ کیا آپ اب بھی توبہ کرنا چاہتے ہیں یا فطرت کے عبرتناک گجر کی آواز کا انتظار کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ملت اسلامیہ کو توبہ کی توفیق عطا فرماویں۔ امین۔

۱۰۔ کیا سیاستدان ملک میں جمہوریت کے مذہب کو سرکاری طور پر دین کے خلاف نافذ اور مسلط کر کے اسکے علم، عمل اور کردار سے چودہ کروڑ مسلمانوں کا بے دین تشخص تیار نہیں کیے جا رہے۔

۱۱۔ کیا جمہوریت اور مغربی تہذیب کو بتدریج آگے بڑھاتے ہوئے، اکاون فیصد مستورات کی آبادی اور مستورات کے حقوق کے تحفظ کی بنا پر ملکی خزانہ اور اسلام کے معاشرتی نظام کے بنیادی اصول (پردہ) پر ایک اور خوفناک شب خون مارا ہے۔ مخلوط معاشرہ کو پروان چڑھانے کی غرض سے حکمرانوں نے ۶۸۔ ایم این اے کی سیٹیں مستورات کیلئے قومی اسمبلی کے اعلیٰ ایوان میں مختص کی ہیں۔ اسی طرح چاروں صوبوں اور سینٹ کے ایوانوں میں بھی انکو بھرپور نمائندگی دی گئی ہے۔ دنیا کے کسی لیبرل ملک کے اعلیٰ ایوانوں میں اتنی بڑی تعداد میں مستورات کو نمائندگی حاصل نہیں۔ مستورات کے حقوق کے تحفظ اور مخلوط معاشرہ تیار اور پروان چڑھانے کیلئے ایک خاصی تعداد میں اعلیٰ ایوانوں میں بطور ایم پی اے، ایم این اے، سینیٹروں، مشیروں، وزیروں اور سفیروں کی تعیناتی کے دروازے مستورات کیلئے کھول دئے گئے ہیں۔ واقعہ ہی یہ سات آٹھ ہزار جابر، ظالم، بے رحم جاگیردار، سرمایادار، سیاستدان اور حکمران اپنی ان مستورات کے حقوق غصب کر کے زبردست اور ناقابل معافی حد تک انکے ساتھ ظلم اور زیادتی کرنے اور اس غیر جمہوری جرم کے مرتکب ہوتے رہے ہیں۔ ہمیشہ کی طرح ان ۵۱ فیصد مستورات کے حقوق کو تحفظ فراہم کرنے کے تمام دروازے ان جاگیرداروں، سرمائے داروں، سیاستدانوں اور حکمرانوں کے گھروں میں اب بھی جا کھلے ہیں۔ ان صاحب اقتدار سیاستدانوں نے اپنی بیٹیوں، بہنوں، ماؤں اور بیویوں کو انگلی لگا کر اسلامی حدود و قیود کو تہہ و تیغ کرتے ہوئے جمہوریت کے مذہب یعنی مخلوط معاشرے کی مردوزن کی باجماعت دین کش، تباہ کن اور برباد کرنے والی بے حیا، بدکردار معاشی اور معاشرتی دہشتگردی کی نماز ادا کرنے کیلئے اعلیٰ ایوانوں تک اپنی مستورات کو از خود لے پہنچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے دین کو محفوظ فرماویں۔ امین

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۲۔ ان مغرب پرست بے دین سیاستدان اور منافق حکمران اس مخلوط معاشرے کے منطقی انجام سے بھی اچھی طرح واقف ہیں۔اس مخلوط معاشرے کی پالیسی اپنانے سے ماں، بہن، بیٹی، بیوی کو دین کی تعلیمات کے خلاف بے حیائی، بدکاری، بدکرداری، آسمبلی ہاوسز، کلبوں میں حقوق نسواں کی حفاظتوں کے پروگراموں میں مخلوط شمولیت، سیاسی گٹھ جوڑ میں مستورات کا اہم رول، ڈانس ہالوں میں فنکاروں کے مخلوط افتتاح، فرینڈ شپ کے تعلق استوار کرنے کے مخلوط معاشرے کو مواقع کی فراہمی۔اس مخلوط معاشرے سے ناجائز بچے پیدا کرنے کا فطرتی عمل۔ان بچوں کو چائلڈ ہاؤسوں کی طرف منتقل کرنے کی ضرورت اور ان وکٹورین چائلڈوں کی پرورش کرنے کا بجٹ۔ حقوق نسواں کے تحفظ کے نام پر مستورات کو پبلک پراپرٹی بنانے کا مغربی طرز عمل ملک میں شروع کر کے دین کے خلاف ایک عبرتناک سازش، بغاوت اور ملکی خزانہ پر ایک خوفناک ڈاکہ کے مرتکب ہوئے ہیں۔مسلمان مستورات جو گھر کی چار دیواری میں بیٹھ کر ملی معماروں کے فرائض سر انجام دیتی ہیں، اسلام نے عورت کے نان نفقہ کی ذمہ داری مرد کے سپرد کر رکھی ہے۔مستورات گھر کے فرائض ادا کرتی ہے۔ان باپردہ، باحیا، نیک دل اور صالح فطرت، پاکدامن، ماں، بہن، بیٹیوں، بیویوں کو دفتروں، کلبوں، فیکٹریوں، کارخانوں، اور مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے کا عمل مغرب پرستی، ہوس پرستی، نفس پرستی، جنس پرستی، زنا، بدکاری کی آگ میں دھکیلنے اور بھڑکانے کے مترادف ہے۔جبکہ ملک کے کروڑوں غریب عوام پہلے ہی بیروزگاری اور تنگدستی کے عذاب کا بری طرح شکار ہیں۔ان اعلیٰ ایوانوں میں مستورات کی اتنی بڑی نمائندگی ملکی خزانہ پر ایک بہت بڑا ڈاکہ ہے۔اس سے ان شاہی خاندانوں کی ملک پر اجارہ داری اور گرفت اور مضبوط ہوگی۔اس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے۔اب انکے مرد و زن ملکر ملک کے وسائل، دولت، خزانہ، ملکی اور غیر ملکی قرضے لوٹیں گے۔دین کی روح کو بے حیائی کی تلوار سے تباہ و برباد کریں گے۔اسکے علاوہ انکے ساتھ انکی لاتعداد اولادیں افسر شاہی، نوکر شاہی کے روپ میں ملکی خزانہ کو چمٹ جائیں گی۔اور یہ سب ملکر عیش و عشرت کی بے حیا زندگی گذاریں گے۔اللہ تعالیٰ ان کو تباہ ہونے سے بچائیں۔امین

۱۳۔ ان ملکی ظالم، جابر، بے رحم حکومتی اجارہ داروں کے اس عمل سے ۷۰ فیصد کسانوں اور ۲۹ فیصد مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس کی خود کشیوں، خودسوزیوں اور بیروزگاروں کی تعداد میں بیشمار اضافہ اور منگائی، منی بجٹوں اور ٹیکسوں کے کئی بلٹن ان درندوں اور انکی مستورات کو پالنے کیلئے جاری ہونگے۔ ملک کے اعلیٰ ایوانوں کے نمائندگان کی تعداد ملکی معیشت، وسائل، دولت، خزانہ اور ملکی املاک کو کینسر کی طرح چمٹ چکی ہے۔ملت کی وحدت کو مختلف منشوروں اور ۸۷ سیاسی جماعتوں میں بکھیر رکھا ہے۔اقتدار اور مال کی رشوتیں ملک میں بانٹی جارہی ہیں۔یہ ظلم اور جبر کی انتہا کو چھو چکے ہیں۔انکا ہاتھ روکنا ہر اہل وطن مسلمان، کسان، مزدور، محنت کش، طالبعلموں اور ہنرمندوں کا فرض بن چکا ہے۔وہ ان سے پوچھیں کہ انہوں نے ان سیاستدانوں کو ملک کا خزانہ لوٹنے اور اس عدل کش، اسلام کش، ملکی خزانہ کی بندربانٹ کے نظام کیلئے الیکشن میں ووٹ دئے تھے یا ملک میں اسلام کے نفاذ اور ملکی خزانہ کو محفوظ کرنے کیلئے۔

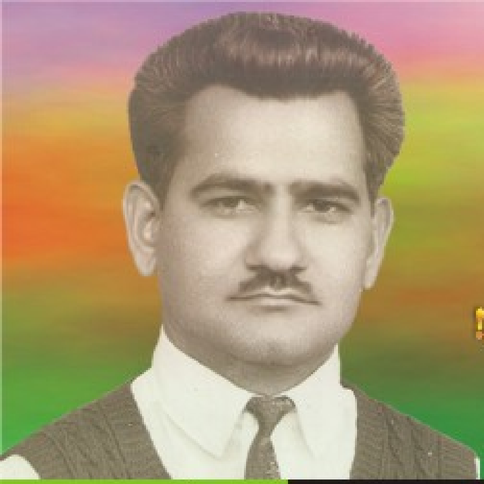

بابا جی عنایت اللہ

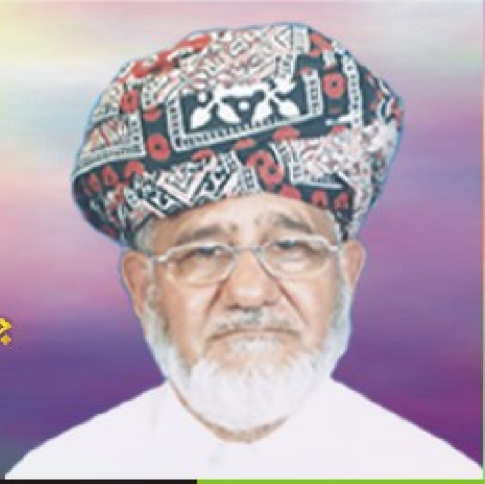

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اہل پاکستان مسلمانوں کو جمہوریت کا کینسر

۱۴۔ ملت کے اسلامی نظریات، علم، عمل اور کردار کو سرکاری طور پر ملکی سطح پر ۱۹۴۷ء سے یہ بدنصیب اور بد بخت بے دین شاہی ٹولہ عوام الناس کی مرضی اور خواہش کے خلاف منسوخ کرتا چلا آرہا ہے۔ چودہ کروڑ مسلمانوں کو ایک منافق کی عملی زندگی گذارنے کیلئے جمہوریت کے مذہب کا ملی تشخص بنا دیا گیا ہے۔ پوری ملت کو اسکے علم، عمل اور کردار کی نماز سکولوں، کالجوں، اکیڈمیوں، یونیورسٹیوں، تھانے، کچہریوں، ٹیکس خانوں اور ملک کے تمام محکموں اور زندگی کے ہر شعبہ میں ہر وقت سرکاری طور پر ادا کرنے کا پابند بنا رکھا ہے۔ ملک میں ۹۵ فیصد کرپٹ افسر شاہی، نوکر شاہی اور منصف شاہی کی تمام انتظامیہ اور عدلیہ کے اعلیٰ منصبوں پر فائز عمل کنندگان کی امامت میں چودہ کروڑ مسلمان ہر وقت کفر کے سجدے اور سجود ادا کرتے چلے آرہے ہیں۔ اسکے علاوہ تمام سرکاری غیر سرکاری کاروبار میں صبح وشام جمہوریت کے بے دین مذہب کے علم، عمل اور کردار کی نماز ادا کرنے میں پوری ملت مصروف ہے۔ ہمارا مذہب جمہوریت کے ملک میں اعلیٰ ایوانوں کے نمائندگان یعنی مرد و زن کی سرکاری طور پر رائج کردہ قوانین وضوابط کی اطاعت، اطباعت اور فرمانبرداری بن چکا ہے۔ ہمارے سرکاری امام اعلیٰ ایوانوں کے عمل کنندگان، افسر شاہی، نوکر شاہی، منصف شاہی کے ارکان۔ ہمارا سرکاری مذہبی نصاب، عیسائیت کے دانشوروں کا جمہوری نظام، یہودیت کے سکالروں کا سودی یہودی معاشی نظام، ہندہ ازم کے مدبروں کا طبقاتی نظام۔ ہماری تعلیم وتربیت۔ جمہوریت کا تعلیمی نصاب اور ہماری تربیت گاہیں اس کے تعلیمی ادارے یعنی سکولز، کالجز، اور سرکاری اکیڈمیاں، یونیورسٹیاں۔ خدارا ذرا سوچیں ا۔ ہماری ملی زندگی دین کے خلاف کافرانہ تہذیب وتمدن میں ڈھلتی جارہی ہے۔ ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی تابع فرمان الٰہی نہیں ہے۔ ہم چودہ کروڑ مسلمان الفاظ کی نماز مسجد شریف میں پڑھتے ہیں۔ سرکاری طور پر علم، عمل اور کردار دین کے خلاف جمہوریت کے مذہب کے ایوانوں کے نمائندگان کے قوانین اور ضوابط کا ادا کرتے ہیں۔ ان حالات میں دین کی عبادات اور نماز کیسی۔ پوری ملت اس منافقت کے عذاب میں ان ظالموں نے دھکیل رکھی ہے۔ وہ تو اعلیٰ ایوانوں کی بالادستی کی بنیاد پر ملک کا خزانہ، دولت، وسائل اور تمام ملکی املاک کی امانتوں کو اپنی عیش وعشرت کی زندگی، جاگیروں، ملوں، کارخانوں، فیکٹریوں، صنعتوں، رائیونڈ ہاؤسوں، سرے محلوں، شاہی پیلسوں، کو قانون سازی کے جرائم سے اپنی ملکیتوں میں بدلتے چلے آرہے ہیں اور دین کے خلاف اپنی مستورات کو حکومتی ایوانوں میں لاکر جہاں انہوں نے دین کے خلاف ایک کھلی جنگ کا اغاز کر دیا ہے وہاں انہوں نے ملکی خزانہ چاٹنے کا عمل اعلیٰ سطح پر جاری کر دیا ہے۔ مخلوط معاشرہ تیار کرنے کا دین کش عمل کرنے کے گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اسکے علاوہ یہ مسلمان کے روپ میں عیسائیت، یہودیت اور ہندو ازم کے ایجنٹوں کے فرائض ادا کرتے چلے آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو راہ راست پر لائے اور پوری ملت کو منافقت کے عذاب سے بچائے اور دستور مقدس کے نفاذ کی توفیق عطا فرماوے۔ امین۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۵۔ کیا قومی اسمبلی اور چاروں صوبائی اسمبلیوں کے ممبران اور سینٹ کے ممبران ملت کو بتانا پسند فرماویں گے کہ وہ بھی اپنے سابقہ حکمرانوں کی طرح دین کش اور غیر اسلامی رائج الوقت جمہوریت کا ضابطہ حیات اور انکی پالیسیوں کو سرکاری طور پر نافذ العمل رکھنا چاہتے ہیں اور وزارتوں کی رشوتوں سے وزیروں کی تعداد بڑھانا چاہتے ہیں۔

۱۶۔ کیا وہ عدل کش نادر شاہی، شاہی تنخواہوں، شاہی سرکاری محلوں، شاہی سرکاری دفتروں اور وال ٹو وال قالینوں اور قیمتی ڈیکوریشنوں اور شاہی سرکاری گاڑیوں، شاہی سرکاری سہولتوں اور ملک کا تمام سرکاری بجٹ اس ظالمانہ عدل کش تفاوتی نظام کے تحت ہضم کرنے اور غیر ضروری شاہی اخراجات کا تصرف کا کلچر اپنانا چاہتے ہیں۔ کیا اب بھی وزارتوں اور ملکی خزانہ لوٹنے کی سیاسی جنگ جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ جبکہ ہمارے دشمن ہمیں تباہ کرنے کیلئے ہمارے سر پر کھڑے ہیں۔ اللہ نہ کرے ہماری آنکھ اس وقت کھلے جب اس ملک پر کوئی ظالم قوم مسلط ہو چکی ہو۔ ۱۷۔ کیا وہ ایک کسان، ایک مزدور، ایک ہنرمند کی سی سادہ زندگی اور قلیل ضروریات پر اکتفا کرینگے۔ ۱۸۔ کیا آپ مستورات کے حقوق کے تحفظ کے نام پر ملی خزانہ اور دین کے بنیادی اصول پر شب خون مارنے کے عمل کو جاری رکھنا چاہتے ہیں یا ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ۱۹۔ اگر آپ دین کے نفاذ کیلئے مخلص ہیں تو ملک میں موجودہ ناظموں کی جگہ شوریٰ کے نظام کے تحت تمام علاقوں سے شوریٰ کے باکردار، قابل اعتماد، دینی اخلاق و کردار کی سوجھ بوجھ، نیک صفات اور حضور نبی کریم ﷺ کے قریب ترین سادہ، سلیس اور مختصر ضروریات پر مشتمل زندگی والے باکردار افراد کا چناؤ دین کی روشنی میں لا کر مجلس شوریٰ کا نظام قائم کریں۔ تمام علاقوں کا مرکزی آفس علاقہ کی جامع مسجد قرار دیں۔ شوریٰ کے ممبران کا جرگہ کا انتخاب دین کی روشنی میں لائیں۔ علاقہ کے تمام مقدمات اور جرائم کا فیصلہ اپنی قومی زبان میں مسجد شریف کے صحن میں بیٹھ کر کریں۔ جرائم کا قلع قمع قلیل سے قلیل وقت میں ہوتا جائیگا۔ اسطرح عدل و انصاف اور ملکی خزانہ کو چمٹے ہوئے انتظامیہ اور منصف شاہی کے کینسروں سے نجات ہوگی۔ انصاف اور انصاف کے حصول کے اخراجات نہ ہونے کے برابر ہونگے۔ انتظامیہ کی خود کار نظام کے تحت تطہیر ہو جائیگی۔ ملک کا مکمل بجٹ اور وقت کے ضائع ہونے، سرکاری محکموں اور عدالتوں کے نسل در نسل کے نہ ختم ہونے والے چکروں کا دور ختم ہوگا۔ ملت کو گمراہ کرنے کا فساد بھی ختم ہوگا۔ نوجوانوں کا رخ کھیتی باڑی اور کارخانوں، فیکٹریوں، ملوں، صنعتوں اور تجارت کی طرف مبذول کرنا ہوگا۔ ملت ایک ہولناک سانحے سے نجات پائے گی۔ انصاف نہ بکے گا، نہ رشوت ہوگی نہ ہی کرپشن۔ حکومتی سطح پر اس کار خیر کو سر انجام دینا ایک نیک شگون اور تاریخ ساز فیصلہ ہوگا۔ ملت کی کردار سازی کیلئے دین کی روشنی میں ایک تعلیمی نصاب مقرر کرنے سے ملک کی تمام بیماریاں از خود ختم ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ آپکو ایسا کرنے کی توفیق عطا فرماویں۔ تاکہ ملک و ملت سلامتی کا راستہ اختیار کر سکیں۔ امین۔ ثم امین

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے **ملت** کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفر نگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۱۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان دو قومی نظریات کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا۔ مسلمانوں نے ہندوؤں سے یہ الگ ریاست حاصل کی۔ تاکہ مسلمان اپنے مذہبی نظریات کے مطابق اسلامی ضابطہء حیات کی روشنی میں زندگی گذار سکیں۔ ۱۸۵۷ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک یہ **ملک** انگریزوں کی غلامی میں رہا۔ انہوں نے اس مفتوحہ **ملک** پر کنٹرول حاصل کرنے کے لئے ظالمانہ قانون اور غاصبانہ ضوابط نافذ کئے۔ انگریزوں نے ہندو پاک کے عوام کی نفسیات کو پرکھا اور سمجھا۔ اس کے مطابق انہوں نے **ملک** میں غداروں اور اپنے مفاد کو حاصل کرنے کے لئے اپنے پسندیدہ لوگوں کا پورے ہندوستان میں سے چناؤ کیا۔ انکو جاگیریں عطا کیں اور وظائف مقرر کئے، انگریزوں نے ان جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کی مدد و معاونت سے ہندوستان کی سرزمین پر ایک صدی تک حکومت کرتے رہے۔ انہوں نے ایک مفتوحہ قوم پر حکومت کرنے اور اپنا تسلط قائم رکھنے، غلام، قیدی، محکوم بنانے کے لئے جو تدابیر اور طریقہ کار اختیار کیے۔ نظام وسسٹم کا نفاذ کیا، اس کی اختصاری تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ انہوں نے طبقاتی، انگلش میڈیم اور اردو میڈیم تعلیمی ادارے **ملک** میں قائم کئے۔ جس سے وہ فوج شاہی افسر شاہی، منصف شاہی اور نوکر شاہی کا مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے طبقاتی ارکان تیار کرتے۔ جو ان کے حکومتی نظام کو انکی مرضی اور خواہش کے عین مطابق چلاتے۔ یہ نظام آج تک جاری ہے

۲۔ انہوں نے **ملک** پر گرفت مضبوط رکھنے کے لئے ظالم انتظامیہ اور غاصب عدلیہ کے سرکاری اداروں اور محکموں کو قائم کیا۔ جو آج تک انہی باطل، غاصب، استحصالی بنیادوں پر کام کرتے بنیادی حقوق غصب کرتے، انکے پیدا کردہ وسائل، ذرائع آمدن چھینتے اور خزانہ سے محروم کرتے آ رہے ہیں۔

۳۔ انگریز نیہندوستان کی عوام سے ان کے وسائل، ذرائع آمدن اور خزانہ چھیننے اور لوٹنے کے لئے مخصوص سودی، مادی معاشی نظام نافذ کیا۔ جو آج تک قائم ہے۔ طبقاتی تعلیمی ادارے آج بھی **ملک** میں اس نظام کو چلانے کیلئے حکومتی ٹولہ کی اولادوں پر مشتمل معاشیات کے سکالر تیار کرتے چلے آ رہے ہیں۔

۴۔ **ملک** پر کنٹرول حاصل کرنے اور دولت چھیننے کے لئے تھانے، کچہریوں اور عدالتوں کا ظالمانہ باطل نظام رائج کیا۔ اس نظام کو چلانے کیلئے **ملک** کے تمام سکول، کالجز، یونیورسٹیاں اکیڈمیاں اور تعلیمی ادارے آج بھی اس نظام کے دانشور، سکالر، مدبر تیار کرتے چلے آ رہے ہیں۔

۵۔ مفتوحہ **ملک** پر گرفت مضبوط رکھنے کے لئے انگلش میڈیم اور اردو میڈیم پر مشتمل طبقاتی تعلیمی نصاب مرتب کیا۔ انگریزی زبان کو نصاب کا لازمی حصہ بنایا۔ عوام الناس کیلئے تعلیم کے دروازے بند کر دیئے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے ملت کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت ، سرکاری زبان انگریزی ، قومی تشخص کفر نگری ، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ ، معاشی نظام سودی ، معاشرہ براہمن ، کھتری ، کھشتری ، شودر ، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون ، ٹو ، تھری ، فور

۶۔ انگریزی زبان کو بطور سرکاری زبان مقرر کیا۔ عوام الناس کو گویائی ، سماعت ، بینائی اور ذہنی صلاحیتوں سے مفلوج کر دیا۔

۷۔ باطل کالے قانون نافذ کئے۔ عوام کو کالی انتظامیہ اور کالی عدلیہ کے ظالم سکالروں ، بے رحم دانشوروں ، غدار مدبروں اور بے ضمیر افسروں ، غاصب منصفوں اور انسانیت سوز سرکاری کارندوں کی گرفت میں دے دیا۔

۸۔ اسلامی اقدار اور اخلاق و کردار ، حسن خلق اور اسوہ حسنہ جیسے الہامی نظام کو منسوخ کیا اور اسلامی نظریات کے متضاد نان کرپچن جمہوریت کے نظریات پر مشتمل طبقاتی تعلیمی نصاب ، طبقاتی تعلیمی اداروں سے طبقاتی معاشرہ تیار کیا۔

۹۔ ایک صدی تک انگریز ہندوستان کی عوام کو طبقاتی زندگی ، سودی معاشی نظام معاشیات اور مغربی معاشرے اور کلچر کی اقدار اور نظریات میں ڈھالتا رہا۔ عوام الناس کا شعور بڑی حد تک ان کے رنگ میں رنگا گیا۔ انگریزوں نے ملک کو ۱۹۴۷ء میں آزاد کر دیا۔ انگریز یہ ملک چھوڑ کر چلے گئے۔ لیکن ہمیں ورثہ میں جاگیردار اور سرمایہ دار طبقہ ، طبقاتی تعلیمی ادارے ، طبقاتی تعلیمی نظام ، طبقاتی تعلیمی نصاب ، طبقاتی فوج شاہی ، طبقاتی افسر شاہی ، طبقاتی منصف شاہی ، طبقاتی نوکر شاہی ، طبقاتی ظالم انتظامیہ ، طبقاتی بدکردار غاصب عدلیہ اور وہی مغرب کا ۱۸۵۷ء سے قائم کیا ہوا انتظامی ڈھانچہ ، وہی ۱۸۵۷ء کے ایکٹ ، وہی تھانے ، وہی عدالتی طریقہ کار ، وہی دفاتر ، وہی ڈپٹی کمشنر ، وہی ایس پی ، وہی مفتوحہ قوم کو قیدی بنانے والے کالے قانون اور ظالم کارندے ، وہی جھوٹے مقدمے ، وہی جھوٹی ایف آئی آر کے مطابق کیسوں کی سماعت ، وہی انصاف کرنے والے سیاہ ضمیر منصف ، وہی راشی نظام ، وہی سفارشی سسٹم ، وہی طبقاتی معاشرہ ، وہی بھوکے ننگے کسان ، وہی تڑپتے سسکتے مزدور ، وہی مظلوم محنت کش ، ہنرمند اور وہی چودہ کروڑ بے چارے ، بے یارومددگار ، مسکین عوام ، وہی انگریز کے پالتو ملکی غدار جاگیردار ، وہی انگریز کے پروردہ سرمایہ دار ، وہی ایم پی اے ، ایم این اے ، سینیٹر ، وہی وزیر ، مشیر ، سفیر ، وزیر اعلیٰ ، گورنر ، وزیر اعظم ، وہی صدر پاکستان ، وہی سپیکر ، چیئر مین سینٹ۔ وہی سیاست دان ، وہی حکمران ، وہی اپوزیشن ، وہی مارشل لا ، وہی فوجی حکومت ، وہی تفاوتی وزیر اعظم ہاؤس ، وہی گورنر ہاؤس ، وہی وزیر اعلیٰ ہاؤس ، وہی وزیرستان ہاؤسز ، مشیر ہاؤسز ، سفیر ہاؤسز ، وہی صدارتی محل ، وہی ملک کی بددیانت ، بے حیا ، بے شرم ، ظالم اور غاصب سپریم کورٹ بلڈنگ۔ ملک میں انگریز کا مسلط کردہ نظام اور سسٹم عوام پر اپنی گرفت وقت کے ساتھ مضبوط کرتا گیا۔ عوام کو مجبور ، بے بس ، معاشی معاشرتی طور پر اپاہج ، معذور بناتے گئے۔

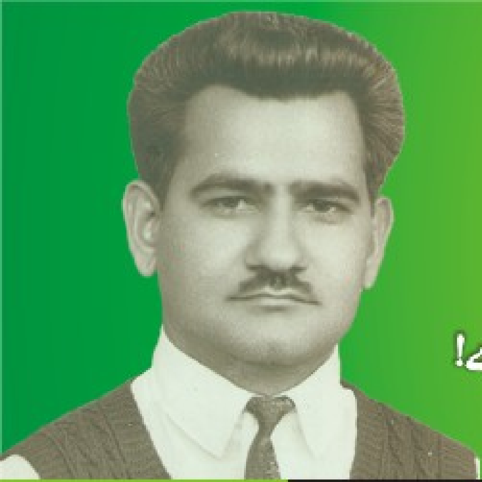

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے ملت کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفر نگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۱۰۔ وہی معاشی سودی قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد نظام، وہی سود کی لعنت، وہی سودی قرضے، وہی معاشی ڈاکے، وہی رہزن حکمران، وہی سو فیصد صوبائی، قومی اسمبلی ممبران اور سینٹ ممبران کی شاہی تنخواہوں میں اضافے کی نوید۔ وہی وزیروں، مشیروں، سفیروں، وزیر اعلیٰ، گورنروں، وزیر اعظم، صدر پاکستان کے ملک اور ملت کے وسائل اور خزانے پر ڈاکے، وہی ملک کے دہشتگرد، وہی چودہ کروڑ عوام کے رہزن، وہی نان کرسچن جمہوریت کو چلانے والے طبقاتی انگلش میڈیم تعلیمی اداروں کے سکالر، وہی سودی مادہ پرست معیشت کے نامور مدبر، وہی طبقاتی نظام کے دانشور، وہی طبقاتی تعلیمی نصاب، وہی طبقاتی تعلیمی ادارے، وہی طبقاتی معاشرہ، وہی انگریز کے دور کے جاگیردار، وہی سرمایہ دار، وہی چھ سات ہزار افراد پر مشتمل جمہوریت کا حکومتی ٹولہ اور انکے نظام الیکشن میں حصہ لینے والے بھیڑیئے۔ مغربی دانشوروں کی تیار کردہ نان کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت کے ارکان، وہی حکمران۔ سچ ہے کہ انگریز ہمیں آزادی دے کر چلا گیا ہے۔ لیکن اس ملک کی سپرداری اور حکومت ان ظالم بے رحم جاگیرداروں، سرمائے داروں اور پاکستان کو دولخت کرنے والے غداروں، ملکی راز اور سکھوں کی لسٹیں سپلائی کرنے والے سیاست دانوں، حکمرانوں کو سونپ گیا۔ اسکے علاوہ وہ اپنے طبقاتی تعلیمی نظام کے پروردہ مدبروں، مفکروں، دانشوروں اور شاہکاروں کی افواج اور نظام بھی انکے سپرد کر گیا۔ جنہوں نے ان کے رائج کردہ نظام اور سسٹم اور اداروں، محکموں، تھانے، کچہریوں، عدلیہ، انتظامیہ کو اسی طرح قائم رکھا بلکہ اس میں زیادہ نکھار پیدا کیا۔ رشوت، کرپشن، کمیشن اور سفارش کی ملک میں حکومت قائم کی۔ ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک اس نظام اور سسٹم کی معاشرے میں تربیت جاری چلی آ رہی ہے۔ اب یہ کرپٹ نظام و سسٹم معاشرے کے جسد کو کینسر کی طرح چمٹ چکا ہے۔ اقوام عالم میں جو پاکستانی عوام کی کرپشن کی پہچان بن چکا ہے۔

۱۱۔ اسکے علاوہ ملک کا نظم و نسق چلانے کے لئے زکوۃ اور عشر کے علاوہ ان گنت ٹیکسوں، بیشمار منی بجٹوں، بجلی، گیس، تیل اور ضروریات زندگی کی قیمتوں کے بے پناہ اضافوں کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے۔ مظلوم، محکوم ۷۰ فیصد کسان اور غلام ۲۹ فیصد مزدور، محنت کش، ہنرمند اور بے بس عوام الناس پر ناکردہ گناہ کا معاشی عذاب مسلط کر رکھا ہے۔ چودہ کروڑ عوام پر ظلم و بربریت کی سیاہ پالیسیاں اور مہنگائی کے اندھے قوانین کے نفاذ کو کون روکے گا۔ بدقسمتی کی انتہا یہ ہے کہ ۹۹ فیصد عوام الناس کا خون چوس کر ملک کے ایک فیصد سیاستدانوں، حکمرانوں، افسر شاہی، منصف شاہی اور نوکر شاہی کی شاہی سہولتوں، شاہی تنخواہوں، لٹیروں، راہزنوں اور ڈاکوؤں کو قانونی اور عدالتی تحفظ فراہم کرنے سے کون روکے گا۔ عدل و انصاف ناپید ہو چکا ہے۔ ۱۴ کروڑ عوام کو ان کالے قوانین، رشوت، سفارش، کرپشن کی آفتوں سے نجات کون دلائے گا۔ ملک میں اخلاق و کردار کی تباہی کو کون روکے گا۔ اپاہج اور مفلوج معاشرے کو نئی زندگی کون بخشے گا۔ ان مغربی سکالروں دانشمندوں مدبروں، مفکروں اور اہل وطن ملت اسلامیہ اور اسکے فرزندان کو قرآن حکیم کی روشنی میں راہ ہدائیت کا راستہ کون دکھائے گا۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے ملت کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفرنگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۱۲۔ یاد رکھو جب کسی معاشرہ کو اسکے دین اس کے نظریات، اسکے عقیدہ کی تعلیمات اور اس کی قانونی، عدلی، اخلاقی اور معاشرتی اقدار سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ پھر اس معاشرے کی شکل مختلف اور تشخص متضاد اور مسخ ہو کر رہ جاتا ہے۔ جب مختلف نظریات، مختلف معاشرتی ضابطہ ہائے حیات، مختلف معاشی انداز فکر سے کسی قوم یا ملت کی تعلیم و تربیت کی جاتی ہے۔ تو لامحالہ وہ نظریاتی قوم، نظریاتی ملک، نظریاتی ملت، نظریاتی ریاست، ذہنی قلبی مصیبتوں، روحانی اذیتوں کا شکار ہو کر رہ جاتی ہے۔ ان کے لئے دینی تعلیمات دینی عبادات، دینی اخلاقیات کی پابندی کرنا، ان کا دینی اور فطرتی حق ہوتا ہے۔ وہ زندگی کو اس کے اصول و ضوابط کے مطابق گذارنا چاہتے ہیں۔

۱۳۔ دوسری طرف جب ملکی سطح پر سرکاری طور پر اس معاشرہ پر مختلف متضاد نظریات کی تباہ کن طبقاتی تعلیم، طبقاتی تعلیمی نصاب، طبقاتی افراد کے لئے مختص کر دیا جائے۔ نظم و نسق چلانے کے لئے فوج شاہی، افسر شاہی اور عدلیہ کے نظام کو چلانے کیلئے منصف شاہی، ان جاگیرداروں، سرمایہ داروں ٹولہ کی اولادوں کی وراثت بن جائے۔ جہاں اسلام کا مشاورتی طریقہ کار اور دینی نظریات کو ختم کر کے مغربی دانشوروں کا نان کرسچن جمہوریت کا نظام حکومت طریقہ کار اور نظریات کو اپنا لیا جائے۔ جہاں اسلامی معیشت کے نظام کو حرف غلط کی طرح مٹا کر مادہ پرست فلاسفرز کا سودی معاشی نظام اور نظریہ رائج کر دیا جائے۔ جہاں مسلمانوں میں مساوات کا سبق سکھانے والی تعلیمات کو ختم کر کے طبقاتی تعلیم کے نصاب کا نفاذ کر دیا جائے۔ تو یقیناً ان اکیڈمیوں کے وہ سکالر، وہ مدبر، وہ مفکر وہ دانشور انہی نظریات کے علوم سے آشنا اور ماہر ہوں گے۔ حکمران اور محکوم طبقات اسی طبقاتی تعلیمی نظام کی پیداوار تیار ہوتی جائیگی۔ ان کا اسلام اور اسکے نظریات کے ساتھ دور کا کوئی تعلق بھی نہ ہوگا۔ موجودہ تعلیم و تربیت کے شاہی اخراجات ستر فی صد کسان اور ۲۹ فی صد مزدوروں، ہنرمندوں، محنت کشوں، کی اولادیں تو ہرگز برداشت نہیں کر سکتیں۔ یہ نظام تعلیم جاگیرداروں، سرمائے داروں، بلیکیوں، سمگلروں، رشوت خوروں کے لئے مختص ہو چکا ہے۔ پاکستان بڑے شہروں، عالیشان بلڈنگوں، کشادہ سڑکوں، انمول قیمتی گاڑیوں اور بڑے محلوں اور شاہی ایوانوں کا نام نہیں۔ یہ تو ستر فی صد کسانوں کی جھونپڑیوں اور ۲۹ فی صد مزدوروں کی خستہ حال کٹیا اور پس ماندہ رہائشوں پر مشتمل عوام کا ملک ہے۔

باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

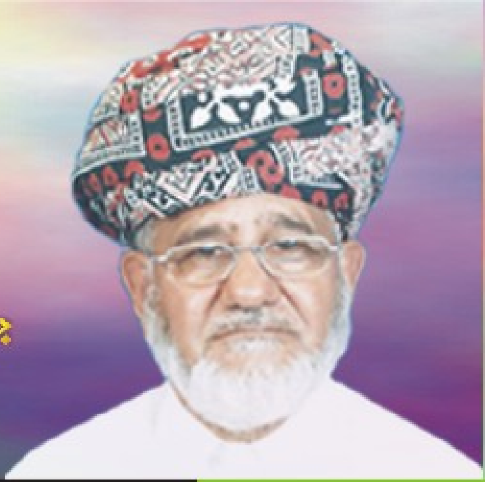

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے ملت کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفر نگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۱۴۔ کوئی دانا، کوئی صاحب بصیرت، کوئی اہل دل، کوئی سادہ مسلمان بھی یہ سوچ نہیں سکتا۔ کہ ملک کی تمام ایسی طبقاتی درسگاہیں، سکولز، کالجز، یونیورسٹیاں، اکیڈمیاں، جن میں اینٹی کرسچن جمہوریت کے سکالر، سودی، مادہ پرست معاشیات کے دانشور، ہندو مذہبی نظریہ کے طبقاتی فلاسفر مخصوص تعلیمی نصاب کے نظریہ اور فکر کے تحت حکومتی نظام چلانے کے لئے تیار ہوتے چلے آ رہے ہوں۔ سرکاری سطح پر حکومتی نظام اور سسٹم بھی انہی نظریات کی روشنی میں تیار کردہ قوانین اور ضوابط کو نافذ العمل کرنے کیلئے نافذ کر رکھا ہو۔ ۱۸۵۷ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک انگریز اسی طریقہ کار کے تحت حکومت چلاتا رہا ہو۔ ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک ملک میں وہی طبقاتی تعلیمی ادارے وہی تعلیمی طبقاتی نصاب سے حکومتی اہلکار اور معاشرے کے افراد تیار ہوتے چلے آ رہے ہوں۔ انگریزوں کی بجائے ملکی جاگیرداروں، سرمایہ داروں، سیاستدانوں کو حکومت کا قلمدان سپرد ہوتا چلا آ رہا ہو۔ ملک ان کی لونڈی اور عوام ان کے غلام بن چکے ہوں۔ وہ قوم، وہ ملت، وہ ملک کیسے فلاحی اسلامی ریاست بن سکتا ہے۔ اہل دین، اہل حکمت، اہل علم، اہل فقر تعلیم سے وابستہ وہ اہل دل، دردمند اساتذہ اور اسلامی شعور سے آشنا احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ اس تعلیمی کینسر کا علاج حکومت وقت کو تجویز کریں۔ اسلامی طرز حکومت، اسلامی معاشی نظام اور اسلامی مساوات پر مبنی ایک تعلیمی نصاب کو مرتب کر کے قوم کے روبرو پیش کریں۔ دستور مقدس کے نفاذ کا عمل جاری کریں۔

۱۵۔ اے اسلامی مملکت پاکستان کے راہنماو! اے دینی جماعتوں کے سیاسی لیڈرو! اے ملک کے عظیم سیاست دانو! اے جمہوریت پسند حکمرانو! اے مغربی تہذیب کے دانشوروں کے سیاسی پجاریو! اے سودی معاشی نظام اور غیر اسلمی نظام معاشیات کے پیکرو! اور اے ہندوازم کے طبقاتی معاشرے کے پجاریو! تمہیں یاد دلانا ضروری ہے کہ پاکستان ایک ایسا اسلامی ملک ہے۔ جس کا وجود لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے نام نظریہ عقیدہ اور دین کے تحت لاکھوں جانوں کی قربانیاں دے کر اور ہجرت کی اذیتیں برداشت کر کے حاصل کیا ہوا ہے۔ نام محمد ﷺ کے صدقے بے شمار معصوم بچے، بچیوں کا بے دریغ قتل عام کروایا ہوا ہے۔ لاکھوں جوانوں، نوجوانوں بہن بھائیوں بیٹیوں ماؤں اور بوڑھے ماں باپ کے جسموں کو برچھیوں کلہاڑیوں،، ٹوکوں، بلموں اور گولیوں سے چھلنی کروا کر اسم محمد ﷺ کے اجالے کی منزل کا سفر جاری کیا ہوا ہے۔ کیا قرآن حکیم کی حرمت کو بحال کرنا اہل وطن مسلم امہ کا فرض نہیں۔

۱۶۔ جس طیب ہستی کے نظام کو اپنانے کیلئے مسلمانان ہند نے اپنے آباؤ اجداد اور عزیز و اقارب کی قبریں، گھر بار، کھیت کھلیان، کاروبار اور وطن عزیز چھوڑ کر قافلوں کے قافلے سرزمین پاکستان میں پہنچے۔ اور سجدہ ریز ہو کر آنسوؤں کے تحفے پیش کئے ہوئے ہیں۔ آج بھی اس دھرتی کو یاد ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے ملت کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفر نگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۱۷۔ جس کتاب مقدس اور اس کے ضابطہ حیات کو اس ملک میں نافذ العمل کرنے، اس کی پیروی کرنے اور اطاعت کی روشنی میں ملت اسلامیہ کی کردار سازی اور ملی تشخص تیار کرنے کی خاطر تن من دھن کی ان گنت قربانیاں پیش کی تھیں۔ تاریخ کے اوراق میں دستور مقدس کے نفاذ کا وچن، وعدہ، عہد آج بھی ملت کیلئے روز روشن کی طرح سراپا سوال بنا کھڑا ہے۔ اس کے راستہ میں حائل کون ہے۔ کون دہشت گرد ہیں حکومتی ٹولہ یا انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ یا ملک کے عوام جو اسلامی جمہوری نظام مملکت کی بات کرتے ہیں۔

۱۸۔ آج اہل پاکستان اور ملت اسلامیہ ان چھ سات ہزار بدکردار، دھوکہ باز، نفس پرست، ظالم، غاصب، سیاستدانوں، انکے مسلط کردہ طبقاتی تعلیمی نظام، طبقاتی تعلیمی اداروں سکول، کالجز، یونیورسٹیوں اور سرکاری اکیڈمیوں کے فارغ التحصیل مغرب پرست سکالروں، دانشوروں، مدبروں، مفکروں، بدنصیب رہزن حکمرانوں سے ملت سراپا سوال بنی کھڑی ہے۔ اور پوچھ رہی ہے کہ اے انگریز کی مفتوحہ قوم کا چارج سنبھالنے والے سیاستدانو! حکمرانو! تم ملت کے نظریاتی اثاثہ کو کیوں تباہ کر رہے ہو۔ عہد شکنی کے مرتکب حکمرانو! اور اس کے خلاف احتجاج نہ کرنے والی عوام کی صدا اور ندا بڑی سخت، اذیت ناک اور ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ ایسے حکمرانوں اور انکے کارندوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو جاتا ہے۔ اور ان پر بدترین دشمن مسلط کر دیا جاتا ہے۔ جو ان کی تباہی اور بربادی کا سبب بن جاتا ہے۔ اور ان سے سب کچھ چھین لیتا ہے۔ وہ عبر تکدے کی داستاں بن جاتا ہے۔ اب وہ گھڑی سر پر کھڑی ہے۔ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ افغانستان کا حال تمہارے سامنے ہے۔ توبہ کرلو۔ خالق کی مخلوق پر اور اپنے مسلمان بھائیوں پر اتنے ظلم نہ کرو۔ دستور مقدس کا نفاذ فوری طور پر عمل میں لے آؤ۔ بچ جاؤ گے۔ ورنہ ہرگز نہیں۔

۱۹۔ بتاؤ آج وہ مسلمان کہاں ہے۔ وہ اسلامی آئین کہاں ہے۔ وہ اسلامی ضابطہ حیات اور شریعت محمدی کا نفاذ کہاں ہے؟ وہ نوری راستہ اور نظام کہاں ہے؟ وہ دین کی روشنی میں تیار کیا ہوا تعلیمی نظام کہاں ہے؟ وہ حق اور سچ کے قوانین اور ضوابط کہاں ہیں۔ وہ اصحاب صفہ کی طرز کی صالح، پرہیزگار، ایماندار، متقی، دیندار، خوف خدا سے آشنا، عدل وانصاف سے لیس اور ہونہار قیمتی گوہر تیار کرنے والی دینی درسگاہیں کہاں ہیں؟ اسلامی تعلیمی نصاب اور جدید علوم اس کے پیروکار کہاں ہیں؟ اسلامی نظم ونسق چلانے والے کارندے کہاں ہیں؟ اسلامی تعلیمی درسگاہیں کہاں ہیں؟ اسلامی طرز حیات کہاں ہے؟ اسلامی کردار کی وہ منور شمعیں کہاں ہیں؟ قلیل ضرورتوں والے وہ نمائندے کہاں ہیں؟ سرائے فانی کے وہ آشنا کہاں ہیں؟ دنیا کی بے ثباتی سے روشناس کروانے والے وہ ھدی خواں کہاں ہیں؟ اپنے پرائے کا دکھ بانٹنے والے وہ مونس انسانیت کہاں ہیں؟ یتیموں، بیکسوں اور مجبوروں کے وہ محافظ کہاں ہیں؟ خدا کے بندوں کو پیار کرنے والے وہ بندہ پرور کہاں ہیں۔

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے **ملت** کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفرنگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۱۹(۲)۔ اندھیروں کے ورق الٹنے والے وہ روشنی کے پیکر کہاں ہیں؟ حیدری فقر اور قلب سلیم کے وہ وارث کہاں ہیں؟ انسانیت کے درد کے وہ درمان کہاں ہیں؟ صداقت، شجاعت، عدالت کے وہ راز داں کہاں ہیں؟ اسم محمد ﷺ کی خوشبو کو چمن چمن میں پھیلانے والے وہ عطار کہاں ہیں؟ آفتاب رسالت ﷺ کی روشنی کی وہ منور کرنیں کہاں ہیں۔ منزل عاقبت کے آشنا وہ مسافر کہاں ہیں۔ گوشہ نشینی سے سرمایہ رشدو ہدایت حاصل کرنے والے وہ راہی کہاں ہیں۔ فطرت شناس وہ نباض کہاں ہیں۔ آنسوؤں کو موتیوں میں ڈھالنے والے وہ کیمیا گر کہاں ہیں؟ شب بیدار، غم خوار، جانثار وہ ملت کے خدمت گار کہاں ہیں؟ پوری انسانیت اور اس عظیم ملت کے عظیم نونہالوں کو مٹھی بھر سیاستدانوں اور قلیل سے حکمرانوں اور انگریزی تہذیب اور نظریات کے سکالروں نے ایک عبرتناک سانحہ سے دوچار کر رکھا ہے۔ انہوں نے ملت سے حضور نبی کریم ﷺ کے دستور مقدس کے نور اور نورانی راستہ کو چھین لیا ہوا ہے۔ انہوں نے مسلمان نسلوں کو ظلم و بربریت پر مبنی طبقاتی تعلیمی نظام، طبقاتی معاشی نظام اور طبقاتی معاشرے کی آگ میں جھونک رکھا ہے۔ ان کو بے حیائی، نفس پرستی، خود غرضی، بدکرداری، لوٹ کھسوٹ اور بے دینی کے تندو تیز شعلوں میں بھسم کئے جا رہے ہیں۔ مغربی دانشوروں کے تیار کردہ نظریات پر مشتمل اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام، سودی، معاشی مفکرین کے کے نظریات کا معاشی نظام اور ہندوازم کے سکالروں کے نظریات کے طبقاتی نظام کی پرورش و تربیت کرنے والے تعلیمی نصاب کا زہر ان مسلمان نسلوں کے ذہنوں اور روحوں میں اتار دیا گیا ہے۔ ملت اس بے دین تعلیم کے فارغ التحصیل سکالروں، مفکروں اور دانشوروں کی گرفت میں بری طرح پھنس چکی ہے۔ ان مغربی تہذیب کے سکالروں، مفکروں اور دانشوروں نے ملت اسلامیہ کو رسوائے زمانہ کر رکھا ہے۔ اس باطل، بے دین، جمہوریت کے مذہب، اور اس کے پیراؤ کاروں سے نجات حاصل کرنا عمر بھر کی عبادت اور ریاضت سے کہیں بہتر ہے۔

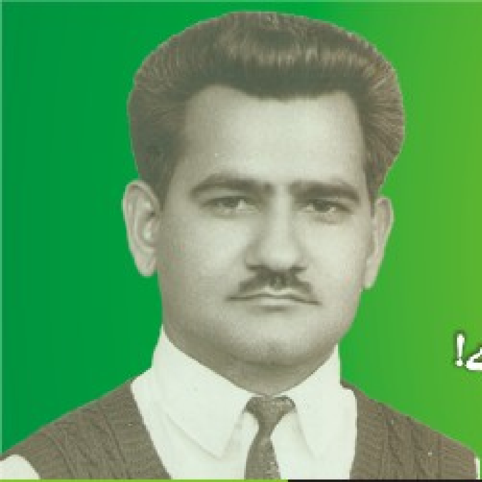

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

باب 1 **پیرا** 20-30 | **پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے** | **ندائے وقت**

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے ملت کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفر نگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۲۰۔ ملک میں سرکاری سطح پر قرآن وسنت کو پس پشت ڈالنے والے دین کے منشور کو سرکاری طور پر معطل کرنے والے، دینی تعلیم کے نصاب کو منسوخ کرنے والے، اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو ختم کرنے والے، رسول اللہ ﷺ کے ضابطہ حیات کو ملکی سطح پر پس پشت ڈالنے والے، مسلمانوں کی نسل کو مغربی کلچر اور ہندوازم کے نظریات میں بدلنے والے رہبروں، راہنماؤں، سیاست دانوں، حکمرانوں، اوران کے نائب مصاحب سکالروں، مفکروں، اور دانش وروں کو کیسے سمجھاؤں۔ کیسے بات کروں، کہ دین کے ساتھ منافقت حضور ﷺ کی شفاعت سے محروم کر دیتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا غیض وغضب ان کو اوران کے آشیانوں کو اپنی زد میں لے لیتا ہے۔ تباہی وبربادی ایسے لوگوں کا مقدر بن جاتا ہے۔ دور حاضر کے طالب علموں اور چودہ کروڑ مسلمانوں کا یہ دردناک سوال اہل اقتدار، سیاست دانوں، حکمرانوں، انکی صوبائی، وفاقی اسمبلیوں اور سینٹ کے ممبران کی خدمت اقدس میں پیش ہے۔ امید ہے کہ آپ سب لوگ ایک مسلمان ہونے کی حثیت سے ان سوالات کا جواب دینے میں عار محسوس نہیں کریں گے۔

۲۱۔ قرآن پاک کے تقدس، ناموس، حرمت اور اس کی تعلیمات کو سرکاری سطح پر پامال کرنے والا کون ہے؟

۲۲۔ سرکاری سطح پر اسلام کے دستور مقدس کے نفاذ میں رکاوٹ کون ہے؟

۲۳۔ قرآن پاک کی بے حرمتی کرنے کا مجرم کون ہے؟

۲۴۔ اسلامی تعلیمات سے سرکاری طور پر محروم کرنے والا کون ہے؟

۲۵۔ چودہ کروڑ عوام سے اسلامی نصب العین چھیننے والا کون ہے؟

۲۶۔ اسلامی ضابطہ حیات پر ڈاکہ ڈالنے والا کون ہے؟

۲۷۔ مسلمانوں کو دین محمدی ﷺ سے دور لے جانے والا کون ہے؟

۲۸۔ دین کی روشنی میں حق وباطل کی تمیز مٹانے والا کون ہے؟

۲۹۔ طبقاتی تعلیمی ادارے قائم کرنے والا کون ہے؟

۳۰۔ طبقاتی غیر دینی تعلیمی نصاب تیار کرنے اور ملکی سطح پر سرکاری طور پر اس کا نفاذ کرنے والا کون ہے؟

باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے ملت کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفرنگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۳۱۔ ملک میں سودی، مادہ پرستوں کا معاشی نظام قائم کرنے والا کون ہے؟

۳۲۔ ہندوازم کے نظریہ کے مطابق طبقاتی نظام تعلیم، طبقاتی معاشرہ اور طبقاتی نظام حکومت کو رائج کرنے والا کون ہے؟

۳۳۔ ملک میں غیر اسلامی طرز حکومت یعنی مغرب کے دانشوروں کی تیار کردہ اینٹی کرسچن جمہوریت کو نافذ العمل کرنے والا کون ہے؟

۳۴۔ چودہ کروڑ مسلمانوں کا سرکاری مذہب اینٹی کرسچن جمہوریت اور ہندوازم کے نظریات پر مشتمل ہے۔ کس نے رائج کر رکھا ہے؟

۳۵۔ ملکی قانون سازی کرنے والا کون ہے؟

۳۶۔ قومی خزانہ اور وسائل لوٹنے والے ڈاکو، راہزن، اور لٹیرے کون ہیں؟ ملک کا ۹۷۔ ارب ڈالر مغربی ممالک میں کن کے ہیں۔

۳۷۔ طبقاتی سیاست دان، طبقاتی حکمران، طبقاتی افسر شاہی، طبقاتی منصف شاہی، طبقاتی فوج شاہی، طبقاتی نوکر شاہی اور طبقاتی معاشرہ تیار کرنے والا کون ہے؟

۳۸۔ ان ملی رہزنوں، ڈاکوؤں، دہشت گردوں، کو تحفظ فراہم کرنے والا کون ہے؟

۳۹۔ طبقاتی کرپٹ انتظامیہ کو ملک میں کون مسلط کرتا ہے؟

۴۰۔ طبقاتی رشوت خور، عدل کش عدلیہ کی تقرریاں، کون کرتا ہے؟

۴۱۔ زکوۃ عشر، ان گنت ٹیکسوں، تیل، بجلی گیس کی قیمتوں کے اضافوں اور اشیائے خوردنی کی قیمتوں میں اضافوں سے یتیموں، بیواؤں، نادار، مسکین، اپاہج، کمزور، بیمار، بے بس، مزدوروں، کسانوں، ہنرمندوں، اور بے روزگاروں سے ان کا معاشی خون کون چوستا ہے؟ ان کو زندگی اور موت کی کشمش میں کون مبتلا کرتا ہے؟

۴۲۔ ملک کا تمام مال ومتاع، وسائل، خزانہ غیر ملکی قرضے، آئی ایم ایف کے قرضے کن کے شاہانہ تصرف میں آتے ہیں۔ ان کو کون لوٹتا رہتا ہے۔ ان ملی امانتوں پر شب خون کون مارتا ہے؟

۴۳۔ عدل وانصاف کو کچل کر شاہی تنخواہوں اور شاہانہ سہولتوں کی ہولی کون ظالم کھیلتے ہیں؟

۴۴۔ سو فی صدی تنخواہوں میں کون اضافے کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی بجلی، گیس، تیل کی قیمتوں میں دل سوز اضافے کون کرتا ہے؟

بابا جی عنایت اللہ

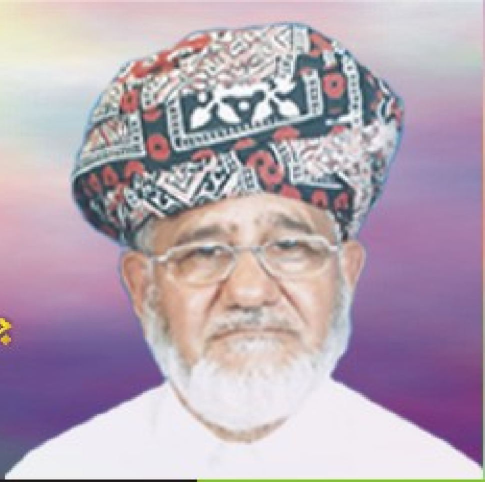

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے ملت کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفر نگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۴۵۔ ملک کے زرمبادلہ کی امانتوں کو نگلنے والی مرسیڈیز گاڑیاں، پجارو، لینڈ کروزر اور اعلیٰ قسم کی حسب مراتب خرید کی جانے والی گاڑیاں، نچلے درجے کی لاکھوں سرکاری گاڑیاں، ملک میں کون خرید کرتا ہے؟ اور ان کو کون استعمال کرتا ہے؟ ان کی اربوں ڈالر کی قیمتیں کون ادا کرتا ہے۔ ان لاکھوں سرکاری گاڑیوں کو کون خرید کرتا ہے؟ ان کے تیل کے اخراجات کون برداشت کرتا ہے۔ ان کے ڈرائیوروں کی تنخواہیں کون ادا کرتا ہے۔ ان کے روزمرہ کے اخراجات کون برداشت کرتا ہے۔ ان معزز دہشت گرد سیاست دانوں، وزیروں، مشیروں، سفیروں، وزرائے اعلیٰ، گورنروں، سینیٹ کے چیئرمینوں، اسمبلی کے سپیکروں، فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی، اور ان کے وزیراعظم اور صدور پاکستان کو کون پوچھ سکتا ہے۔ کہ ۷۰ فیصد غریب کسان اور ۲۹ فیصد مظلوم مزدور، محنت کش، ہنرمند اور بھوک، ننگ اور پیاس میں تڑپتی صحراؤں میں بے بس عوام کا اس ملک پر کوئی حق نہیں ہے۔ جبکہ تم اچھی طرح جانتے سمجھتے ہو یہ سب وسائل، یہ سب دولت، یہ ملکی خزانہ تو انکی ملکیت ہیں۔ تم کیسے ظالم غاصب اور منافق مسلمان ہو تم انکی امانتوں کو لوٹتے چلے آرہے ہو۔۔

۴۶۔ ملک کے تمام وسائل کسان، مزدور اور بے بس عوام ہی پیدا کرتے ہیں، ملک کی تمام دولت وہی کماتے ہیں۔ اور ملک کا تمام خزانہ انکی ملکیت ہے۔ یہ کون ظالم، غاصب، ڈاکو، رہزن اور لٹیرے ہیں جنہوں نے انکی دولت سے اپنے محلات اور شاہی رہائش گاہیں۔ ملک کے اندر اور غیر ممالک میں تیار کر رکھی ہیں۔ یہ کون غاصب ہیں۔ جو انکے خزانہ سے تنخواہوں کے بڑے بڑے ڈاکے ڈالتے ہیں۔ یہ کون رہزن ہیں جو انکے مال سے شاہی اخراجات کرتے ہیں۔ یہ سرکاری خزانہ لوٹنے اور ذاتی تصرف میں لانے والے قانونی ضابطے کون تیار کرتا ہے؟ سرکاری گاڑیوں کی خرید کا زرمبادلہ کا بجٹ کون منظور کرتا ہے۔ یہ سرکاری اخراجات کے ڈاکے کون مارتا ہے۔ یہ راہزن کون ہیں۔ اے رہبرو!، رہنماؤ!، سیاستدانو! حکمرانو! کیا یہ اسلامی طرز حیات ہے۔ کیا دنیا کے کسی دوسرے ممالک یا کسی کونے میں اس قسم کا ظالم، غاصب، بے رحم نظام موجود ہے۔ مغرب، چین اور جاپان کو ہی دیکھ لیجئے۔ ان کا رہن سہن، اور طرز حیات اور بود و باش کیسی ہے۔ ان کے سرکاری اخراجات کتنے ہیں۔ ان کے پاس سرکاری گاڑیاں کتنی ہیں۔ ان کے پاس شاہی محل کتنے ہیں۔ انکا معاشی اور معاشرتی نظام کیسا ہے۔ ان کے ترقی کے اسباب اور محرکات کیا ہیں۔ اپنے ساتھ موازنہ کرلو۔ اپنے کردار کا احتساب از خود کرلو۔ شائد سیاستدانوں، حکمرانوں کو ۹۹ فی صدی مفلوک الحال عوام الناس کی بات سمجھ میں آجائے۔ خدا آپکو توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے ملت کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفر نگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۴۷۔ کیا اسلامی ملک میں اتنی بڑی بڑی رہائش گاہیں، اور شیش محل، فوج شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی، منصف شاہی، وزیروں، مشیروں، سفیروں، وزرائے اعلیٰ، گورنروں، کو سرکاری طور پر مہیا کی جا سکتی ہیں۔ کیا اسلامی طرز حیات یا خلیفہ وقت اس کے تمام نائب مصاحب، یا سرکاری مشینری کا کوئی عہدہ دار اس قسم کی تفاوتی، طبقاتی، غیر منصفانہ اور غیر مساویانہ سہولتیں حاصل کر سکتا ہے۔ کیا ان کے لئے گن مین، اردلی، چوکیدار، مالی، خانساماں، ڈرائیور، جمعدار اور بے شمار نوکروں کی افواج ان کو مہیا کی جاتی ہے۔ کیا یہ حکمران فرعون کی زندگی اور اس کے انجام سے آشنا نہیں۔

۴۸۔ کیا اسلامی منشور میں بجٹ کی مد میں خفیہ مدیں، وزیروں، وزرائے اعظم، مشیروں، اور صدر کو میسر ہوتی ہیں۔ جس سے وہ حکومتیں خریدتے اور من مرضی کے اخراجات کرتے ہیں اور ان کا کوئی حساب کتاب پوچھنے والا نہ ہو۔

۴۹۔ پاکستان کے آئین کے مطابق دستور مقدس کا نفاذ ملک میں ضروری ہے کہ نہیں۔ کیا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے کردار کی روشنیاں، رشد و ہدائت کی قندیلوں، عدل و انصاف کے چراغوں، ادب و اخلاق کے پرکشش نورانی راستوں کے انسانیت ساز ضابطہ حیات سے استفادہ کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ کیا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اسوۃ حسنہ کی شمعیں روشن کرنا مسلمانوں کا فرض ہے یا نہیں۔ کیا حضور نبی کریم ﷺ کی عظیم امت کو امت مرحومہ بنانا یا اس عظیم امت کے وقار، عزت، عظمت یا شان کو دوبالا کرنا مناسب ہے یا نہیں؟

۵۰۔ آؤ مل کر بیٹھیں، سوچیں اور غور و فکر کریں۔ اور ملکی نظام کو اسلام کا غسل دے کر ایک نصاب تعلیم، دین کی روشنی میں تیار کریں۔ علم و حکمت کے موتی اکٹھے کریں۔ ان مغربی سکالروں سودی مادی معاشی نظام کے سرکاری معاشی دانش وروں، اور ہندوازم کے طبقاتی تعلیمی نظام کے مفکروں، مدبروں، کو الوداع کریں۔ ان سے نجات حاصل کریں۔ ان کی طبقاتی تعلیم، طبقاتی نصاب تعلیم، طبقاتی معاشی، معاشرتی نظام کا خاتمہ بالخیر کریں۔ ان طبقاتی نظریات کے ظلمات کے قمقموں کو سرکاری سطح پر تمام ملکی تعلیمی درس گاہوں سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور سرکاری اکیڈمیوں سے بجھائیں۔ اور ختم کریں۔ اس مفتوحہ قوم، ملت، اور اسلامی ریاست کو ان نونہالوں اور پورے معاشرے سے ان غاصب ظالم بے نور بے دین سیاسی سکالروں، معاشی مدبروں، طبقاتی مفکروں، جاگیرداروں، سرمایہ داروں، حکمرانوں کے شکنجوں سے آزاد کروائیں۔ علم نور بھی ہے اور ظلمات بھی۔ یا اللہ ہمیں ظلمات کی تعلیمات سے نجات عطا کر۔ ہماری استغفار کو قبولیت عطا فرما۔ یا اللہ سرزمین حیات میں ہمیں دین کا پودا لگانے کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ ہمیں نور کی تعلیم سے نواز۔ یا اللہ ہمیں حضور ﷺ کے عدل و انصاف، اخلاق و کردار، علم و حکمت، ادب و محبت، اسوۃ حسنہ، اور دستور مقدس کی تعلیمات اور نظام شریعت کو ملک میں رائج کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اے میرے مولا تباہ حال امت کی فریاد کو سن۔ اور اس دعا کو تاثیر بھی عطا فرما۔ آمین۔

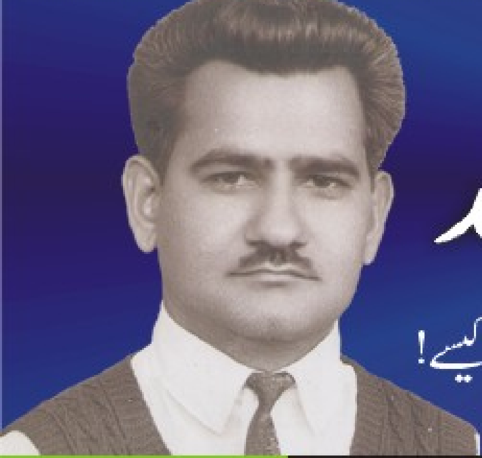

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے **ملت** کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفرنگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۵۱۔ اسلام کا دامن بہت وسیع ہے۔اس میں بڑی حد تک لچک بھی موجود ہے۔اسلام تو ہمیں سبق سکھاتا ہے۔علم و ہنر، حاصل کرنے کے لئے اگر چین جانا پڑے تو بھی جاؤ۔اسلام نفع بخش علم کا خیر مقدم کرتا ہے۔ ہر تہذیب و تمدن سے استفادہ کرنے کا شعور دیتا ہے۔ انکے مصائب اور نقائص سے دامن بچانے کی تلقین بھی کرتا ہے۔ایسی تہذیب کے کانٹوں سے دامن بچا کر نکلنے کے آداب بھی سکھاتا ہے۔اس لئے کسی بھی تہذیب کے مثبت پہلوؤں اور علمی ترقی سے استفادہ کرنا ایک احسن عمل ہے۔لہذا ہمیں کسی بھی جدید سائنسی ترقی کے علوم اور صنعتی ترقی کے علم و ہنر کو کسی بھی دنیا کے ملک سے حاصل کرنے میں کوئی عار نہیں ہونی چاہیئے۔ اسلام ہمیں بھائی چارے، اخوت ومحبت، اسوہ حسنہ، حسن اخلاق سے انسانیت کو پیش آنے کی تلقین بھی کرتا ہے۔

۵۲۔ مادہ پرستوں کا سودی معیشت کا کیس تو سپریم کورٹ کے ججوں نے حکومت کی جانب سے نئے نکات کی روشنی میں جائزہ لینے کے لئے نچلی عدالت میں دوبارہ سماعت کے لئے بھیجا ہے۔ یہ کتنا بڑا المیہ ہے۔ کہ اسلامی نظریاتی ریاست کو مادہ پرست فلاسفرز کے فکری نان کرسچن جمہوریت کے سیاستدانوں قانوندانوں، عدل و انصاف کے دانشوروں، سودی معاشیات کے سکالروں، طبقاتی طرز حیات کے ہندوازم کے مفکروں مدبروں کا پاکستان میں سرکاری راج قائم ہے۔ان منصفوں کی جہالت اور جرات کا اندازہ کرو۔ وہ تو خدا رسول ﷺ کی حدود کو بھی روندنے سے باز نہیں آتے۔ یہ لوگ فطرت کی بری طرح گرفت میں آچکے ہیں۔انکو اب کوئی بچانے والا نہیں۔

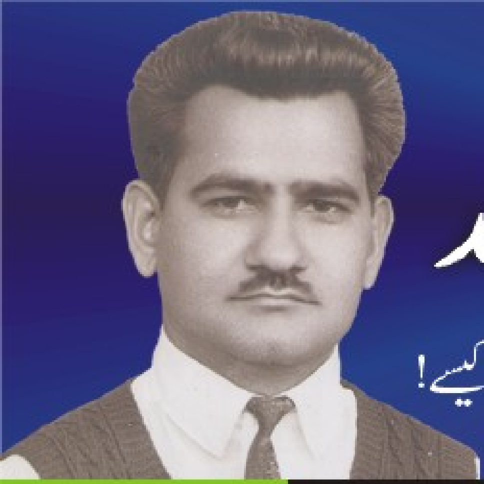

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے ملت کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفر نگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۵۳۔ انہوں نے ملک کے نظم و نسق کو خدا اور رسول ﷺ کے احکامات کے خلاف جنگ سے دوچار کر رکھا ہے۔ انہوں نے چودہ کروڑ مسلمانوں کو عمل و کردار کی نماز اور عبادات سے محروم کر رکھا ہے۔ نماز پڑھنے کا حکم نہیں۔ نماز قائم کرنے کا حکم ہے۔ نماز اس وقت قائم ہوتی ہے۔ جب انفرادی اور اجتماعی زندگی اللہ تعالیٰ کے احکام کے تابع ہو۔ عمل انان کرسچن جمہوریت کے مذہب کے نظریات کے تابع ہو اور قرآن حکیم کی تعلیمات کے خلاف ہو تو نماز کیسی۔ بے عقیدہ بے نور تعلیم صرف سبب کو مانتی ہے۔ اور نوری تعلیم مسبب پر یقین کا درس دیتی ہے۔ بے عقیدہ انسان اسباب کی قوت کو تسلیم کرتا ہے۔ صاحب ایمان کے لئے طاقت کا سرچشمہ اور قوت کا مرکز صرف اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہی ہوتی ہے۔ یہ تعلیمی ادارے اور ان کا تعلیمی نصاب، یہ تعلیمی ادارے، کالج، یونیورسٹیاں، ان ملکی حکمرانوں، سیاست دانوں اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، اور نوکر شاہی نے مل کر اسلامی تعلیمات کو مسخ کرنے، دینی اقدار کو روندنے اور اسلامی دستور مقدس اور ضابطہ حیات کو نعوذ باللہ فرسودہ اور بیکار بنانے کا یہ طریقہ کار، انکا نظام و سسٹم ملک میں رائج کر رکھا ہے۔ اسلام کو صرف پڑھنے پڑھانے تک محدود اور مسدود کر رکھا ہے۔ کیونکہ ظالم سیاستدان، غاصب حکمران، بددیانت اور بے رحم فوج شاہی، افسر شاہی اور عدل کش بریف کیس مافیا پر مشتمل کرپشن کے بدترین شاہکار منصفوں نے مل کر ملک کے وسائل، ملک کی دولت، ملک کے قرضے، آئی ایم ایف کے قرضے، ملکی خزانہ، ملکی دولت، ملک و سائل، زکوۃ، عشر ان گنت ٹیکسوں سے اکٹھا کیا ہوا مال۔ تیل پٹرول بجلی کی قیمتوں میں اضافوں اور مہنگائی کی سرنجوں سے چوسا ہوا معاشی خون اور ملک کے چودہ کروڑ عوام جن میں ۷۰ فی صد کسان ۲۹ فی صد مزدور، محنت کش، ہنرمند اور غریب عوام کا تمام مال و متاع اور وسائل چھین رکھے ہیں۔ ظالم قانون، اور جابر سسٹم کا خوفناک استحصالی نظام و سسٹم انہوں نے چودہ کروڑ عوام پر مسلط کر رکھا ہے۔

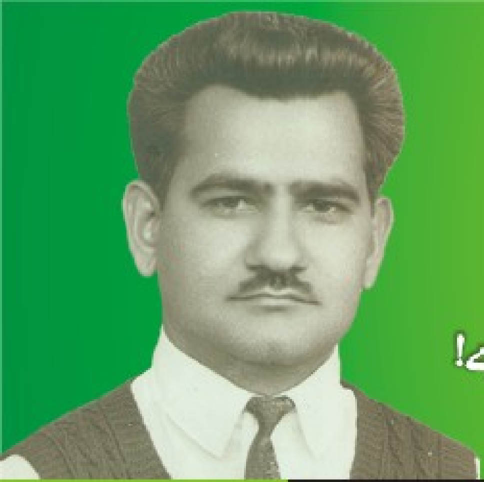

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے **ملت** کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفر نگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۵۴۔ **ملک** کے تمام سیاست دانوں اینٹی کرپشن جمہوریت کے دانشوروں، سودی معاشیات کے سکالروں، طبقاتی نظام حیات کے حکومت کے مدبروں، فوج شاہی، نوکر شاہی، افسر شاہی اور منصف شاہی کے دانش وروں، وڈیروں، مشیروں، سفیروں، وزرائے اعلیٰ اسمبلی ممبران، سینیٹ ممبران، سپیکروں، سینیٹ کے چیئرمینوں، **ملک** کے تمام وزیر اعظموں، صدروں، اور موجودہ حکومت وقت سے چودہ کروڑ مسلمانوں پر مشتمل ۷۰ فی صدی کسانوں ۲۹ فی صد مزدور، محنت کش ہنر مند اور ہر معاشی معاشرتی طبقہ سے منسلک عوام الناس کے اہل اقتدار حکمرانوں سے درج ذیل سوالات ہیں۔ انکے جوابات کے منتظر ہیں۔ تاکہ ملت ان کے جوابات کی روشنی میں اپنا فیصلہ کرنے کے قابل ہو سکے۔

۱۔ کیا ہم مسلمان ہیں؟

۵۵۔ کیا قرآن پاک ایک الہامی اور سچی کتاب ہے؟

۵۶۔ کیا محمد الرسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر ہیں؟

۵۷۔ کیا چودہ کروڑ مسلمانوں نے اسلام کے نام پر پاکستان حاصل کیا تھا؟

۵۸۔ کیا پاکستان کے آئین میں اسلامی ضابطہ حیات کا نفاذ ضروری ہے؟

۵۹۔ کیا پاکستان میں حضور نبی کریم ﷺ کے اخلاق و کردار میں مسلمانوں کو ڈھالنا چاہیے؟

۶۰۔ دینی اور الہامی تعلیمات اور کردار سے روشناس کروانا چاہیے؟

۶۱۔ کیا پاکستان میں ملت اسلامیہ کے فرزندان کو دنیا کی بے ثباتی کا درس دینا چاہیے؟

۶۲۔ اسلامی نظریات کی روشنی میں تعلیمات کا ایک نصاب قائم کرنا چاہیے؟

۶۳۔ کیا اسلام کی روشنی میں سائنس، ٹیکنالوجی، اقتصادیات، زراعت، صنعتی ترقی اور ہر شعبہ زندگی میں اخلاقی، معاشی، معاشرتی انقلاب لایا جا سکتا ہے کیا حضور اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ اور اخلاق حمیدہ کی قندیلوں سے ملت کی سیرت سازی کرنی چاہیے؟

۶۴۔ کیا پاکستان میں مسلمانوں کو حکومتی دہشت گردوں، عیسائی، یہودی اور ہندو ایجنٹوں کی زمین دوز تباہ کن، مہلک اسلام دشمن حرکات وسکنات سے آگاہ کرنا اور روکنا چاہیے؟

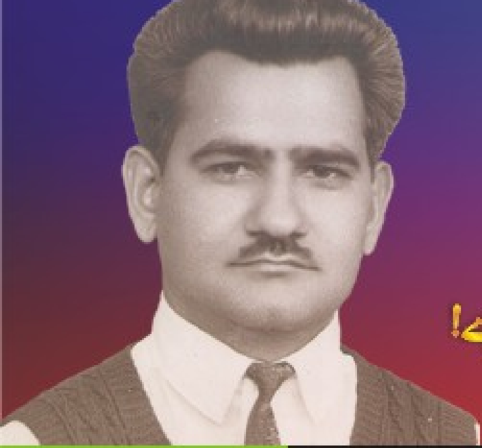

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

ندائے وقت | **پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے** | **باب** 1 **پیرا** 65-74

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے ملت کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفر نگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۶۵۔ کیا چودہ کروڑ اہل وطن مسلمانوں کو ان خوفناک، دینی منافق ایجنٹوں، سکالروں، مدبروں اور دانشوروں سے چوکس اور محفوظ کرنا چاہیے؟

۶۶۔ کیا مسلمانوں کو اپنی دینی، نظریاتی، قرآنی ضابطہ حیات کی سرحدوں کی حفاظت کرنی چاہیئے؟

۶۷۔ کیا رحمت اللعلمین ﷺ کی درس گاہ کے مجاہد، غازی، انسانیت کا ادب، عدل، انصاف، محبت، خدمت اور رحمتوں، شفقتوں، کی اعلیٰ صلاحیتوں سے تربیت یافتہ پروانوں کو اپنے اخلاق و کردار کو بروئے کار لا کر انسانیت کے دلوں کو تسخیر نہیں کرنا چاہیئے؟

۶۸۔ کیا وہ عمدہ اخلاق اور ادب کی قوت اور طاقت سے انسانیت کے دلوں میں نہیں اتر سکتے؟

۶۹۔ کیا آپ دستور مقدس کی بجائے مغربی دانش وروں کے تیار کردہ طریقہ جمہورت کو پاکستان میں رائج رکھنا چاہتے ہیں؟

۷۰۔ کیا آپ انگریزوں کی مفتوحہ قوم، ملک، ملت کے فرندان کو انگریزوں کا ہی سیاسی نظام، تعلیمی نظام، حکومتی نظام، ان کے نظریہ، عقیدہ کو قران حکیم اور اسکے دستور مقدس۔نظریات، تعلیمات کے خلاف جاری رکھنا چاہتے ہیں اور اسی کی پیروی کروانا چاہتے ہیں؟

۷۱۔ کیا آپ انگریزوں کی مفتوحہ قوم، یعنی چودہ کروڑ فرزندان اسلام کو سودی، معاشی نظام کا مزید ایندھن بنانا چاہتے ہیں؟

۷۲۔ کیا ملک میں اس نظام کو چلانے کے لئے مخصوص معاشی تعلیمی نصاب کو تعلیمی اداروں میں نافذ رکھ کر اسکے میٹرک، بی اے، ایم اے، پی ایچ ڈی، کے قرآن حکیم کے متضاد غیر دینی، سکالر تیار کرنا چاہتے ہیں؟

۷۳۔ کیا اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی ڈھانچہ کو قائم رکھنے اور چلانے کیلئے طبقاتی تعلیمی نظام، طبقاتی تعلیمی ادارے، طبقاتی معاشرہ، طبقاتی نظام حکومت، طبقاتی حکمران، طبقاتی مراعات یافتہ شاہی طبقہ کا نظام جاری رکھنا چاہتے ہیں!

۷۴۔ کیا ایچی سن کالج اور اس طرح کے ملک میں پھیلے ہوئے انگلش میڈیم تعلیمی اداروں کے تیار کردہ مغربی کلچر کے اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت کو چلانے والے مادہ پرست بے نور سکالروں، دانشوروں، مدبروں کو دینی درسگاہوں کے تیار کردہ اسلامی تعلیم سے آراستہ، علم و حکمت سے آشنا، اخلاق و کردار کے محرموں، عدل و انصاف کے وارثوں، اور خدا اور سول ﷺ کی اطاعت کے پیکروں کو سرکاری سطح پر مغربی کلچر کی بالا دستی قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ایک مسلمان ملک یا ریاست کے نونہالوں کو اس ظالم غاصب طبقاتی انگلش میڈیم تعلیمی اداروں، طبقاتی تعلیمی نصاب، طبقاتی فوج شاہی، طبقاتی افسر شاہی، طبقاتی منصف شاہی، طبقاتی نوکر شاہی، کے بے دین، کافر و منافق طرز حیات پر مبنی طبقاتی تعلیمی اداروں سے اسلامی تشخص پیدا کر سکتے ہیں؟

بابا جی عنایت اللہ

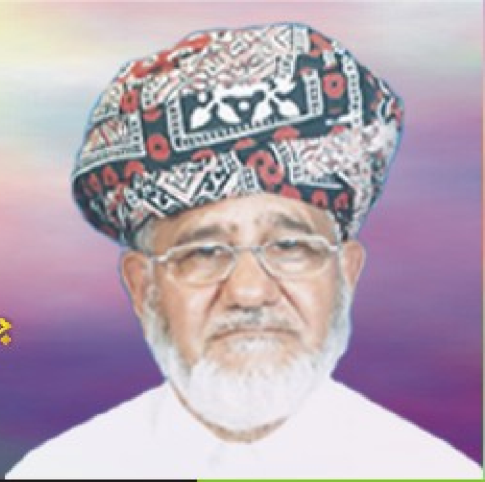

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے ملت کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفرنگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۷۵۔ کیا ایک فی صد جمہوریت کے اسلام کش مذہب کے حکمران سرکاری بے دین ظلمات کے علوم کے سکالروں، دانشوروں، مدبروں پر مبنی فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی، اور ملک کے بیشتر ان پڑھ اور جاہل سیاست دانوں کو حکومتی قلم دان سونپ دینا مناسب ہے؟

۷۶۔ کیا اینٹی کرسچن جمہوریت کے مذہب کا نظام اور سسٹم ملت اسلامیہ کے فرزندان کی فطرت اور دین کے ضابطہ حیات کے خلاف نہیں۔ یہ نظام اور سسٹم معاشی معاشرتی دہشت گردوں، ظالم، غاصب اور سفاک جاگیرداروں اور سرمایہ دار طبقہ کے لئے مختص ہے۔ تاکہ وہ انگریزوں کی مفتوحہ قوم کو انہی قانونی ضابطوں میں جکڑے رکھیں۔ الیکشن کے جمہوری طریقہ کار سے معاشرے کے ادنیٰ طبقہ سے لے کر اعلیٰ طبقہ تک کے سیاسی لیڈران کا چناؤ الیکشنوں کے ذریعہ ہوتا ہے۔ الیکشنوں میں مالی، معاشی اور معاشرتی حالات اور اثر و رسوخ کے مطابق اپنے اپنے علاقہ سے ایم این اے، ایم پی اے، ضلعی ناظم، نائب ناظم اور ممبر صاحبان حصہ لیتے ہیں۔ اور اس طرح ملک کے تمام طبقوں کی نمائندگی الیکشنوں کے ذریعے ہو جاتی ہے۔ یعنی ملک کے تمام معاشی طبقوں، کے غاصبوں اور ظالموں کا چناؤ عمل میں لایا جاتا ہے۔ حکومت کا قلمدان ان معاشی، معاشرتی بدکردار رہزنوں کے ہاتھ میں خودکار نظام کے تحت چلا جاتا ہے۔ سیاستدانوں، حکمرانوں اور اپوزیشن لیڈروں کا ظالم اور سفاک ٹولہ انگریزوں کی مفتوحہ قوم کو زنجیروں میں مقید کئے بیٹھا ہے۔ ملک میں بار بار عوام الناس ان بدکردار بدبخت وحشی معاشی معاشرتی درندوں کی بداعمالیوں سے نجات حاصل کرنے کیلئے مارشل لا کو پکارتے رہتے ہیں۔ تاکہ وہ انگریزوں کے ظالم اور غاصب جمہوریت کے مذہب کے نظام اور سسٹم سے جان چھڑا سکیں۔ مارشل لا حکومتوں کو ورثہ میں ملی ہوئی افسر شاہی، نوکر شاہی، منصف شاہی اور لٹیرے سیاست دانوں، اور ان کے استحصالی اور سیاسی نظام اور سسٹم کے شکنجوں میں از خود جکڑے جاتے ہیں۔ طبقاتی تعلیم، طبقاتی اکیڈمیوں، طبقاتی معاشرتی بے دین نظام اور غیر اسلامی سسٹم کا زہر انکے کردار میں اتر چکا ہوتا ہے۔ وہ ان حدود و قیود کو توڑ نہیں سکتے۔ وہ اقتدار کے باوجود ان سرکاری سکالروں، دانشوروں اور مدبروں کے ہاتھوں سسک سسک کر موت اور زندگی میں مبتلا رہ کر موت کی بھیانک آغوش میں چلے جاتے ہیں۔ دراصل یہ باطل نظام اور حکومتوں کو چلانے والی افسر شاہی، منصف شاہی اور نوکر شاہی کے یہ ظالم سکالر، غاصب دانشور، منافق مدبر ایسی دیمک ہے جو ہر آنے والے حکمران کے اقتدار کو چاٹ جاتی ہے اور نئے حکمرانوں کے لئے بڑی بیتابی سے منتظر رہتی ہے۔ اس گھناؤنے عمل سے وہ ۱۹۴۷ء سے سدا بہار بنے بیٹھے ہیں۔ ان پر صرف اور صرف انکی حرکات و سکنات کا آشنا اور راہ راست کا مسافر ہی اسلامی ضابطہ حیات کے نفاذ سے ان دہشت گرد جنات پر قابو پا سکتا ہے۔

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے ملت کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفر نگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۷۷۔ اگر اس مملکت پاکستان کا نظام حکومت اسلامی، دینی، الہامی، اور اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ طریقہ کار اور حضور نبی اکرم ﷺ رحمت اللعٰلمین کے ضابطہ حیات کی روشنی میں ترتیب دیا ہوتا۔ سکول، کالج، یونیورسٹیوں کا تعلیمی فریضہ مساجد کی طرز میں ادا ہوتا۔ اصحاب صفہ کے درس و تدریس کے طریقہ کار کو اپنایا ہوتا۔ تمام شعبہ ہائے تعلیمات کا ایک تعلیمی نصاب قائم کیا ہوتا۔ دنیا کے جدید علوم سے آراستہ کیا ہوتا۔ جس کے دروازے ۷۰ فی صد کسان اور ۲۹ فی صد مزدور، محنت کش، ہنرمند، اور عوام الناس کے لئے یکساں کھلے ہوتے۔ جس سے ان اعلیٰ طبقاتی تعلیمی اداروں سے نہ تو طبقاتی شاہی طبقہ جنم لیتا۔ اور نہ ہی ملک میں مغرب کی جمہوریت، سودی معاشی نظام اور نہ طبقاتی معاشرے کے بے دین ارکان، سکالر، دانشور، مدبر، مفکروں کا وجود ہوتا۔ نہ ہی یہ جاہل، ظالم سیاستدان ہوتے اور نہ ہی یہ بدقماش حکمران ہوتے۔ نہ ملکی وسائل، دولت، خزانہ، زرمبادلہ ان رہزنوں کی ملکیت ہوتے۔ نہ کسی غریب یتیم، بے بس، بے کس، عمر رسیدہ اپاہج، نادار، بے روزگار کو ٹیکسوں، منی بجٹوں، قیمتوں میں اضافوں سے دوچار ہونا پڑتا۔ نہ ہی کوئی غریب، بے روزگار غربت کے ہاتھوں تنگ آ کر خودسوزی کرتا۔ نہ ہی معاشی ناہمواری ہوتی۔ اور نہ ہی مستورات کے ساتھ اجتماعی زیادتیاں ہوتیں۔ نہ ہی یہ تفاوتی تنخواہوں کے ڈاکے پڑتے اور نہ ہی سرکاری سہولتوں سے شاہانہ زندگی گذارتے۔ نہ ان کے شاہی محل ہوتے نہ لینڈ کروزریں ہوتیں۔ نہ ہی انکے پاس پجارو ہوتیں اور نہ ہی مرسڈیز۔ نہ ہی یہ سرکاری رہزن ہوتے نہ ہی یہ بدبخت سیاست دان ہوتے اور نہ ہی یہ بدنصیب حکمران ہوتے۔ بذریعہ الیکشن نہیں بلکہ بذریعہ سیلکشن اسلامی طریقہ کار سے مجلس شوریٰ کا انتخاب ہوتا۔ پاکستان دنیا کی ایک ایسی ریاست، ایک ایسا ملک اور ایک ایسی ملت ہوتی جسکا کردار امن و آشتی کی روشن و منور، قندیل بنکر ابھرتا۔ مسلمانوں کو دنیا امن کا دیوتا تسلیم کرتی۔

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے **ملت** کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفر نگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۷۸۔ اس طرح ادنٰی سے اعلیٰ حلقہ بندیوں میں نیک، صالح، پرہیزگار، متقی، ایمان دار، علم و حکمت کے آشنا، سادہ، اخلاق و کردار کے سچے، خوف خدا کے وارث، اور عدل و انصاف کے پیکر ارکان کا انتخاب عمل میں لایا جاتا۔ سرکاری خزانہ کی طرف آنکھ اٹھانے کی کسی کو بھی جرات نہ ہوتی۔ عدم مساوات اور تفاوتی طریقہ حیات کا نشان تک نہ ہوتا۔ اب طالب علموں اور عوام الناس کو ان حقائق سے آگاہ کرنا ان کو اسلامائزیشن کے نظام کو بحال کرنے کے لئے بیدار کرنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ یاد رکھو۔ نیکی کے سفر میں جہاں کہیں بھی انسان کو آخری سانس آئے وہ اس انسان کی ہی آخری منزل ہوتی ہے۔ خدا ہمیں دین کی جستجو تگ و دو، اور اس کے ضابطہ حیات کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

۷۹۔ ہمارا نظام حیات، نظام تعلیم اور نظام فکر ہمیں ہمہ وقت مصروف رکھتا ہے۔ ہم مرتبے، آسائشیں، شہرتیں، مالی خوشحالی اور اختیارات کے مقام حاصل کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ غریب روٹی کپڑے اور سر چھپانے کے لئے سرگرداں پھرتے رہتے ہیں۔ **ملک و ملت** مغرب کے دانشوروں، مفکروں، مدبروں، سکالروں کے شکنجوں میں جکڑی پڑی ہے۔ اسلامی نظریہ دینی عقائید، اور اسلامی دستور مقدس کی تعلیمات، اقدار، **عدل و انصاف**، اسلامی طرز حیات، اسلامی طرز حکومت، اسلامی معاشرہ، اسلامی کردار، اور اسلامی تشخص پیدا کرنے والے تعلیمی اداروں کو سرکاری سطح پر منسوخ اور اپاہج کر دیا ہوا ہے۔ جھوٹے معاشرے میں اعلیٰ عہدے، معاشی برتری، اعلیٰ مقام دینی منافقوں کے یہ عزت و احترام کے پھول ہیں۔ لیکن ملت اسلامیہ کے نام اور کریکٹر پر بدنصیبی، بدنامی اور رسوائی کے کانٹے اور سیاہ دھبے ہیں۔

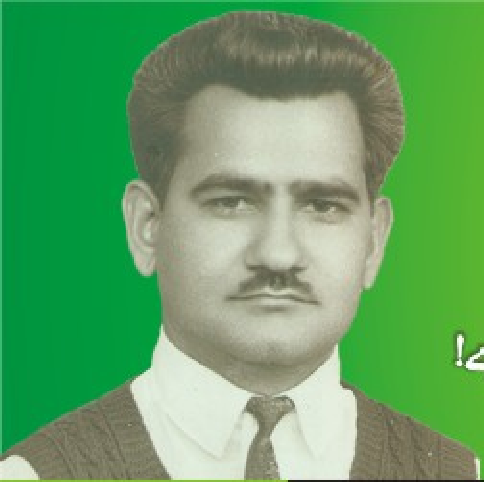

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے **ملت** کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفر نگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۸۰۔ ہمیں غور کرنا چاہیئے۔ فکر میں ڈوب کر حالات کا جائزہ اطمینان سے لینا چاہیے۔ تاکہ ملت اسلامیہ کا رخ اسلامی ضابطہ حیات کی طرف موڑا جاسکے۔ حکمران اگر اپنی فرعونی زندگی اور اپنے خرچ و اخراجات کم کردیں اور اینٹی کرپشن جمہوریت کے باطل، غاصب نظام اور سسٹم سے نجات حاصل کرلیں۔ آپنی فرعونی زندگی کی آرزوؤں اور خواہشات کو سمیٹ لیں۔ عام آدمی کی طرح زندگی بسر کریں۔ تو **ملک** کا خزانہ، دولت، وسائل محفوظ ہو جائیں گے۔ نہ وہ باغ سے سیب توڑیں گے نہ انکی فوج شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی اور منصف شاہی کی اتنی بڑی غیر ضروری افواج پورے **ملک** کے باغوں کے باغ خالی کرجائیگی۔ انصاف کو سپریم کورٹ کے ایوانوں سے نکال کر مسجد شریف کے صحن تک پہنچادو۔ کوئی جھوٹا مقدمہ درج نہیں ہوگا۔ کوئی جھوٹا منصف نہیں ہوگا۔ کوئی جھوٹ پر مشتمل ہر ماہ پی ایل ڈی تیار نہیں ہوگی۔ **ملک** امن کا گہوارا بن جائیگا۔ اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو خاص نعمتوں سے نوازا ہوا ہے۔ چاروں موسموں کا سلسلہ یہاں موجود ہے۔ ہر قسم کی خوراک اور لباس گندم، چاول، مکی، باجرہ، چنے، چینی۔ عمدہ قسم کی کپاس اور اعلیٰ قسم کی اون، ہر قسم کی دالیں، دال مسور، منگی، ماش، موتھ، چنے کی دال۔ ہر قسم کے طرح طرح کے پھل، ہر قسم کے میوہ جات۔ یہاں پر تو دنیا کا عمدہ نمک تک اس **ملک** میں وافر مقدار میں میسر ہے۔ تیل۔ گیس۔ پانی۔ ڈیم۔ نہریں اور ہر قسم کی معدنیات کے قیمتی ذخائر موجود ہیں۔ یہ **ملک** مخفی وسائل اور دولت کے چشمے اگلتا چلا آرہا ہے۔ پوری ملت کو ان چند عیاش سیاستدانوں اور حکمرانوں نے دین سے دوری کی سزا میں جھونک رکھا ہے۔ دین کی روشنی میں عدل قائم کردو۔ رشوت، کمیشن، کرپشن اور ہر قسم کی لوٹ مار ختم ہو جائیگی۔ چند انتظامیہ کے افراد **ملک** میں کسے جگہ بھی کسی محکمہ کی ٹریفک جام نہیں ہونے دینگے۔ دوکانوں اور کاروبار کو تالے لگانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ عوام الناس کا رخ سرکاری ملازمتوں کے ڈاکوں، لوٹ مار اور قومی خزانہ پر شب خون مارنے کی بجائے محنت، مشقت، ہنرمندی اور جدید ٹیکنالوجی سے لیس کرکے زراعت، صنعتوں اور تجارت کی طرف مبذول کرادو۔ اسلام کے نفاذ سے بیشمار معاشی اور معاشرتی برائیاں خود بخود ختم ہو جائینگی انشا اللہ یہ سرزمین آپکو کسی کا محتاج نہیں چھوڑیگی۔ غور کریں، فکر سے کام لیں۔ **ملک** کے تمام ایم پی اے۔ ایم این اے، سینٹر صاحبان، فوج شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی، منصف شاہی اور ہر طبقہ خیال کے اہل وطن تدبر سے کام لیں اور درج ذیل سوالات کے جواب ملت کو پیش کریں۔ تاکہ ملت کی نجات کا رخ درست متعین کیا جاسکے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے ملت کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت ،سرکاری زبان انگریزی ،قومی تشخص کفر نگری ،ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ ،معاشی نظام سودی ،معاشرہ براہمن ،کھتری ،کھشتری ،شودر ،سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون ،ٹو ،تھری ،فور

۸۱۔ پاکستان چودہ کروڑ مسلمانوں پر مشتمل ایک ملت کا نام ہے۔ پاکستان میں ۷۰ فیصد کسان ،چودہ کروڑ انسانوں کے لئے گندم ،چاول ،دالیں ،گڑ ،شکر ،چینی ،طرح طرح کی سبزیاں ،ہر قسم کے پھل ،بہترین میوہ جات ،لاجواب چھوٹا بڑا گوشت ،دودھ ،دہی ،مکھن ،گھی ،کے ذخائر پیدا کرتے ہیں۔تمام اہل وطن کو تواتر کے ساتھ ہر قسم کی خوراک مہیا کرتے آرہے ہیں۔دنیا کی بہترین چالیس فی صد کپاس اور دنیا کا اول درجہ کا چاول یہی محنت کش کسان مہیا کرتے ہیں۔جس سے چودہ کروڑ عوام اپنا بدن ڈھانپتے ہیں اور بیرونی ممالک کو بھیج کر ملک کے لئے زرمبادلہ کماتے ہیں۔چھوٹے بڑے جانوروں کی کھالیں مہیا کرتے ہیں۔جس سے جوتے تیار ہوتے ہیں اور پاؤں ڈھانپے جاتے ہیں۔اسکے علاوہ بیرونی ممالک کو بھیج کر ملک کیلئے زرمبادلہ کمایا جاتا ہے۔ملک کی تمام فیکٹریاں ،تمام کارخانے ،تمام صنعتی یونٹوں کو یہی کسان اور محنت کش خام مال مہیا کرتے ہیں۔جس سے ملک کی صنعتیں ،وافر مقدار میں سٹاک مہیا کرتی ہیں ،جس سے ملک کی اندرونی ضروریات پوری کی جاتی ہیں اور بیرونی تجارت سے زرمبادلہ کے ذخائر پھلتے پھولتے اور بڑھتے رہتے ہیں۔ملک کا بیشتر زرمبادلہ انکی محنت کا ثمر ہے۔

۸۲۔ پاکستان میں ۲۹ فی صد مزدور ،محنت کش ،ہنرمند ،اور عوام الناس جو ملک کی فیکٹریوں کارخانوں تمام صنعتی یونٹوں میں بڑی لگن کے ساتھ فرائض ادا کرتے ہیں۔سڑکیں بناتے ہیں۔سرکاری اور غیر سرکاری بلڈنگیں ،ڈیم ،تیار کرتے ہیں۔ملک میں ہر قسم کا تعمیر کا کام سرانجام دیتے چلے آرہے ہیں۔انہی کی محنت و مشقت کی وجہ سے ملک معاشی خوشحالی کی منازل طے کرتا چلا آرہا ہے۔الیکٹریشن ،مکینیک ،اور مختلف خرادیئے اور مختلف اقسام کے عظیم ہنرمند ،ان کے علاوہ مالی ،چوکیدار ،گن مین ،ڈرائیور ،خانسامہ سپاہی سے لے کر نان گزیٹڈ آسامیوں پر متعین یہی طبقہ فریضہ تعمیر و تکمیل سرانجام دیتا ہے۔اور ملک کے تمام محکموں میں ہر قسم کی ذمہ داری ،اور فرائض سرانجام دیتا چلا آرہا ہے۔پاکستانی افواج کے لاکھوں سپاہی اپنی جان ہتھیلی پر رکھے شہادت کا جام نوش کرنے اور دشمن پر ضرب کاری لگانے کیلئے منتظر کھڑے رہتے ہیں۔دشمن کے چھ سوٹینکوں کو ابابیلیں بن کر نیست و نابود اور ریزہ ریزہ کرنے میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔وہ شاہباز چھ سو جانوں کا نذرانہ مالک حقیقی کو پیش کر کے ایک تاریخ رقم کر گئے۔انکے گمنام نام تاریخ کے سنہری حروف میں درج ہو چکے ہیں۔انکی طرف سے انکے سپہ سالاروں کو تمغوں ،ترقیوں ،ملک میں پھیلے ہوئے زرعی زمینوں پر مشتمل مربعوں کی الاٹمنٹوں ،بیشمار انعامات کے اجرا ،انکی سرکاری کامیابیاں انکے جشن انکو بار بار مبارک۔لیکن بدبختو یہ تغمات ،انعامات تو ان گمنام سپاہیوں کی ملکیت ہیں جنہوں نے اپنی جانیں اسلام کے نام پر پیش کیں اور جام شہادت نوش کیا۔

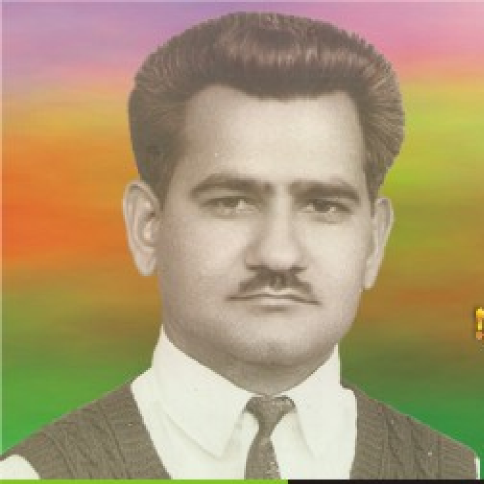

بابا جی عنایت اللہ

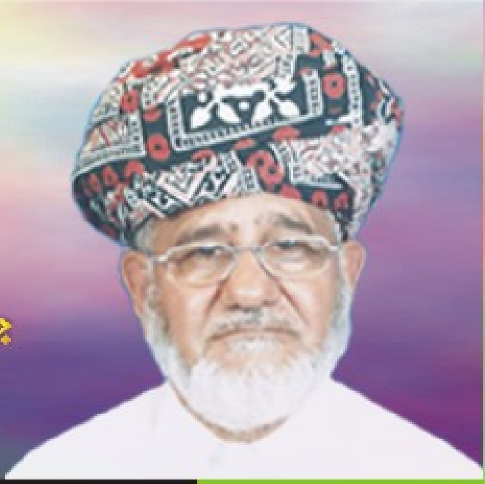

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے **ملت** کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفر نگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۸۳۔ ۷۰ فی صد کسان اور ۲۹ فی صد مزدور ہی ملک کے اصل وارث ہیں۔ یہ ملکی وسائل پیدا کرتے ہیں۔ پاکستان میں فیکٹریاں، ملیں، کارخانے، یہی لوگ لگاتے اور چلاتے ہیں۔ انہی کی محنت کی بدولت، ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ یہ دولت کماتے ہیں اور سرکاری خزانہ بھرتے رہتے ہیں۔ زرمبادلہ کے وافر ذخائر انہی کی محنت، کاوش کے مرہون منت ہیں۔ اور ان ہی کے دم سے ملک خوشحالی کی منازل طے کرتا چلا آ رہا ہے۔ انہی کی اولادیں فوج میں سپاہ کے فرائض ادا کرتے، سرحدوں کی حفاظت کرتے، جام شہادت نوش کرتے چلے آ رہے ہیں۔

۸۴۔ ملک کا ایک فیصد شاہی طبقہ، جاگیردار، سرمایہ دار، سیاست دان، ایم پی اے، ایم این اے، سینٹر، وزیر، مشیر، سفیر، وزرائے اعلیٰ، گورنر، وزیر اعظم اور صدر پاکستان کے عہدوں پر متعین ہوتے چلے آ رہے ہیں۔ یہ طبقہ جو ملک میں الیکشن میں حصہ لیتا ہے انکی تعداد صرف چھ سات ہزار کے لگ بھگ ہے۔ ان میں سے سولہ سو کے قریب چاروں صوبوں میں ایم پی اے، ایم این اے، سینٹروں، کا چناؤ ہوتا ہے۔ جو ملک کا نظم ونسق سنبھال لیتے ہیں۔ ان میں سے بیشتر ایسے ہوتے ہیں جن کو انگریزی زبان پر عبور حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ نہ وہ لکھ سکتے ہیں اور نہ وہ بول سکتے ہیں، نہ وہ سمجھ سکتے ہیں۔ اور یہی حال چودہ کروڑ عوام الناس کا ہے۔ جو اس زبان سے نابلد اور نا آشنا ہیں۔ لیکن ستم بالائے ستم اس ایک فیصد فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی اور مغربی ممالک کو ملک کی ہر قسم کی پالیسیوں کو سمجھنے کی سہولت کے لئے انگریزی زبان کو قومی زبان اردو پر ترجیح دے رکھی ہے۔ انگریزی زبان کو سرکاری حیثیت اسی باطل غاصب نظام حکومت کو چلانے کیلئے دے رکھی ہے۔

۸۵۔ ملک کا ایک فی صد طبقہ، ملک کے اعلیٰ طبقاتی انگلش میڈیم اداروں سے تعلیم حاصل کرتا ہے۔ انگریزی زبان پر عبور حاصل کرتے ہیں۔ اسی زبان کی فوقیت کی بنا پر ایف اے، بی اے کے بعد فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی کی سرکاری آسامیوں پر اپنے آباؤ اجداد کے اثر و رسوخ کے ذریعے پبلک سروس کمیشن یا سلیکشن کمیٹی سے کلیرنس حاصل کر کے ملک کی فوجی انتظامیہ، عدلیہ اور نوکر شاہی کی اعلیٰ پوسٹوں پر متعین ہو جاتے ہیں۔ یہ کالے انگریز، انگریزی زبان کی فوقیت کی وجہ سے ملک کا تمام کاروبار، اور نظم وضبط اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں۔ وہ اوپر سے لے کر نیچے تک رشوت، کمیشن، کرپشن، کا کھیل کھیلتے رہتے ہیں۔ وہ سیاہ و سفید کے مالک ہوتے ہیں۔ ملک کی تمام پالیسیاں اور تمام انتظامی امور ان کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔ مارشل لا حکومتیں ہوں یا سیاسی۔ ان کا جھکا کرنا، ان کو ذلیل کرنا، ان کو خوار کرنا، ان کی تذلیل کرنا ان کا نصب العین بنا چلا آ رہا ہے۔ یہ انتظامی سکالر ملک کے انتظامی امور کے کینسر ہیں۔ دوسری طرف انگریزی زبان پر قدرت رکھنے والے منصف جرائم کو قانونی تحفظ دے کر عدل و انصاف کو دیمک کی طرح چاٹتے جا رہے ہیں۔ یہ دونوں ونگ انتظامیہ اور عدلیہ ملک کی تباہی کا باعث بنتے چلے جا رہے ہیں۔ کوئی سیاستدان، کوئی حکمران، کوئی جرنیل اس فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی کے سامنے آج تک ملک میں ٹھہر نہیں سکا۔ ان کی بدکرداری اور عدل و انصاف کو کچلنے والی پالیسی کے باعث مشرقی پاکستان پہلے ہی الگ ہو چکا ہے۔ آج تک اتنے بڑے سانحہ کے مجرموں کو کیفر کردار تک نہیں پہنچایا گیا۔ نہ انتظامیہ نے ملزموں اور مجرموں کا کھوج لگایا۔ اور نہ ہی منصفوں نے ان کو کسی قسم کی سزا دینے تک کا ارادہ کیا۔ اصل میں یہ تمام طبقہ ایک ہی خانوادہ کے لوگ ہیں۔ تمام ملک کرپشن، رشوت، کمیشن کی زد میں آ چکا ہے۔ قتل و غارت، لوٹ کھسوٹ دہشت گردی کے ظالم شکنجے معاشرے میں انہوں نے گاڑ رکھے ہیں۔ ملک تباہی کی گرپ اور گرفت میں ہے۔ عوام فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ سے متنفر ہو چکے ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے ملت کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت ، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفر نگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن ، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۸۶۔ ملک میں پچھلے پندرہ سولہ سال سے سرکاری نوکریاں عوام الناس کے لئے بند ہیں۔لیکن ان شاہی خانوادوں کی اولاد کے لئے ہر سال فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی کی آسامیاں بڑھائی جاتی ہیں۔ جتنے وزیر ، مشیر ، سفیر بڑھینگے ہر ایک کا دائرہ تنگ کرنے اور انکو مقید کرنے کیلئے ہر ایک کا حصار کر لیتے ہیں۔سیکٹری، ایڈیشنل سیکٹری، جائینٹ سیکٹری، ڈپٹی سیکٹری، سیکشن افیسر اور بیشمار افسران اور انکا عملہ گاڑیوں ، سرکاری محلوں ، ٹیلیفونوں اسکے علاوہ بیشمار کینسر کے جراثیم ملکی خزانہ کو چمٹ جاتے ہیں۔سیاسی رشوتیں جو وزارتوں کی شکل میں دی جاتی ہیں انکے ساتھ ایک جم غفیر سرکاری دہشت گردوں کا سرکاری ملازمتوں میں گھس آتا ہے۔ان کی اس غنڈہ گردی کی پالیسیوں اور بددیانتی سے ملک میں معاشی دہشت گردوں اور ملکی خزانہ نوچنے والی فوج میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔دوسری طرف چودہ کروڑ عوام کی اولادوں کو سرکاری ملازمتوں سے زبردستی برخواست کرنے کا عمل بڑی بے رحمی سے جاری کر دیتے ہیں۔آج تک پاکستان کی تاریخ میں ایسا نہیں ہوا کہ کسی فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کے قبیلہ کے کسی فرد کو گورنمنٹ نے نوکری سے سرپلس یا سبکدوش کیا ہو۔ بیروزگاری کی معاشی اذیتوں، زکوۃ عشر، ٹیکسوں ، ذاتی مکانوں پر ٹیکسوں، منی بجٹوں، اضافی بجٹوں بجلی، پانی، گیس کے بے شمار اضافی بلوں نے ملک میں معاشی دہشت گردی کی آگ گھر گھر لگا رکھی ہے۔غریب چودہ کروڑ عوام ان معاشی اذیتوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے خودسوزیاں اور خودکشیاں کرتے چلے آرہے ہیں۔کیا یہ ملک صرف غاصب جاگیردار، ظالم سرمایہ دار، رشوت خور بے دین نظام کی فوج شاہی، افسر شاہی کے سکالروں، عدل کش، بریف کیس مافیا پر مشتمل بے دین سسٹم کی منصف شاہی کے دانشوروں، بددیانت ، بے حیا بے دین کلچر کی کرپٹ نوکر شاہی کے مدبروں کے لئے معرض وجود میں لایا گیا تھا۔کیا اس بے دین رہزن نظام اور اس بے دین لٹیرے سسٹم اور اس کے حکمرانوں کو مزید ملک وملت پر مسلط رکھنا چاہتے ہیں۔ ملک کا اکثر و بیشتر بجٹ ان کی شاہی تفاوتی تنخواہوں، شاہی سرکاری سہولتوں، شاہی سرکاری رہائش گاہوں، شاہی سرکاری دفتروں، شاہی سرکاری گاڑیوں، سرکاری پٹرول، ڈرائیوروں، اندرون ملک و بیرونی ممالک کے دوروں اور حسب مرتبہ سرکاری خزانہ لوٹنا اور خالی کرنا ان کی زندگی کا حصہ بن چکا ہے۔آئی ایم ایف کے ۳۸۔ارب ڈالر کے قرضے بھی یہ نظام نگل گیا ہے۔

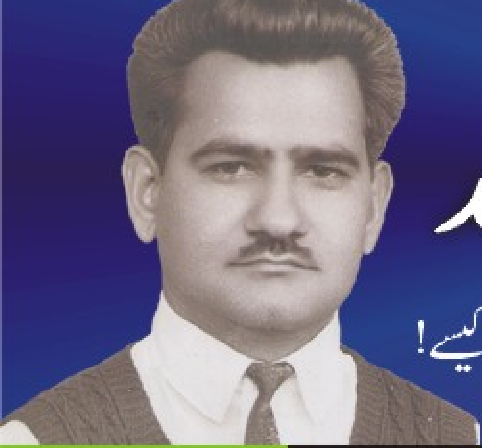

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے ملت کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفرنگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۸۷۔ پاکستان میں ہندوازم کا طبقاتی نظام سرکاری طور پر رائج ہے۔ طبقاتی تعلیمی نظام، طبقاتی تعلیمی نصاب، طبقاتی حکمران، طبقاتی افسر شاہی، طبقاتی منصف شاہی، طبقاتی نوکر شاہی، طبقاتی سرکاری تنخواہیں، طبقاتی سرکاری سہولتیں، طبقاتی شاہی رہائشیں، طبقاتی شاہی دفاتر، کیا ہم برہمن ہیں یعنی کلاس ون افسر، کیا ہم کھتری ہیں یعنی کلاس ٹو افسر، کیا ہم کھشتری ہیں یعنی کلاس تھری اہلکار، کیا ہم شودر ہیں یعنی کلاس فور بھنگی مالی، اردلی چوکیدار، گن مین، ڈرائیور، سپاہی۔ کیا یہ اسلامی طرز حیات ہے۔ کیا یہ مسلمانوں کا ملک ہے۔ کیا یہ اسلامی تشخص ہے۔ کیا مسلمانوں کو منافقت اور بدکرداری کی تربیت سے پسماندہ اور تباہ نہیں کیا جارہا۔ کیا مسلمانوں اور انکی نسلوں کو تباہ و برباد اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے نظریاتی طور پر ختم نہیں کیا جارہا۔ کیا اس نظام اور سسٹم سے نجات حاصل کرنی چاہیے۔

۸۸۔ پاکستان کے ۷۰ فیصد کسان، ۲۹ فیصد مزدور، محنت کش، ہنرمند اور عوام نان کرسچن جمہوریت کے باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متصادم بے دین طبقاتی نظام کو سرکاری طور پر اپنانے کے بعد کیا ہم مسلمان کہلا سکتے ہیں۔ یا ہندو یا کافر یا منافق۔ چودہ کروڑ ملت اسلامیہ کے فرزندان اپنے دینی رہزن سیاستدانوں، حکمرانوں، فوج شاہی افسر شاہی، نوکر شاہی منصف شاہی کے دروازے پر سوال لئے کھڑے ہیں۔ کیا آپ نان کرسچن جمہوریت کے بے دین کلچر کے نظام کو جاری رکھنے اور اس کرپٹ طبقہ کو تحفظ دینے کیلئے الیکشن لڑے ہیں۔ خبردار اب جمہوریت کے الیکشن لڑنے والوں کی تباہی کا گجر بج چکا ہے۔ چودہ کروڑ مسلمانوں کا دینی، فطرتی حق ہے کہ وہ قرآن حکیم کے نان کرسچن جمہوریت کے حکومتی نظام و سسٹم کو ملک سے رخصت کردیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے ملت کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفر نگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۸۹۔ پاکستان میں نان کرسچن جمہوریت کا کلچر چلانے کیلئے مادہ پرستوں کا معاشی نظام سرکاری طور پر مادہ پرستوں کے ایجنٹوں نے ملک پر مسلط کر رکھا ہے مادہ پرستوں کے سودی معاشی نظام کو چلانے کے لئے ملک میں سرکاری سطح پر معاشی تعلیمی نصاب سکولوں۔ کالجوں۔ یونیورسٹیوں اور سرکاری اکیڈمیوں میں جاری ہے۔ چودہ کروڑ مسلمانوں کی تربیت اور ٹریننگ سودی معاشی نظام کی تعلیم و تربیت کے تحت ملک میں جاری ساری ہے۔ ملک کا نظم و نسق انہی مادہ پرست معاشی دانشوروں کے ہاتھوں میں چلا آ رہا ہے۔ پاکستان میں قرآن حکیم کی تعلیمات اور اسلامی نظام مملکت کو سرکاری سطح پر منسوخ کر رکھا ہے۔ مسلمانوں کو ان ظالم سیاستدانوں نے مادہ پرستی کے کلچر میں بدلنے کی عملی سازش ملکی سطح پر مسلط کر رکھی ہے۔ آنیوالی نسلوں کی زندگی اس سودی معاشی تعلیمات کو حاصل کرنے اور سودی معاشی نظام کی سرکاری طور پر پیروی کرنے کا مہلک عمل ملک میں جاری چلا آ رہا ہے۔ ملک اور ملت ان سیاستدانوں، حکمرانوں، فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی اور مادی نظریات کے معاشی سکالروں کی گرفت میں بری طرح پھنس چکی ہے۔ ملت اسلامیہ کو دین سے فارغ کر کے مادہ پرستوں کے علم اور عمل سے گذار کر مسلمانوں کے تشخص کو مسخ کیا جا رہا ہے۔ چودہ کروڑ اہل وطن مسلمان ان تمام سیاستدانوں سے سراپا سوال بنے کھڑے ہیں۔ کیا آپ نے الیکشنوں میں حصہ اس لئے لیا تھا کہ اسلامی نظریاتی ریاست کے تصور کو مزید تباہ اور مسخ کر سکو گے۔ ملت کو بتائیں کہ آپ مادہ پرست فلاسفرز کے نمائندے ہیں یا پیغمبر خدا حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ یعنی مسلمانوں کے تا کہ ملت اسلامیہ آپ کو اپنا فیصلہ سنا سکے۔ ملک کو آپ نے سرکاری طور پر ایک بے دین ریاست بنا رکھا ہے۔ عمل قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات کے خلاف ہو تو نماز اور عبادت کیسی۔ نماز اس وقت قائم ہو سکتی ہے جب انفرادی اور اجتماعی زندگی خدا اور رسول ﷺ کے احکام کے زیر فرمان ہو۔ اہل وطن مسلمانوں کی نجات کیلئے، علما کرام اور مشائخ کرام اس پر اپنی رائے سے ملت اسلامیہ کی رہنمائی فرماویں تا کہ ملت کا عبادات اور نماز کا قبلہ درست ہو سکے اور ملت کا اسلامی تشخص بحال ہو سکے۔ مسلم امہ مغربی جمہوریت اور اسلامی جمہوریت کے تضاد کا شکار ہو چکی ہے۔ یا اللہ اہل کتاب پیغمبران کی امتوں کی رہنمائی فرما۔ امین۔

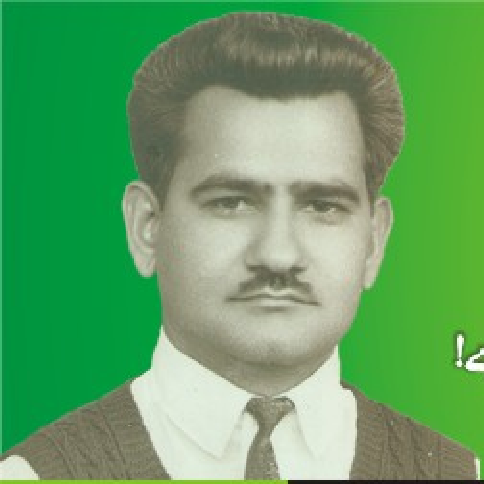

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے ملت کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت ، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفر نگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۹۰۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کا طرز حکومت مادہ پرست دانشوروں کا تیار کردہ ایک منشور ہے۔ جس کے تحت وہ الیکشن کرواتے ہیں۔ ممبروں کا چناؤ کر کے وہ اسمبلیاں تیار کرتے ہیں۔ ووٹرز ووٹ کے ذریعہ ممبروں کا چناؤ کرتے ہیں۔ نہ ہی ووٹر کی اہلیت کو پرکھا جاتا ہے اور نہ ہی ممبروں کے احوال اور واقعات کو عدل و انصاف کے ترازو پر تولا جاتا ہے۔ گدھے اور گھوڑے راہبر و رہزن۔ چور اور سادھ۔ نیک اور بد۔ صالح اور کرپٹ۔ مسافر اور لٹیرے، زانی اور متقی۔ شرابی اور پرہیزگار۔ رشوت خور اور ایماندار، غریب اور معاشی دہشت گرد۔ منافق اور مسلمان کی تمیز ختم کر دی جائے۔ تو تب جا کر اس مجرمانہ مغربی جمہوریت کے الیکشنوں کا کھیل کھیلا جاتا ہے۔ وہ ملک کو چلانے کے لئے ممبر چنتے ہیں۔ ممبروں سے اسمبلیاں اور اسمبلیوں سے وزیر، مشیر، سفیر اور اعلیٰ ارکان حکومت کا چناؤ عمل میں لایا جاتا ہے۔ تمام معاشی اور معاشرتی دجال اسمبلیوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ جمہوریت اسلام کش سیاسی کلچر کی حکومتیں مغرب کے ایک نظریاتی طریقہ کار سے معرض وجود میں آتی چلی آ رہی ہیں۔ یہی اسمبلیاں ملک میں قانون سازی کے فرائض ادا کرتی ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر اسی نظام کے تحت یو۔ این۔ او۔ کی عدالت عظیم معرض وجود میں آئی ہوئی ہے۔ اقوام عالم کی موجودگی میں عدل و انصاف کو یہی ادارہ کچلتا ہے۔ پاکستان میں بھی اسی جمہوریت کا نظام حکومت قائم ہے۔ قانون سازی سے ظلم و بربریت کا عدل و انصاف کا پیمانہ ہر وقت جمہوریت کی نگری میں تیار کیا جا سکتا ہے۔ عشر اور زکوٰۃ کے علاوہ ان گنت ٹیکسوں، لاتعداد قیمتوں میں اضافوں، منی بجٹوں، انکم ٹیکسوں، سیلز ٹیکسوں اور طرح طرح کے بیشمار ٹیکسوں کے اجرا کا نفاذ ۷۰ فیصد غریب کسانوں اور ۲۹ فیصد مزدوروں، محنت کشوں، کاروباری لوگوں اور ہنرمندوں پر عائد کر کے انکو زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا کیا جا رہا ہے۔

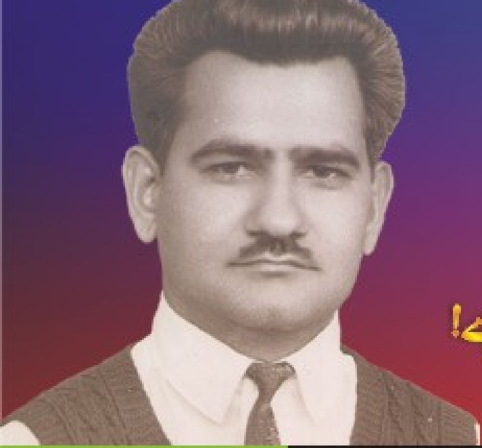

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے **ملت** کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفرنگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۹۱۔ اسکے برعکس ایم پی اے، ایم این اے، وزیر، مشیر، سفیر، فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی کی اعلیٰ تنخواہوں میں سو فیصد اضافوں، بیشمار سرکاری سہولتوں، اعلیٰ شاہی سرکاری رہائشوں، اعلیٰ شاہی گاڑیوں، اعلیٰ شاہی زندگی کی آشائشوں کو رائج الوقت رکھا جا رہا ہے۔ اسکے علاوہ رشوت، کمیشن، لوٹ مار اور کرپشن کے غاصبانہ اختیارات انکے پاس ہر وقت محفوظ ہوتے ہیں۔ ملکی خزانہ لوٹنا اور **ملک** بیچ کر بیرونی قرضہ جات حاصل کرنا اور انکو نگل جانا انکی زندگی کا نصب العین بن چکا ہے۔ اس کے برعکس قرآن پاک مسلمانوں کی ایک الہامی کتاب ہے۔ اس کو پڑھنا، اس کو سیکھنا اور اس پر عمل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ قرآن حکیم کی تعلیمات کے مطابق خلیفہ وقت اور مجلس شوریٰ کے انتخاب اور چناؤ کا طریقہ کار، جو اللہ تعالیٰ نے دستور مقدس کے ذریعہ مسلمانوں اور پوری انسانیت کو بتایا ہے۔ اس میں ردوبدل نہیں ہو سکتا۔ مجلس شوریٰ کے ممبر کے انتخاب کے لئے کوئی شخص اپنا نام پیش نہیں کر سکتا۔ قرآن حکیم کی تعلیمات کے مطابق اس کا پرہیزگار ہونا، متقی ہونا، نیک و صالح ہونا، صبر و تحمل اور ایماندار ہونا، حق پرست اور صادق ہونا، حضور نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ اور اخلاق حمیدہ کی خوبیوں سے مالا مال ہونے کا شرف رکھنے والے انسان کا انتخاب لازم اور ضروری ہوتا ہے۔ انکی زندگی سادہ اور مختصر ضروریات سے وابستہ ہوتی ہے۔ وہ سرکاری خزانہ کے امین ہوتے ہیں۔ وہ عدل و انصاف کے پیکر ہوتے ہیں۔ انکے اسمبلی ہال اور سپریم کورٹ بلڈنگیں مسجد شریف کے صحن ہوتے ہیں۔ وہ بڑے سے بڑے کیس کا فیصلہ زیادہ سے زیادہ ایک دو دن میں دینی اصول و ضوابط کے مطابق سماعت کر کے فیصلے سے آگاہ کر دیتے ہیں۔ مدعی اور مدعی علیہ کو کسی قسم کے اخراجات برداشت نہیں کرنا پڑتے۔ جزا سزا کا اطلاق بھی فوری طور پر عمل میں لایا جاتا ہے۔ نہ جھوٹے کیس درج ہوتے ہیں اور نہ ہی جھوٹے فیصلے سنائے جاتے ہیں اور نہ ہی ظلم پروان چڑھتا ہے۔ نہ رشوت لی جاتی ہے اور نہ انصاف بکتا ہے۔ نہ عدل و انصاف مہیا کرنے والے منصف فرعون وقت اور معاشی دجال ہوتے ہیں۔ عدل و انصاف **ملک** میں قائم ہوتا ہے۔ **ملک** کا خزانہ محفوظ ہوتا ہے۔ **ملک** میں دین کی روشنی میں ایک ہی تعلیمی نظام اور ایک ہی نصاب تعلیم کا نفاذ ہوتا ہے۔ ملت کا کردار خود بخود اسلامی تشخص میں ڈھلتا جاتا ہے۔ کیا آپ نان کرسچنن جمہوریت اور اسکے اس نظام حکومت کو مزید رائج رکھ کر ملی خزانہ، دولت، وسائل اور **ملک** فروخت کر کے آئی ایم ایف جیسے اداروں کے قرضوں کو لوٹنے کا مزید موقع فراہم کرنا چاہتے ہیں۔ اے **ملک** و ملت کے رہنماؤ، اہل وطن مسلمانوں کو اپنی رائے سے مطلع کریں۔

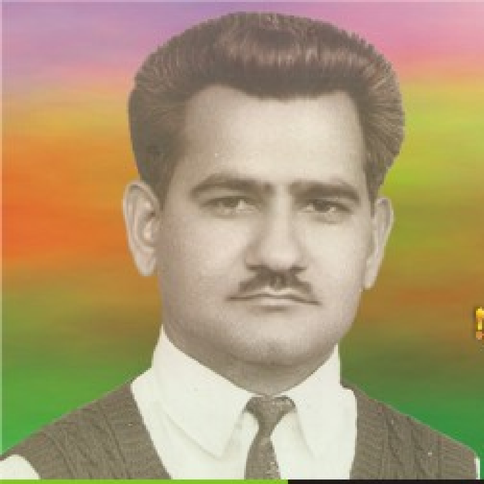

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

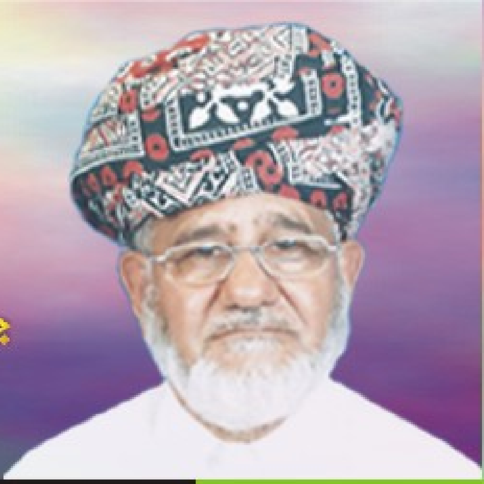

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے ملت کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفرنگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۹۲۔ وقت نے کروٹ لے لی ہے۔ملت جاگیردار، سرمائے دار ٹولہ اور انکی فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی کے جمہوریت کے بے دین، ظالم، غاصب سیاستدانوں، حکمرانوں اور منافق سکالروں، سودی معاشیات کے دانشوروں اور ہندوازم کے طبقاتی فلسفیوں، منطقیوں اور مفکروں کا ظاہری اور باطنی راز چودہ کروڑ مسلمانوں پر افشاں ہو چکا ہے۔ ان اسلام کے دشمنوں اور دین کے منکروں نے اس ترقی یافتہ دور میں قرآن حکیم کی بے حرمتی کے جرم کا واضح ارتکاب کر رکھا ہے۔ ملک و ملت کو انکے تیار کردہ طبقاتی تعلیمی نظام، طبقاتی تعلیمی نصاب اور ۱۸۵۷ء کے انگریز کے تیار کردہ ایکٹ کے تحت تمام قوانین اور ضوابطوں کو منسوخ کر کے اسکی جگہ اسلامی نظام مملکت کی نورانی تعلیمات کو فوراً نافذ العمل کرنا نہایت ضروری ہے۔ اقوام عالم میں اپنا مقام حاصل کرنے کے لئے جدید علوم، سائنسی، زرعی، ایٹمی اور ہر قسم کی ٹیکنالوجی کو دنیا کے کونے کونے سے اکٹھا کر کے اس کو تعلیم کا حصہ بنانا ملت اسلامیہ کے لئے ایک نیک شگون ہوگا۔ جدید تعلیم کو حاصل کر کے ملت کے ہونہاروں کو لیس کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ان سیاستدانوں اور ان کی تیار کردہ انتظامیہ اور عدلیہ کو فارغ کر کے اسلامی ضابطہ حیات کو بچانا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ پاکستان ان چند سیاستدانوں اور چند فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی پر مشتمل اسلام دشمنوں، ملکی مجرموں اور منافقوں کا ملک نہیں۔ یہ چودہ کروڑ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے پروانوں کا ملک ہے۔ پوری ملت انکے اس غیر اسلامی طرز حیات کے بائیکاٹ کی نوید دیتی ہے۔ انکو اسلام کا نفاذ از خود کر دینا چاہیے۔ اسی میں انکی بہتری ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

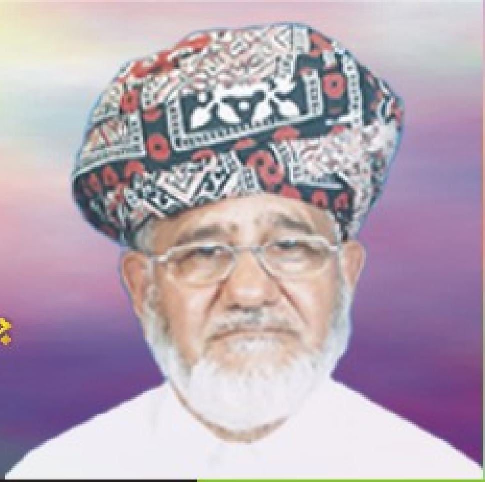

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے ملت کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفرنگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۹۳۔ پاکستان میں چودہ کروڑ مسلمانوں کا سرکاری مذہب مغربی جمہوریت رائج ہے۔ جو مغربی دانشوروں، مفکروں، سیاست دانوں، کا تخلیق شدہ ہے۔ ملک میں تمام تعلیمی ادارے تمام کالج، تمام یونیورسٹیاں، اور تمام اکیڈمیاں، جمہوریت کی حکومت قائم رکھنے اور چلانے کے لئے ایک مخصوص تعلیمی نصاب کے تحت ملت اسلامیہ کے نونہالوں کی سرکاری سطح پر تعلیم وتربیت کرتے چلے آرہے ہیں۔ جو اس سرکاری مذہب، جمہوریت کے سکالر، دانش ور، مدبر، مفکر، سیاست دان، قانون دان، عدلیہ کے ارکان انتظامیہ کے ماہرین، ہر شعبہ زندگی کو چلانے کے لئے حسب ضرورت ہر فیلڈ میں کارکنوں کو تیار کرکے یہ تعلیمی کارخانے جمہوریت کی مصنوعات تیار کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ اس جمہوریت کے مذہب کے منتظمین اور ان کے قوانین اسلام کے نظریات اور دینی اداروں سے تعلیمات حاصل کرنے والوں کے لئے ان کا سرکاری طور پر حقہ پانی بند، سرکاری نوکریاں بند، انکو سرکاری طور پر شودر بنا رکھا ہے۔ مغربی جمہوریت کے مدبر، مفکر، دانش ور، سکالر، سیاست دان، حکمران، قانون دان، عدلیہ کے ارکان، انتظامیہ کے ماہرین، قرانی تعلیمات حاصل کرنے والوں اور ان نظریات کے لوگوں اور ان کی دینی درس گاہوں کو نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے طالبان اور دہشت گرد کے نام سے پکارتے ہیں۔ ان کے لئے ملک کے تمام سرکاری اور نیم سرکاری اداروں میں ان کی بھرتی پر سخت اور کڑی پابندی ہے۔ کیونکہ وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی شکل وسیرت، سے مشابہ دینی درس گاہوں کے طالبعلموں کو دہشت گرد اور ان کو اعلیٰ سرکاری ملازمت مہیا نہیں کرتے۔ ان کی بدقسمتی وہ کسی جمہوری تعلیمی ادارے کے کوالیفائیڈ نہیں ہوتے۔ پاکستان میں اسلامی نظریات اور دینی درس گاہوں کو قید وبند کی سزا میں مقید کر رکھا ہے۔ انہی نظریات کی روشنی میں ملک کی تمام دینی درس گاہوں کو ملکی سطح پر ختم کرنے کے لئے سرکاری تحویل میں لیا جا رہا ہے۔ ان جمہوریت کے ماہرین کے دل میں یہ دینی درس گاہیں بری طرح کھٹکتی چلی آرہی ہیں۔ کیونکہ ملک میں یہی دینی طبقہ ہے جو اسلامائزیشن کی بات کرتا ہے۔ ان سے وہ بری طرح خائف ہیں۔ وہ ایسے قانون ملک میں ان اداروں کے لئے مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ جمہوریت کے پالتو سیاست دان اور ان کی سرکاری مشینری ان کو قانونی زنجیروں میں جکڑ کر اسلام کی روح کو مزید نیست ونابود اور مسخ نہ کرسکیں۔ یہ سرکاری سکالر، ہر آنے والے حکمرانوں کو گمراہ کن پالیسیوں کے ذریعے اسلام کش قوانین کا راستہ بتاتے رہتے ہیں۔ ان حالات کی روشنی میں اس جمہوریت کے الیکشن کے بعد ان کو مزید حکمرانی کا موقع فراہم کرنا اسلام دشمنی کے مترادف ہوگا۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

ندائے وقت | پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے | باب 1 پیرا 94-96

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے **ملت** کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفر نگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۹۴۔ اے سیاست دانو! اے حکمرانو! تمھیں یاد ہو یا شائد نہ بھی یاد ہو۔ پھر بھی سن لو۔ پاکستان دو قومی نظریہ کے تحت معرض وجود میں آیا۔ یہ کن قربانیوں کے بعد حاصل کیا گیا تھا۔ یہ بھی تمھیں بتانا ضروری نہیں۔ البتہ یہ بتانا ضروری ہے۔ کہ پاکستان ایک دینی ریاست ہے۔ اسلام اس کا دین ہے۔ اردو اس کی قومی زبان ہے۔ یہ ایک دینی نظریاتی ریاست ہے۔ اسلام کا اپنا الہامی نظام حیات ہے۔ پاکستان میں مغربی جمہوریت کا مذہب سرکاری طور پر نافذ العمل ہے۔ پاکستان میں انگریزی بطور سرکاری زبان رائج ہے۔ **ملک** میں ۱۸۵۷ء کے ایکٹ کے تحت انتظامیہ، عدلیہ کا نظام، سودی معاشیات کا نظام فوج شاہی، نوکر شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، مشیر شاہی، وزیر شاہی، وزیر اعلیٰ شاہی، گورنر شاہی، وزیر اعظم شاہی، پریذیڈنسی شاہی، کا طبقاتی نظام جمہوریت کے مذہب کا یہ غیر اسلامی سرکاری نظام **ملک** میں رائج ہے۔ جس کو چلانے کے لئے **ملک** کے تمام طبقاتی تعلیمی ادارے سکول، کالج، یونیورسٹیاں، انتظامیہ کی فوج شاہی نوکر شاہی افسر شاہی منصف شاہی، معاشیات کے سکالر، سیاسیات کے مدبر، قانون سازی کے دانش ور، غرضیکہ حسب ضرورت اس نظام اور سسٹم کے کارکن، اور ماہرین تیار کرتے آرہے ہیں۔ قران وسنت کے دستور اور اس کا طریقہ حکومت، اسکے قوانین، اسکے ضوابط، اس کے نظام اور سسٹم اور اس کی تعلیمات کو سرکاری طور پر مسترد اور منسوخ کر رکھا ہے۔ پاکستان میں بسنے والے تمام مسلمان اللہ تعالیٰ، اسکے حبیب ﷺ کی تعلیمات کے خلاف بغاوت میں دوچار ہیں۔ کیا آپ اسلام کی تعلیمات، طرز حکومت قائم کرنے کو جائز اور مناسب سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپکی مدد کریں۔ ملت کا بگڑا ہوا کام سنوار جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپکا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

۹۵۔ کیا ۱۸۵۷ء کے انگریز کے مسلط کردہ ایکٹ کے تحت پاکستان میں نان کرسچن جمہوریت کا کلچر آج تک سرکاری طور پر نافذ العمل نہیں ہے۔ جس کے تحت جاگیر دار، سرمایہ دار ٹولہ کو حکومتی اعلیٰ اداروں پر کنٹرول حاصل ہے۔

۹۶۔ کیا ہمارے **ملک** کے تمام سکولز، کالجز، یونیورسٹیاں، اکیڈمیاں اور مخلوط تعلیمی ادارے جمہوریت کے نظام کو چلانے کیلئے ایک مخصوص تعلیمی نصاب کے مطابق **ملک** کی تمام انتظامیہ کی فوج شاہی، نوکر شاہی، افسر شاہی اور عدلیہ کی منصف شاہی۔ معاشیات کے سودی معاشی سکالر اور ہندوازم کے طبقاتی مدبر جمہوریت کے حکومتی نظام کو چلانے کیلئے تیار کرتے نہیں آرہے ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے !

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے **ملت** کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفرنگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۹۷۔ کیا پاکستان کے تمام اعلیٰ شاہی اخراجات والے تعلیمی اداروں پر جاگیرداروں، سرمایہ داروں، سمگلروں، بلیکیوں، سیاستدانوں، حکمرانوں اور رشوت خور معاشی غاصبوں کی اجارہ داری قائم نہیں۔ اس تعلیمی اجارہ داری کی بنا پر انکی اولادیں فوج، انتظامیہ اور عدلیہ پر فوج شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی اور منصف شاہی کی شکل میں ملک کے تمام اداروں پر قابض ہوتی چلی نہیں آ رہی۔ اس طرح ملک کے اقتدار اعلیٰ کے تمام ایوانوں اور انتظامیہ اور عدلیہ کے تمام اداروں پر انکی اجارہ داری قائم ہوتی چلی نہیں آ رہی۔ کیا ملک کا خزانہ، دولت، وسائل اور ہر قسم کی ملکی املاک یہ بدکردار لوٹ مار کرنے والے سیاستدان اور ملک توڑنے والے رہزن حکمران انکے فوجی ڈکٹیٹر ملکی غدار، کرپٹ فوج شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی، منصف شاہی اپنی جاگیروں، کارخانوں، ملوں، فیکٹریوں، صنعتوں، رائے ونڈ ہاؤسوں، سرے محلوں، شاہی پیلسوں، کو حکومتی بالادستی اور اقتدار کی نوک پر قانونی جرائم سے اپنی ملکیتوں میں بدلتے چلے نہیں آ رہے۔ جو ۷۰ فیصد کسانوں اور ۲۹ فیصد مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس کی ملکیت ہیں۔ کیا انہوں نے آئی ایم ایف کے پاس ۳۸ ارب ڈالر میں ملک گروی رکھ کر ۹۲ ارب ڈالر غیر ملکی بنکوں میں جمع نہیں کروائے ہوئے۔ ملک کے قوانین صرف ۹۹۹ فیصد عوام الناس کو طرح طرح کے ٹیکسوں، منی بجٹوں، قیمتوں میں اضافوں، مہنگائی کی سرنجوں، یوٹیلٹی بلوں کے بے جا اضافوں سے صرف کرش ہی نہیں بلکہ خودکشیوں اور خودسوزیاں کرنے پر مجبور کرتے نہیں آ رہے۔ ان ظالم سیاستدانوں اور رہزن حکمرانوں کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔

۹۸۔ کیا ۱۹۴۷ء سے جمہوریت پسند شاہی ٹولہ نے **ملت** کے چودہ کروڑ فرزندان کو دستور مقدس کے نظریات، علم، عمل اور کردار کی تعلیم و تربیت کو پروان چڑھانے کی بجائے سرکاری طور پر ختم اور منسوخ کر کے انہیں قرآن حکیم کی تعلیمات سے محروم نہیں کر رکھا۔ کیا یہ مغربی جمہوریت کے نظریاتی طالبان، دہشت گرد چودہ کروڑ مسلمانوں کی نسلوں کو ایک منافق کی عملی زندگی گذارنے کیلئے جمہوریت کے کلچر کا ملی تشخص تیار کرتے چلے نہیں آ رہے۔ کیا اعلیٰ اقتدار کے ایوانوں پر مسلط بدکردار ملک لوٹنے والے سیاست دان، ملک توڑنے والے رہزن حکمران۔ **ملت** کی وحدت کو بیشمار سیاسی جماعتوں میں منقسم کرنے والے سیاسی رہنما اور اعلیٰ سرکاری منصبوں پر فائز کرپٹ رشوت خور فوج شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی کی انتظامیہ، اور بریف کیس مافیہ پر مشتمل منصف شاہی کی عدلیہ کی امامت میں ہر وقت پوری **ملت** اینٹی کرپچن جمہوریت کے کلچر کی کفر کی نماز اور اس کے سجدے اور سجود ادا کرتی چلی نہیں آ رہی۔ کیا یہ سب اہل اقتدار ملک دین کے خلاف اور متضاد مغربی جمہوریت کے مذہب کی باطل دین کش تعلیم اور غاصب تعلیمی نصاب رائج کر کے ملک کے تمام سکولز کالجز یونیورسٹیاں، اکیڈمیاں، ملک میں تمام تعلیمی اداروں سے کفر کی نماز سکھاتے، اسکو سرکاری طور پر ادا کرواتے اور اس پر قانونی طور پر عمل پیرا ہونے کا پابند بناتے چلے نہیں آ رہے۔ اس کے بعد کیا ہم مسلمان کہلا سکتے ہیں۔ یہ کیسے مسلمان سیاستدان اور مغربی جمہوریت کے کلچر کے ایجنٹ حکمران ہیں کہ ملک کا خزانہ لوٹتے اور شاہانہ تصرف میں لانے کے عمل کو جاری کئے ہوئے ہیں۔ کیا انکے جرائم سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔

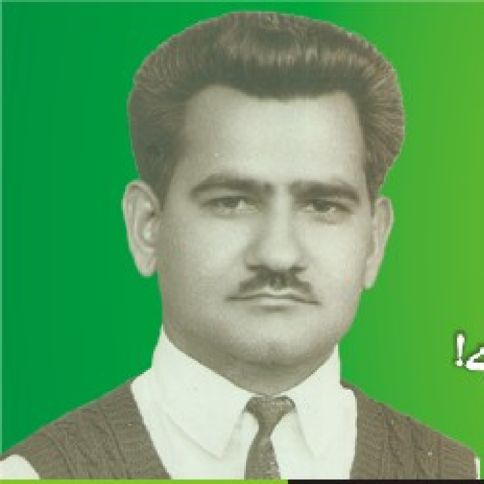

باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے ملت کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفر نگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۹۹۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق خوانگی زندگی میں یہ مرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ بیوی بچوں کے نان ونفقہ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ آؤ مل کر غور و فکر کریں اور اپنی ضمیر سے فیصلہ لیں۔ کہ کیا ہم اپنی بیوی، بیٹی، بہن، ماں کو زندگی کی ضروریات کے حصول، معاشی برتری اور سیاسی افادیت کی خاطر سیاست کے پنڈالوں، فیکٹریوں، ملوں، کارخانوں، ہوٹلوں، سرکاری، نیم سرکاری اور پرائیویٹ اداروں اور ہر شعبہء زندگی میں مردوں کے شانہ بشانہ مغرب کی طرح حقوق تحفظ نسواں اور آزادیء نسواں کے نام پر انکی عزت وعصمت، انکا پردہ، انکا احترام، انکا دین سے دوری کا عمل، انکے جنسی تحفظات اور انکے نان نفقہ کے دینی حقوق کو نبھانے کی بجائے انکو مخلوط مغربی تہذیب کی آگ میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔ مغرب کی طرح مستورات کی حرمت کو جنسی چتا میں دھکیلنا اور انکے تقدس کو پامال کرنا چاہتے ہیں۔

۱۰۰۔ کیا آپ مغرب کی طرح ماں، بہن، بیٹی، بیوی اور مستورات کو گھر کی چاردیواری سے روزگار کی تلاش کیلئے باہر نکالنا چاہتے ہیں۔

۱۰۱۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی مائیں، بہنیں، بیٹیاں، بیویاں اور تمام مستورات مغرب کی طرح روزگار کی تلاش میں گھر سے باہر نکلیں۔ اپنی معاشی ضروریات پوری کریں، چادر اور چاردیواری کے تحفظ سے فارغ ہو جائیں۔ غیر محرم مردوں کے ساتھ فحاشی، بےحیائی، بدکاری کی مخلوط زندگی گذاریں۔

۱۰۲۔ کیا آپ قرآن حکیم کی تعلیمات کے مطابق ماں۔ بہن، بیٹی اور بیوی کی گھریلو اور خانگی زندگی ختم کرنا چاہتے ہیں۔

۱۰۳۔ کیا آپ ماں، بہن، بیٹی کو فرینڈشپ کے تحت جنسی تعلق پیدا کرنے کا غیر اسلامی ماحول اور اس عمل کی اجازت دینا چاہتے ہیں اور اسلام کے ازدواجی بندھن کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالی اور اسکے رسول ﷺ کے دین کے خلاف بغاوت اور جنگ لڑنا چاہتے ہیں۔

۱۰۴۔ کیا آپ مخلوط معاشرے سے شادی کے بغیر بچے بچیاں پیدا کرنا اور انکے لئے وکٹورین چائلڈ ہاؤسز تیار کرنا چاہتے ہیں۔

۱۰۵۔ کیا آپ عورت سے ماں بہن بیٹی بیوی دادی نانی خالہ پھوپھی چاچی ممانی اور تمام الہامی دینی رشتوں اور ان رشتوں کا تقدس، عزت، احترام اور ادب وحرمت ختم کرنا چاہتے ہیں۔

۱۰۶۔ کیا آپ حیوانوں، جانوروں اور درندوں کی طرح جنگلی اور جنسی آزادی کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔

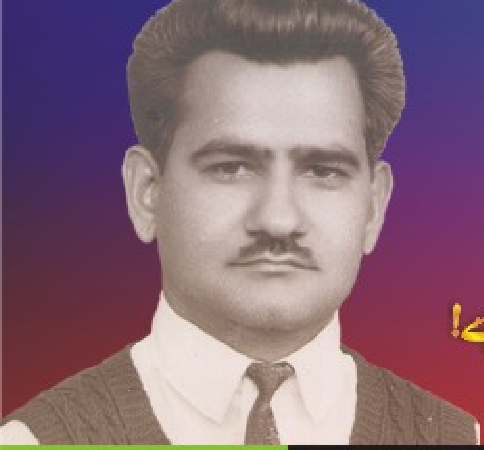

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

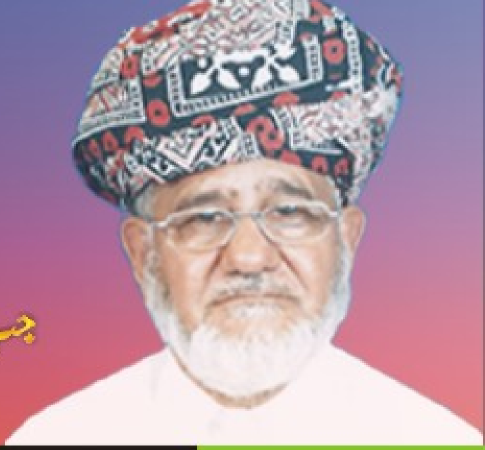

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے ملت کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفر نگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۱۰۷۔ کیا آپ خدا اور رسول ﷺ کے عطا کردہ نظام اور ضابطہ حیات اور ازدواجی زندگی کے قوانین کو ان چند بے حیا، بدنصیب مغربی سکالروں، دانش وروں، مفکروں، مدبروں اور اسلام کش مغربی ایجنٹوں کے ہاتھوں چودہ کروڑ مسلمانوں کی قرآن حکیم کی نظریاتی سرحدوں کو مسخ اور نیست و نابود کرنا چاہتے او کرتے جا رہے ہیں۔ کیا ملک دشمن، ملکی غدار ملکی آئین توڑنے والا ایک فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف، اسکا فوجی جرنیل مسٹر کیانی اسکے چند کور کمانڈروں، اسکی خود ساختہ مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم، اسکے اتحادی سیاسی حکومتی ٹولہ کے مارشل لا کے ملکی غداروں مجرموں کا ۵۱ فیصد حقوق نسواں کے نام پر اپنے حکومتی ٹولہ کی مستورات کے ذریعے پاکستان کی مسلم امہ کے فرزندان کے وسائل، ملکی خزانہ کو لوٹنا اور قرآن حکیم کے نظریات کے خلاف مخلوط تعلیم مخلوط معاشرہ اور مخلوط حکومت کا مغربی جمہوریت کے کلچر کا زہر گن پوائنٹ پر نگلنے کیلئے مجبور کرنے والے ملکی غدار، ملک دشمن طالبان، ملکی دہشت گرد کیا چاہتے ہیں۔ کیا پاکستان کی مسلم امہ ۵۱ فیصد حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی مستورات کی فوج شاہی منصف شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی کی فواج کا شاہی تنخواہوں، شاہی ایوانوں، شاہی رہائشی محلوں، باڈی گارڈوں، قیمتی گاڑیوں، انکے شاہی اخراجات کا ڈبل سے بھی زیادہ بجٹ کا اضافی بوجھ ملکی غریب عوام، بھوکی ننگی عوام، ضروریات حیات سے محروم عوام، بیروزگار عوام، مجبور عوام، بجلی گیس، پانی کے اضافی بلوں کی ادائیگیوں کی پسی ہوئی عوام، مہنگائی کے ذریعے معصوم، بیگناہ، بے بس، قیدی، غلام، محکوم عوام کے منہ سے روٹی کا نوالہ چھیننے والے عوام الناس کو خودکشیاں، خود سوزیاں کرنے پر مجبور و بے بس کرنے والا فوجی سیاسی این اراو کا ملک دشمن، ملکی غدار، ملکی ملی مجرم حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ ظالم طالبان، معاشی معاشرتی قاتل دہشت گرد ہیں یا پاکستانی مسلم امہ کے فرزند انکی نسلیں طالبان اور دہشت گرد ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

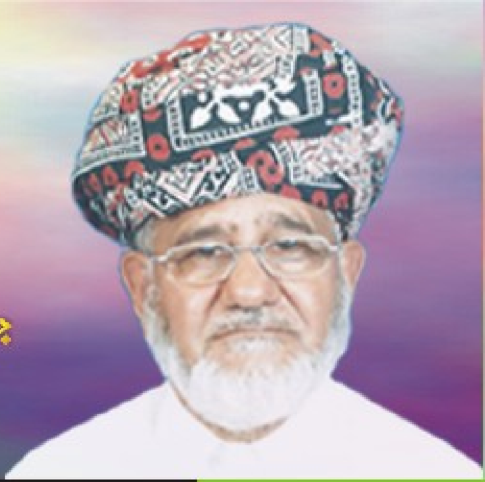

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے ملت کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفر نگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۱۰۸۔ دانائے وقت ٹی وی اینکرز، کالم نویس، تجزیہ نگار اور مغربی کلچر کے تمام دانشوروں کے روبرو مسلم امہ انکی نسلوں کا کیس برائے سماعت پیش کر دیا ہے یہی ذرائع ابلاغ کے دانشور حکومتی ٹولہ اور ملکی عوام کے ترجمان ہیں۔ملکی عوام ان ٹی وی اینکرز، قلم کاروں، کالم نویسوں، ذرائع ابلاغ کے تمام محب وطن دانشوروں کو اپنا جج تسلیم کرتے ہیں۔حقائق کی روشنی میں کیس کا فیصلہ صادر فرماویں کہ ملک دشمن ملکی غدار، فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ انکا مراعات یافتہ فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، کا استحصالی طبقہ، این آر او کا تمام حکومتی ٹولہ کے مجرم، ملکی ملی وسائل، ذرائع آمدن، ملکی غیر ملکی اور آئی ایم ایف کا تین چار سو ارب ڈالر قرضہ ہضم کرنے والا حکومتی ٹولہ، ملکی آئین توڑنے والا ملکی غدار فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف، اسکا ہمجولی جرنل اشفاق کیانی، چند کور کمانڈر ملکی طالبان، دہشت گرد ہیں یا پاکستانی عوام انکی نسلیں دہشت گرد ہیں۔ملک کے تمام ٹی وی سینٹروں، تمام ملکی اخبارات اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے عوام الناس کو اپنا فیصلہ سے مطلع فرماویں۔کہ اگر فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ، انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ ملک وملت کا مجرم ہے تو انکی حکومتی رٹ ختم ہونی چاہئے اور اگر اہل وطن کے عوام ملکی طالبان، دہشت گرد ہیں تو پولیس، رینجرز، فوجی سپاہ کے ذریعے انکا نام ونشان مٹانا ہوگا۔فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کا مراعات یافتہ فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی کا شاہی طبقہ انکا نوکر، غلام، خادم، قیدی محکوم اور انکے احکام کا پابند ہوتا ہے۔ملکی غدار، ملک دشمن فوجی ڈکٹیٹرز، ملکی غدار سیاسی ٹولہ انکو شاہی تنخواہوں شاہی بود وباش کے ذریعے خریدتا ہے۔انتظامیہ عدلیہ کے روپ میں حکومتی ٹولہ کے محافظ، ہوتے ہیں۔آزاد عدلیہ انکے کیسوں کی نشاندہی کرتی اور ماتحت انتظامیہ انکو ختم کرتی رہتی ہے۔

۱۰۹۔ پاکستان میں فوری طور پر قرآن حکیم کی سرکاری بالادستی، اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو نافذ العمل کرنا ہے۔

۱۱۰۔ این آر او کے مجرم فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے ملکی غیر ملکی، سوئس بنکوں میں پڑے ہوئے تمام سرمائے کو ملکی خزانہ میں منتقل کرنا ہے۔

۱۱۱۔ این آر او کے مجرم تمام فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کی تمام ملوں، فیکٹریوں، کارخانوں، تجارتی اداروں اور کاروباروں کو فوری طور پر ملکی ملکیت بنانا ہے۔

۱۱۲۔ این آر او کے تمام فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے تمام مجرموں کے تمام سرے محل، رائیونڈ ہاوسز، شاہی پیلس، بنی گالا ہاوسز لمبی چوڑی ذاتی ملکیتوں کا کلچر ختم کرنا، عوام الناس کے برابری کی سطح پر بنیادی حقوق نبھانا ہے۔

۱۱۳۔ ملک کے تمام این آر او کے مجرموں کے غبن، قتال، انکے ساتھیوں کا تمام مال ومتاع اور تمام کاروباروں کو ضبط کرنا ہے۔

۱۱۴۔ انکے تمام پلاٹوں، کوٹھیوں، محلوں کے الاٹمنٹوں اور ملک دشمن خفیہ معاہدوں کو ختم کرنا ہے۔کسی کے ساتھ کسی قسم کا ظلم یا زیادتی نہیں کرنی ہے۔

۱۱۵۔ دنیا کے تمام ممالک کے عوام کے ساتھ انسانی حقوق کی بنیادوں اور انکی حرمت وعزت، ادب وخدمت، اخوت ومحبت، انکے ساتھ حسن خلق کی روشنی میں تعلق استوار کرنا ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پاکستان ایک دینی ریاست ہے اسلام اس کا دین ہے اردو اس کی قومی زبان ہے ملت کا المیہ سرکاری مذہب جمہوریت، سرکاری زبان انگریزی، قومی تشخص کفرنگری، ملکی نظام ۱۸۵۷ء کا ایکٹ، معاشی نظام سودی، معاشرہ براہمن، کھتری، کھشتری، شودر، سرکاری نظام حکومت ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور

۱۱۶۔ تمام الجھے ہوئے مسائل امن و آشتی کی ٹیبل پر بیٹھ کر طے کرنے ہیں۔

۱۱۷۔ ہمسائیوں کے حقوق قرآن حکیم کی تعلیمات کے مطابق ادا کرنے ہیں۔

۱۱۸۔ قرآن حکیم کی تعلیمات کی روشنی میں ایک جیسے علم و ہنر پر مشتمل جدید تعلیمی نصاب، تعلیمی ادارے قائم کرنا اور مرد و زن کو تعلیم کے مساوی حقوق مہیا کرنا لیکن دین محمدی ﷺ کی روشنی میں چادر و چاردیواری کے نظام کو ملحوظ رکھنا ہے

۱۱۹۔ کیا ہم نے ملک میں مادہ پرستوں کے دانشوروں کا سودی معاشی نظام رائج کر کے اللہ تعالیٰ اسکے حبیب ﷺ کے خلاف جنگ جاری رکھنا چاہتے ہیں

۱۲۰۔ کیا سیاستدانوں نے دین کی تعلیمات اور اسکے نظریات اور نظام حیات کو سرکاری طور پر منسوخ اور مسترد کر کے ملی وحدت کو کئی منشوروں اور کئی سیاسی جماعتوں میں تقسیم کر کے ملت کی وحدت کو ختم اور اللہ تعالیٰ کے خلاف جنگ اور مسلمانوں کی تباہی کا سلسلہ جاری نہیں کر رکھا۔ اسطرح ہمارا سرکاری مذہب انسانوں کا تخلیق کردہ مغربی جمہوریت کا استحصالی نظام حکومت، ہمارے سیاسی نمائندگان جمہوریت کے اعلیٰ ایوانوں پر مسلط۔ یعنی ملک لوٹنے والے غاصب سیاستدان اور ملک توڑنے والے رہزن فوجی سیاسی حکمران، ہمارے سرکاری امام، فوجی ڈکٹیٹر، فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ، کرپٹ افسر شاہی اور راشی منصف شاہی، ہمارا سرکاری مذہب مغربی جمہوریت کا تعلیمی نصاب، ان کے دانشوروں کا تخلیق کردہ جمہوری نظام حکومت۔ ہماری معاشیات کا سرکاری مذہب جمہوریت کا سودی معاشی نظام۔ ہمارا سرکاری مذہبی معاشرتی نظام، جمہوریت کے ہندوازم کا طبقاتی نظام۔ جمہوریت کے دانشوروں، سکالروں، مدبروں کا طبقاتی تعلیمی نصاب اور انکی طبقاتی درسگاہیں۔ ملک میں غیر دینی، غیر مذہبی نظام حیات پھیلانے والے سکولز، کالجز، یونیورسٹیاں، اکیڈمیاں اور تعلیمی ادارے۔ خدارا ذرا سوچیں! ہماری ملی زندگی قرآن حکیم کی تعلیمات کے خلاف کافرانہ تہذیب و تمدن میں ڈھلتی جارہی ہے۔ چودہ کروڑ مسلمان الفاظ کی نماز مسجد شریف میں پڑھتے ہیں۔ سرکاری طور پر علم، عمل، کردار دین محمدی ﷺ کے خلاف جمہوریت کے مذہب کے ایوانوں کے نمائندگان کے قوانین اور ضوابط کی ادا کرتے ہیں۔ پوری ملت کو اس منافقت کے عذاب میں ان ظالموں نے دھکیل رکھا ہے۔ ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی تابع فرمان الٰہی نہیں ہے۔ ان حالات میں دین کی نماز کیسی۔ کتا کنویں میں گرا پڑا ہو تو کنواں پاک کیسے ہو سکتا ہے جب تک اس میں سے کتے کو نکالا نہ جائے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

قرآن پاک ایک الہامی صحیفہء نور ہے۔ جو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام اور ان کی امتوں کی دینی تعلیم، ذہنی ارتقاء اور اعلیٰ اقدار کی بتدریج نشو ونما کے بعد آخری کتاب کی شکل میں نازل ہوا۔

۱۔ سب پیغمبران اپنی اپنی اقوام، امتوں کو راہ ہدائت کا سبق سکھاتے رہے۔ اندھیروں میں چراغ حق جلاتے رہے۔ پستیوں سے بلندیوں کا راستہ دکھاتے رہے۔ مخالفین اور معترض لوگ بھی کفر کی داستانیں رقم کرتے رہے۔ ان کی امتوں کی دینی تعلیم، ذہنی ارتقا اور اعلیٰ اقدار کی نشو ونما بتدریج پروان چڑھتی رہی۔ زبور شریف، توریت شریف، اور انجیل مقدس جیسی الہامی کتابیں برگزیدہ اور عظیم پیغمبران، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی روح القدس ہستیوں پر یہ الہامی کتابیں نازل فرمائی گئیں۔ وہ بھلائی کا درس دیتے اور نیکی کو پھیلاتے رہے۔ معجزات دکھاتے رہے۔ بیماروں کو شفا دیتے رہے۔ انسانوں سے دکھ لیتے رہے اور سکھ دیتے رہے۔ مردوں کو زندہ کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ حسین صفات کو بروئے کار لاتے رہے۔ انسانوں کو انسانیت کی اقدار اور کردار سے روشناس کرواتے رہے۔ دلوں کو روشنی اور ذہنوں کو جلا بخشتے رہے۔ فطرت کے اصولوں کی پاسداری کرتے رہے۔ انسانیت میں خیر کی خیرات تقسیم کرتے رہے۔ لڑائی، جھگڑے، فساد، جہالت اور قتل و غارت کے عمل کو احسن طریقہ سے ختم کرتے رہے۔ پوری انسانیت کو جینے کا ڈھنگ سکھاتے رہے۔ امن و سکون کی معطر و مہکتی ہوائیں کردار کی خوشبو سے پھیلاتے رہے۔ دلوں میں اترنے اور تسخیر کرنے کے گر اور گیان عطا کرتے رہے۔ دنیا کی بے ثباتی کا درس سناتے رہے۔ فطرت سلیم کو سنوارتے اور جاگر کرتے رہے۔ قدم قدم پر راہ ہدایت اور بھلائی کی شمع جلاتے رہے۔ خیر اور شر کے راستے بتاتے رہے۔ آسمانی تحائف اس لاڈلی امت پر اتارتے رہے۔ لیکن بنی اسرائیل نے توریت شریف اور اس کی تعلیمات سے انحراف کیا۔

۲۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ امتیں اپنے پیغمبران کی تعلیمات سے دور ہوتی گئیں۔ روشنی کو سمیٹتی اور ظلمات کو پھیلاتی گئیں۔ عدل و انصاف کے پیمانے توڑتی رہیں۔ ظلم و ستم، قتل و غارت کے طاغوتی نصب العین کی پیروی کرتی رہیں۔ گمراہی اور تباہی کے راستے پر گامزن ہوتی رہیں۔ ظلم و ستم اور قتل و غارت کا سبق دہراتی رہیں۔ آسمانی کتب کی روحانی تعلیمات سے منحرف ہوتی رہیں۔ اپنے اپنے محبوب و مقبول پیغمبران، کی توہین کی مرتکب ہوتی رہیں۔ انکی الہامی کتابوں سے دوری کا راستہ اختیار کرتی رہیں۔ اس طرح انہوں نے آسمانی کتابوں کے فیوض کے دروازے بند کر لئے۔ ان کی امتیں کفر، شرک اور منافقت کا شکار ہوتی گئیں۔ نفس پرستی، عدل کشی، مادہ پرستی اور خود غرضی کا جہنم سلگاتی رہیں۔ توحید کا دامن چھوڑتی رہیں۔ انا کی اپنا دامن پھیلاتی گئی۔ ان کی تعلیمات کو مسخ کیا گیا۔ کتابوں میں ردوبدل کیا۔ توحید کے درس کو بت پرستی، اور کفر کا سیاہ لباس پہنا دیا۔ ان اقوام اور ان امتوں نے روحانیت کے چراغ گل کر دیئے۔ افراتفری اور بے راہ روی کا شکار ہوتی اور ظلمات میں گم ہوتی گئیں۔

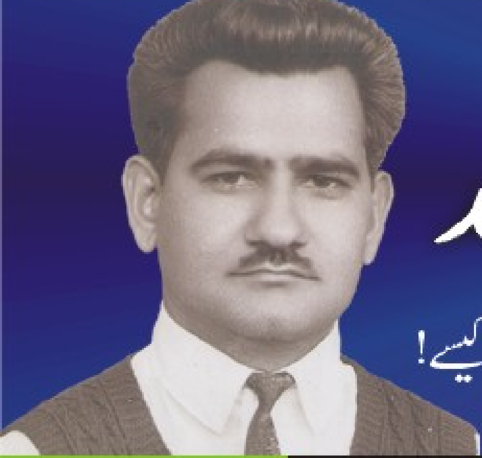

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۳۔ جب داؤد علیہ السلام کی امت نے زبور پاک کی تعلیمات سے دوری کی راہ اختیار کی تو حضرت موسیٰ کلیم اللہ پر اللہ تعالیٰ نے توریت شریف جیسی الہامی کتاب کا نزول فرمایا اور عرفان الٰہی عطا کیا۔ موسیٰ کلیم اللہ جیسے عظیم پیغمبر کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا گیا۔ بڑی جابر ظالم قوم اور فرعون جیسے بدترین غاصب اور قاتل حکمران سے واسطہ پڑا رہا۔ موسیٰ علیہ السلام کو قتل کروانے اور ان سے کسی نہ کسی طرح نجات حاصل کرنے کی غرض سے ہر پیدا ہونے والے بچے کو اپنی سلطنت میں قتل کرواتا رہا۔ قادر کریم اور مالک کل موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے گھر میں پالتا رہا۔ عقل بیچاری تدبیروں کے جال بنتی اور بھٹکتی رہی۔ وحی کا وارث اور رشد وہدایت کا منور چراغ عقل وخرد کے سیاہ گھپ اندھیروں میں ٹھنڈی میٹھی نور کی کرنوں سے اس کائنات کے گوشہ گوشہ کو روشن کرتا رہا۔ فرعون عظیم بدبخت اپنے ساتھیوں سمیت سمندر میں غرق ہوا اور اس نے داستان عبرت اس جہان رنگ وبو میں رقم کی۔ اس طرح آج بھی اس فرعون کی اولاد نے اس دور کے ظالم، جابر، عقل ودولت، مادی ومعاشی، سائنسی و صنعتی، تباہ کن اسلحہ سازوں اور ایٹمی طاقتوں کے انبار جمع کرنے والے دہشت گردوں اور نسل فرعون کے غاصبوں، بے رحم انسانیت کے قاتلوں کو تباہی و بربادی اور وقت کے سمندر میں غرق ہونے کے قریب لاکر کھڑا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدائت عطا فرمائے۔ (ثم امین)

۴۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی فلاح و بہبود کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل مقدس جیسے صحیفہ سے نوازا۔ بی بی مریم جیسی پاک ہستی کے بطن سے بغیر باپ کے اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا۔ روح القدس کا خطاب عطا کیا۔ انسانی دکھوں کے درد کی دوا اور شفا کا مخفی خزانہ عطا کیا۔ کوڑیوں کے معالج اور بیماروں کے مسیحا کے روپ میں اس کائنات میں تشریف لائے۔ مردوں کو زندہ کرکے خدائے بزرگ وبرتر کی عظمت اور اس کی شان کبریائی کا نور پوری کائنات میں پھیلاتے رہے۔ ابن مریم جیسے عظیم پیغمبر خدا نے انسانیت پر معجزوں کی بارشیں جاری رکھیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انسانیت پر ظلم وبربریت کے دروازے بند کر دئے۔ انسانوں سے پیار اور اخوت کا درس سکھایا۔ رحم دلی اور عفو کی قندیلیں روشن کیں۔ انسانوں کے دلوں میں ادب اور محبت کے چراغ جلائے۔ نفرتوں سے نفرت کرنے کا سلیقہ سکھایا۔ خدمت خلق سے روحوں کو تسخیر کیا۔ انسانیت کو تحفظ فراہم کیا۔ دنیا امن اور سکون کا گہوارہ بن گئی۔ جب ان کی امت نے انجیل مقدس کی تعلیمات سے انحراف کا علم بلند کیا۔ جب عیسائیوں نے انجیل مقدس کے بنیادی اصولوں اور ضابطوں کو پامال کیا۔ جب عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رشد وہدائت کا دامن چھوڑ دیا۔ جب عیسائیوں نے خیر کے بدلے شر کو خرید لیا۔ جب عیسائیوں نے روح القدس کی روحانی اقدار کو روند ڈالا۔ جب عیسائی قوم نفس پرستی، مادہ پرستی میں ڈوب گئی، جب عیسائی قوم نے انسانیت کے قتل وغارت کا عمل اپنا لیا اور گمراہی کا شکار ہو گئی۔ وہ ظلم وبربریت کے کھیل میں گم ہو گئی۔ درندگی اور سفاکی کی لپیٹ میں آ گئی۔ قتل وغارت کے باطل نظام کو اپنا لیا۔ لوٹ کھسوٹ اور ظلم وتشدد کو زندگی کا حصہ بنا لیا۔ غاصب ستم کو فلاح کا راستہ سمجھ لیا۔ تباہی اور بربادی کے علوم کو فوقیت دینے لگی۔ امن کا درس دینے والی قوم اور انسانیت کو دکھوں، مصیبتوں، بیماریوں اور ہر قسم کی آفات سے نجات دلانے والی قوم نے، انسانیت کی تباہی، بربادی، اسکے قتل وغارت اور مخلوق خدا کو نیست ونابود کرنے کا عمل اپنا لیا۔

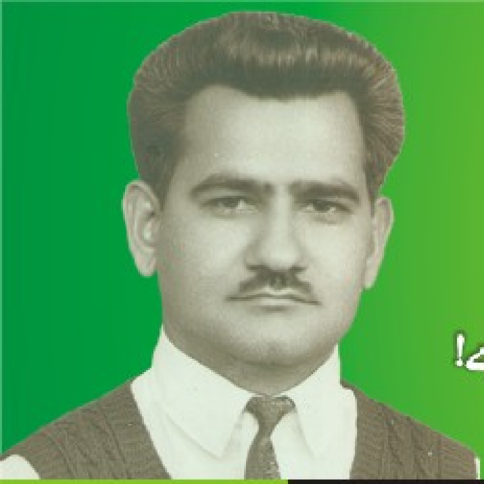

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۵۔ خوفناک سامان حرب بنانے اور پوری انسانیت اور اس جہان رنگ وبو کو نیست و نابود کرنے والے ایٹم بموں سے لیکر نائٹروجن بموں تک، لیزی کٹر بموں سے لیکر سٹنگر میزائلوں تک، مختلف گیس بموں سے لیکر جراثیمی بموں تک تیار کئے۔ ہر قسم کا تباہ کن اسلحہ اور ہر قسم کا تباہ کن سامان حرب تیار کر کے اقوام عالم کو فروخت کر کے دنیا کو جنگوں میں ڈھکیلنے کا عمل جاری کر لیا۔ اسکے عوض انہوں نے مادی برتری اور دنیاوی خوشحالی حاصل کر لی۔ اسطرح اس انسانیت دوست ملت نے دنیا کے کونے کونے میں کمزور ممالک، بے بس اقوام کے معصوم، بیگناہ، کمزور، بچوں، بوڑھوں، مستورات، کا قتل عام اور انکی بستیوں کو نیست و نابود کرنے کا عمل جاری کر لیا۔ اس طرح ایک ایسے عظیم پیغمبر کی عظیم امت جو انسانیت پر رحمتوں کی بارش برساتی تھی اس عظیم امت کے برسراقتدار سیاستدان حکمران عیسائیت کے روپ میں معصوم و بے گناہ انسانیت پر ایٹم بموں، ڈیزی کٹر بموں اور سٹنگر میزائلوں پر مشتمل تباہ کن اسلحہ کی بارشیں آج تک برسا کر اس پاک ہستی کی تعلیمات کی توہین اور اس کا انحراف کرتے چلے آرہے ہیں۔ انہوں نے قتل وغارت کی اسلحہ ساز مارکیٹ پر برتری حاصل کر کے انسانیت کش شیطانی عمل کی پیروی کو رہنما بنا لیا۔ اپنے پیغمبر خدا کی تعلیمات اور انکے روحانی کردار کو مسخ کر کے اسکے متضاد اندھیری سیاست کے اصولوں کو زندگی کے اجالوں کا سفر تصور کرنے لگے۔ روح کی آسودگی کے اصولوں کو ترک کیا۔ اور انسانی تباہی اور بربادی کی تباہ کن تعلیم اور ہنر کو حاصل کیا۔ اس تعلیم پر عمل کیا۔ انسانیت کی بلندی پر فائز قوم تباہی و بربادی کے کردار کی شکار ہوتی گئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات اور ان کے روشن کردار کو تباہ کرنے کے جرم کی مرتکب ہوتی گئی۔ اپنے پیارے محبوب و مقبول پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے الہامی صحیفہ کے روشن ضابطہ حیات اور تعلیمات کو چھوڑنے کے بعد وہ فطرتی اقدار اور کردار سے محروم ہوتی گئی۔ پوری انسانیت ان کے اس عمل کی وجہ سے انارکی اور جنگ کی آگ میں جلنے اور جھلسنے لگی۔

(اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو رحمت للعالمین بنا کر آخری صحیفہ اور جامع کتاب مبین یعنی قرآن پاک جیسی ابدی اور ازلی کتاب عطا کی۔ تا کہ پوری انسانیت اس کی تعلیمات سے رشد وہدایت اور فلاح پا سکے۔)

۶۔ یہاں یہ بات واضح کرنا نہائت ضروری ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت اسحٰق علیہ السلام کی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں سے ہیں۔ جب موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی امتیں گمراہی اور تباہی کے راستے پر چل پڑیں۔ توریت شریف اور انجیل مقدس کی تعلیمات کو بدل دیا۔ اور اس سے انحراف کر لیا۔ تو اس کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے آخری پیغمبر الزمان کے طور پر دنیا میں پوری انسانیت کے لئے رحمت للعالمین بنا کر بھیجا۔ اس طرح یہودی، عیسائی اور مسلمانوں کا شجرہ نسب آپس میں ملتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ایک ہی تسبیح کے دانے، ایک ہی خانوادے کی عظیم ہستیاں ہیں۔

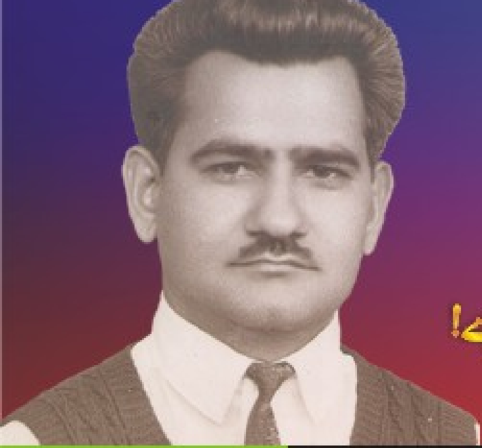

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۷۔ صاحب کتاب پیغمبران، توحید کے پیامبر پیغمبر، اللہ تعالیٰ کی ہدائت یافتہ طیب ہستیاں، انسانیت کے مونس، معجزات کے وارث، گناہ سے پاک، انسانی فطرت کے آشناء، خدمت خلق کے خوگر، ادب واحترام کے پیکر، صبر وتحمل کی آماجگاہ، ادب واخلاق کے چشمہ، دین ودنیاء کے رکھوالے، نور کے راستہ کے مسافر، خیر کو پھیلانے اور شر کو مٹانے والے پیغمبر، فطرت کے رازداں پیغمبر، زندگی اور موت کے حقائق سے روشناس کروانے والے پیغمبر، الہامی بنیادوں پر انسانی معاشرے کو سنوارنے والے پیغمبر، اس جہان رنگ وبو کو معطر کرنے اور انسانوں کی رہنمائی فرمانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کو اس کائنات میں بھیجا۔ وقت کے ساتھ ضرورت کے مطابق انسانی معاشرہ، ارتقا کی منازل طے کرتا رہا۔ ہر دور کے پیغمبر اپنے دور کی ضرورت کے مطابق الہامی تعلیمات کی روشنی میں اصلاح معاشرہ کے فرائض نبھاتے رہے۔ آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ آخری صحیفہ، نور قرآن مجید، فرقان حمید لے کر اس دنیائے فانی میں تشریف لائے۔ پوری انسانیت کو رشد وہدائت کی روشنی عطا کی۔ ایک الہامی جامع ضابطہ حیات نظام حیات، انسانیت کو عطا کیا۔

۸۔ سب کمالات کی بنیاد کلمہ توحید ہے۔ سب کمالات کی انتہا حضور نبی کریم ﷺ کے اسوۃ حسنہ اور اخلاق حمیدہ کی روشن کرنیں ہیں۔ جو اس آفتاب نور کی روشنی سے آسمان وزمین پر محیط ہیں۔ کتاب مقدس علم وحکمت دانش وبرہان اور دانائی کا ایک ایسا صحیفہ ہے۔ جس سے رشد وہدائت کا فیض جاری وساری رہتا ہے۔ اس کے اصول وضوابط پوری انسانیت کی اصلاح اور فلاح کے ضامن ہیں۔ اس کی تعلیمات انسانیت کو حقوق وفرائض کے فطرتی نصاب سے آگاہ کرتی ہیں۔ عدل وانصاف کے حسین امتزاج اور اعتدال کا ایسا دروازہ ہے۔ جو انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی تک ہر کس وناکس پر واہوتا جاتا ہے۔ زبور شریف، توریت شریف، اور انجیل مقدس حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امتوں پر نازل فرمائیں۔ لیکن قرآن پاک رب العلمین نے تمام جہانوں کے لئے ایک ایسا جامع منشور رحمت اللعلمین پر نازل فرمایا۔ جو ہر دور، ہر زمانہ پر محیط ہے۔ وہ صرف مسلمانوں کی ہی وراثت نہیں بلکہ کوئی بھی فرد، کوئی بھی قوم، کوئی بھی ملک اور کوئی بھی ملت اس سے استفادہ کر کے دنیا میں مادی اور روحانی فیوض حاصل کر سکتی ہے۔ الہامی کتابیں چراغ دہر ہیں جو اندھیروں کو دور کرتی ہیں

بابا جی عنایت اللہ

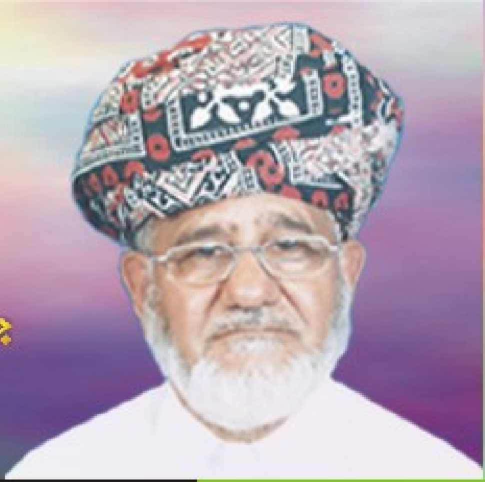

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۹۔ ان کے بتائے ہوئے تمام راستے چمکتے دمکتے آبدار موتی ہیں۔ جو دل و دماغ کو آسودگی اور روح کو بالیدگی عطا کرتے رہتے ہیں۔ وہ اعلیٰ، منظم، معظم، مکرم، اور مقدم معاشرے کی تشکیل فرماتے ہیں۔ اس سے امن و سکون کے سوتے پھوٹتے ہیں۔ جہاں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے روشناس کروایا جاتا ہے۔ وہاں اس کی مخلوق پر رحم، شفقت کے جذبوں کو بھی بیدار کیا جاتا ہے۔ عبادت اور ذکر و فکر کی قبولیت کا گیان عطا کیا جاتا ہے۔ اس عطا کے بعد اس کے تصرف کو حکم خداوندی کے مطابق خدمت خلق کو بجالانے پر معمور کر دیا جاتا ہے۔ نفس پرستی، اور خود غرضی کی آگ کو بجھایا جاتا ہے۔ قتل و غارت اور ظلم و ستم کے کرداروں کو ختم کیا جاتا ہے۔ امانتوں کے امین، حکومت کے حکمران، ملکی نظم و نسق کے رکھوالے، ملک میں عدل و انصاف قائم کرتے ہیں۔ ملکی خزانہ اور وسائل کی حفاظت کرتے ہیں۔ بچوں، بوڑھوں، یتیموں، بے کسوں، بے بسوں، اپاہجوں، ناداروں، بیواؤں، اور بے روزگاروں کو زندہ رہنے کیلئے ضروریات زندگی مہیا کرتے ہیں۔ علمی کمال سے لے کر عملی کردار تک دین کی روشنی میں ملت کے کردار کو تیار کرتے ہیں۔ وہ انسانیت کے لئے مشعل راہ بن جاتے ہیں۔ ایسا حسین و جمیل تشخص تیار ہوتا ہے جو انسانیت میں مقناطیس کا کردار ادا کرتا ہے۔ وہ دنیا کی کشش کا سبب بنتا ہے۔ وہ لوگ، وہ زمانہ، وہ گھڑیاں، وہ وقت، وہ لمحات تمام بیتے ادوار کا شاہکار دور ہوتا ہے۔ جس پر انسانیت عش عش کر اٹھتی ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کی محنت کوشش اور تعلیمات جس کی بنا پر معاشی، معاشرتی اور سیاسی، تہذیب و تمدن کے خدوخال ارتقاء کی منازل طے کرتے رہے۔ زمانے نے بھی اپنا سفر جاری رکھا۔ انسان نے بھی اس جہان رنگ و بو کی تعمیر و تکمیل جاری رکھی۔ نئی نئی ایجادات کے معجزات تخلیق کرتے اور پھیلاتے رہے۔ مخلوق خدا نے ان سے خوب استفادہ کیا۔ اقوام عالم اس ترقی اور سائنسی دوڑ میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں دن رات کوشاں ہیں۔ مادی ترقی کی رفتار تیز سے تیز تر ہوتی جارہی ہے۔ تعمیر کائنات کا عمل بھی اسی تیزی سے رواں دواں ہے انسانی اقدار اور کردار پر ان حالات و اسباب کا اثر بڑا گہرا پڑتا جارہا ہے۔

۱۰۔ زمینی فاصلے سمٹ گئے۔ فاصلے تسخیر کرنے کے بعد پوری دنیا ایک شہر، ایک ملک، ایک نگر، ایک بستی بن کر ابھری۔ مختلف اقوام، مختلف ممالک، مختلف نظریات، مختلف مذاہب، مختلف نسلوں، مختلف رنگوں پر مشتمل یہ خوبصورت کائنات اور حسین و جمیل انسانوں کا ایک خوبصورت گلدستہ بن کر ابھری۔ گلوبل لائف معرض وجود میں آئی۔ ایک دوسرے ملکوں کو ایک دوسرے کے سیاسی، معاشرتی اور معاشی حالات کو سمجھنے کا موقع فراہم ہوا۔ ہماری زندگی میں ایک جدید، لاجواب اور عظیم انقلاب دنیا میں رونما ہوا۔ مختلف تہذیبوں کا انسائیکلوپیڈیا تیار ہوا۔ دور حاضر کے انسانوں کو ایک دوسرے کو سمجھنے اور پرکھنے کا موقع ملا، انسانیت پر مشاہدات کے دروازے کھل گئے۔ دنیا بھر کے انسان ایک دوسرے کے قریب ہو گئے۔ ترقی یافتہ اقوام اور غیر ترقی یافتہ اقوام ایک دوسرے کے گلے ملیں۔ ترقی یافتہ، ترقی پذیر اور غیر ترقی یافتہ ہر قوم، ہر ملت اور ہر ملک کے انسانوں کو اپنے اپنے مقام سے آشنائی حاصل ہوئی۔ مغربی ممالک کے دانشوروں، مدبروں اور مفکروں نے چند صدیوں پہلے اپنے معاشرے کے زوال پذیر ہونے کے اسباب، واقعات، حالات، اور تمام خرابیوں اور انکی وجوہات کا جائزہ لیا۔ غور کیا۔ فکری کسوٹی پر حالات کو پرکھا۔ قتل و غارت لوٹ کھسوٹ، ظلم و ستم، معاشی اور معاشرتی دہشت گردی، بدامنی، انارکی، اور عدل و انصاف کو روندنے والے تمام حقائق کو ڈھونڈ نکالا۔ انہوں نے معاشرے کے تشکیل نو کا آغاز کیا۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۱۔ مغرب نے علم و حکمت کے موتی چنے اور اکھٹے کیے۔ مسلمان مفکروں اور اسلامی تعلیمات کے نور سے استفادہ حاصل کیا۔ تعلیم کا اعلیٰ نصاب مقرر کیا۔ عدل و انصاف کے پیمانے کو درست کیا۔ معاشرے میں اعلیٰ اقدار کو متعارف کروایا۔ اقوام مغرب کو محنت اور تجسس کا شعور دیا۔ انفرادی زندگی کو معاشی اور معاشرتی عدل میں سے گذار دیا۔ انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی تک کے عوام الناس کو مساوات کا درس دیا۔ اور یکساں تحفظ فراہم کیا۔ معاشرہ امن و آشتی کا گہوارہ بن گیا۔ علمی دنیا میں نام پیدا کیا۔ عملی زندگی کو اپنایا۔ سائنس کی دنیا میں نئ سے نئ ایجادات کو تخلیق کیا اور فروغ دیا۔ دنیا میں صنعتی انقلاب برپا کیا۔ مادی اور مالی خوشحالی حاصل کی۔ اقوام عالم کا برتری کا پرچم انہوں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ دوسری طرف ہمارے سکالروں، مدبروں، مفکروں، دانشوروں، سیاستدانوں، اور حکمرانوں نے ان تمام کی تمام خوبیوں کو پس پشت ڈالا۔ دستور مقدس کی تعلیمات اور ضابطہ حیات کو سرکاری طور پر منسوخ کر کے جمہوریت کے بے دین منشور کو ملک میں نافذ العمل کر کے اسکو پاکستان کا سرکاری مذہب بنا دیا۔ اس شاہی ٹولہ نے چودہ کروڑ عوام کا وہ حشر کیا جسکی تفسیر و تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں۔

۱۲۔ جہاں انہوں نے علمی سائنسی، اور صنعتی ترقی میں انقلاب برپا کیا۔ نئ سے نئ ایجادات کو تخلیق کیا۔ مصنوعات کو وافر مقدار میں تیار کیا۔ موٹر سائیکل سے لیکر کار، جیپ، پجارو، مرسڈیز، لینڈ کروزر تک۔ ٹوتھ پیسٹ سے لے کر برش تک۔ سیون اپ سے لے کر شیزان تک ہر قسم کے مشروبات، ہر قسم کی ادویات، ہر قسم کی سرجری سے لیکر دل کی سرجری تک، پستول سے لیکر رائفل تک۔ توپ سے لے کر ٹینک تک، ایٹم بم سے لے کر نائٹروجن، ہائڈروجن بم تک، راڈار سسٹم سے لیکر میزائیل تک ٹیلیفون سے لیکر کمپیوٹر تک کی تخلیق کی اور بیشمار طرح طرح کی ایجادات سے دنیا کو محو حیرت کر دیا۔ مالی اور مادی خوشحالی پر اجارہ داری قائم کر لی۔ اپنے ممالک میں عدل و انصاف کا میزان قائم کیا۔ محنت کشوں، مزدوروں، ہنر مندوں، کسانوں اور عوام کیلئے محنت و مشقت کے دروازے کھولے۔ انکی اجرات اور محنت کا یکساں توازن قائم کیا۔ ملازمتیں مہیا کیں۔ بیروزگاری کو ختم کیا۔ پاکستان کے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کی طرح سرے محل، رائیونڈ ہاؤسز شاہی پیلسوں، شاہی ایوانوں، رشوت کمیشن کرپشن جاگیروں فیکٹریوں، کارخانوں، ملک تجارت، وسائل، خزانہ، ملکی اور غیر ملکی قرضے آئی۔ ایم۔ ایف، کے قرضے، لوٹنے اور طبقاتی تفاوتی شاہی تنخواہوں، سرکاری سہولتوں، عیش و عشرت کی زندگی کے تباہ کن معاشی اور معاشرتی کلچر کو نہ رواج دیا اور نہ فروغ دیا۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۳۔ جہاں وہ مالی اور مادی خوشحالی کی خوبصورت اور دلکش تتلی کو پکڑنے میں مصروف اور محو ہو گئے۔ وہاں مغربی اقوام گھریلو اور خانگی زندگی کو تباہ و برباد کرتی چلی گئیں۔ صنعتی ترقی اور پیداوار کا ہدف پورا کرنے کے لئے عورت کو گھر سے باہر نکال کر کارخانوں، فیکٹریوں، دفتروں اور مردوں کے ساتھ ہر شعبہ میں لا کر کھڑا کر دیا۔ مغربی معاشرہ نے بچی، بیٹی، بہن، کو سن بلوغت تک پہنچتے ہی اسکو اپنی کفالت حاصل کرنے کیلئے فیکٹریوں، کارخانوں، دفتروں، اور زندگی کے ہر شعبہ میں روزگار تلاش کرنے اور حاصل کرنے پر مجبور کر دیا۔ دراصل انہوں نے عورت کو عوامی زندگی کی زینت بنا دیا۔ اس تہذیب و ثقافت کے یہ دلدادہ لوگ، ہر جگہ، ہر وقت، ہر گھڑی عورت کو اپنے پہلو میں دیکھنا چاہتے۔ عورت کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے گھر سے باہر نکلے۔ نفسا نفسی کا دور شروع ہو گیا۔ مادہ پرستی، جنس پرستی کے اس عمل نے عیسیٰ علیہ السلام کے مذہبی نظریات کے خلاف انہیں جنسی گمراہی اور اخلاقی تباہی سے ہمکنار کر دیا۔

۱۴۔ ان کی تہذیب نے ایک نیا رخ اختیار کر لیا۔ کوئی مرد اپنی بیٹی، بہن، بیوی اور ماں کا معاشی بوجھ اٹھانے کے لئے تیار ہی نہ رہا۔ مرد و زن کا ملاپ جنسی آزادی کو فروغ دیتا چلا گیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ اخلاقی جرائم اپنے عروج کی منازل طے کرتے رہے۔ جنہوں نے خانگی اقدار کو بدل کر رکھ دیا۔ ازدواجی زندگی کا ذائقہ ہی بدل دیا ہے۔ وہ ماں، بہن، بیٹی، کے تقدس کے رشتہ کے آداب، اور فطرتی محبت کے جذبوں کو بری طرح پامال کر چکے ہیں۔

۱۵۔ پوری مغربی دنیا یعنی یہودیت اور عیسائیت اپنے اپنے پیغمبران کی تعلیمات سے دور سے دور ہوتی گئی۔ انہوں نے موسیٰ کلیم اللہ اور عیسیٰ روح اللہ جیسی پاک و طیب ہستیوں کی الہامی کتابوں سے فرار کا راستہ اختیار کر لیا۔ جس کی وجہ سے ان کی گھریلو زندگی عزت و ادب، مہر و محبت، ایثار و نثار اور اخوت جیسی آسمانی رحمتوں کے فطرتی انعامات سے بھی محروم ہو گئیں۔ وہ اپنی الہامی کتابوں کی نافرمانی اور بے حرمتی کرنے میں مصروف ہیں۔ اور مقبول و محبوب پیغمبران یعنی حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ جیسی طیب ہستیوں سے مذہبی، روحانی نسبت، عملی وابستگی، عقیدت ختم ہو گئی۔ اور انکی تعلیمات سے منحرف اور باغی ہو چکے ہیں۔ وہ عورت جیسے آسمانی پاکیزہ تحفے کے حقوق، اسکی حرمت اور تقدس کو پامال کر چکے ہیں۔ وہ اس کی توہین اور بے حرمتی کے مجرم ہیں۔ وہ اس کی عصمت اور اس کی فطرتی پاکیزگی کو روند چکے ہیں۔ وہ بیٹی، بہن اور ماں کو مخلوط پکنک پارٹیوں، رقص و سرود، اور شراب کی محفلوں، اور جنسی آزادی کی بھینٹ چڑھا چکے ہیں۔

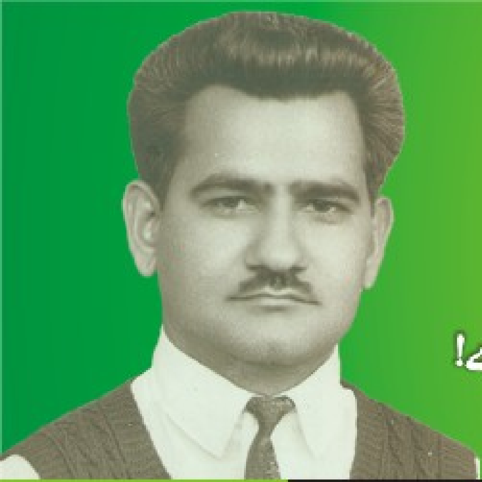

باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

١٦۔ اسلام ایک فطرتی دین ہے۔اسلام جتنا عورت کو احترام اور عزت سے نوازتا اور اسکی حرمت کا خیال رکھتا ہے وہ کسی سے چھپا ہوا نہیں۔ وہ عورت کو چادر اور چاردیواری کا تحفظ فراہم کرتا ہے۔اسلام کے نظام میں نفقات کا ضابطہ موجود ہے۔ایک مرد کے لئے یہ لازم اور ضروری ہے۔کہ وہ اپنی ماں، بہن، اور بیوی بچوں کے اخراجات برداشت کرے۔بہن اور بیٹی کی شادی کا فرض ادا کرے۔شادی کے بعد بچے بچیوں کی پیدائش اور آفرینش کی ذمہ داری عورت ادا کرتی ہے۔گھریلو نظام چلاتی ہے۔کھانا پکانا، کھانا کھلانا، کپڑے دھونا، گھر کی صفائی کرنا، بچوں کو سکول بھیجنا ان کی تعلیم و تربیت، ان کی دیکھ بھال کی طرف خصوصی توجہ دینا یعنی ہر قسم کے گھریلو فرائض کو ادا کرتی ہے۔جہاں عورت گھریلو نظام کو سنبھالتی ہے۔وہاں وہ دین محمدی ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں گھریلو زندگی کے معیار اخلاق کو استحکام بھی بخشتی ہے۔عورت بچوں کو انسانی اور ازلی رشتوں کے تقدس سے آگاہ کرتی ہے۔وہ اللہ تعالیٰ کی واحدانیت اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان عظیم سے آنے والی نسلوں کو آشنا کرواتی ہے۔انہیں ان کی عزت واحترام کا درس دیتی ہے۔ان کے خمیر اور ضمیر میں ان جذبوں کو اس طرح گوندھ دیتی ہے۔کہ ان کی فطرت اور جبلت کا حصہ بن جاتا ہے۔ماں باپ بہن بھائی خالہ خالو، پھوپھی، دادی، دادا، نانی، نانا کے قریبی رشتوں سے آشنا کرواتی ہیں۔دینی اخلاقیات کے نور کو ان کے دلوں میں اتارتی ہیں اور بیدار کرتی ہیں۔ان رشتوں سے محبت، اخوت، پیار، شفقت، حاصل کرنے کے آداب سکھاتی ہیں۔استاد، اور بزرگوں کے ساتھ نرمی، پیار سے پیش آنے کی ترغیب دیتی ہیں۔ہمسایوں کے حقوق کے آداب سکھاتی ہیں۔اسلامی اخلاقیات کے اصولوں کی پاسداری اور ان کی اطاعت کا درس دیتی ہیں۔عورت کی زندگی اسلامی طرز حیات میں گھریلو نظام کی ایک اہم کڑی ہے۔عورت گھر اور معاشرے کی تشکیل کا بنیادی رکن ہے۔عورت محبت کا چشمہ ہے۔خاندان اور کنبہ کے افراد اس سے سیراب ہوتے رہتے ہیں۔ماں کے اٹھے ہوئے اولاد کے لئے دعا کے ہاتھ بارگاہ الٰہی سے کبھی مایوس نہیں لوٹائے جاتے۔

١٧۔ اسلام نے عورت کو جہاں اس کا عظیم معاشرتی حق عطا کیا ہے۔وہاں اس کو معاشی استحکام بھی بخشتا ہے۔بیٹوں کی طرح بیٹی کو بھی ماں باپ کی جائیداد کا وارث بنایا ہے۔جو عزت و احترام۔ادب، تحفظ اور شان، اسلام کے ضابطہ اخلاق نے عورت کو بخشا ہے۔اس کی مثال کسی بھی مذہب، کسی نظریہ کسی تہذیب کسی بھی معاشرے میں نہیں ملتی۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۸۔ مغرب کے مہذب اور شاہکار معاشرے نے عورت کی گھریلو زندگی چھین لی ہے۔ اس سے پاک، طیب، پرسکون ازدواجی زندگی بھی چھین لی ہے۔ عورت کو انہوں نے خاندانی رشتے ناطوں سے محروم کر دیا ہے۔ اس سے ماں کی مامتا لوٹ لی ہے۔ عورت سے محبت کے تمام مقدس رشتے ناطے ختم کر دیئے ہیں۔ اس کو جنسیات کا ایندھن بنا دیا ہے۔ اس کو معاشیات کے حصول میں گم کر دیا ہے۔ اس کو کلبوں کی زینت بنا دیا ہے۔ اس کو اخلاقی جرائم اور ناجائز اولاد پیدا کرنے کی مشین بنا چکے ہیں۔ مغرب کی علم بردار تہذیب اور مہذب سکالروں نے عورت کو پبلک پراپرٹی بنا دیا ہے۔ اخلاق کے مفکرین نے ان کے حقوق پر ان کی عزت پر ان کی عصمت پر ان کی حفاظت پر ان کی ازدواجی زندگی پر ان کی چادر اور چار دیواری پر آزادی نسواں کے نام پر ایسا ڈاکہ ڈالا۔ ایسا ظلم کیا۔ ایسا روندا۔ ایسی بے حرمتی اور توہین کی۔ جو انسانیت کے نام پر ایک بدنما داغ ہے۔ جس سے ازدواجی اور معاشرتی زندگی تباہ و برباد ہو کر رہ گئی ہے۔ اس کی اجازت کسی بھی آسمانی صحیفہ نور یعنی زبور، توریت، انجیل اور قرآن مقدس میں نہیں ملتی ہے۔ بلکہ ہر قوم، ہر ملت اپنے اپنے پیغمبران کی تعلیمات کے خلاف کھلی جنگ میں مبتلا ہو چکی ہے۔ پاکستان میں بھی چند مغرب پرست جمہوریت کے سکالر اور دانشور حکومتی سطح پر اس جنگ کو لگانے بھڑکانے اور تباہ کن معاشرتی کینسر کو آزادیٔ نسواں کے نام پر پھیلانے میں مصروف ہو چکے ہیں۔ ٹی۔وی اور نشر و اشاعت کے تمام ادارے انکے تصرف میں ہیں۔ ملک کی تمام سیاسی جماعتیں اور خاص کر اسلامی نظریاتی جماعتیں اسلام کی روح کو مسخ ہوتے اپنی عقلی اور باطنی نگاہ سے دیکھتی قرآن پاک کی تعلیمات کو پاش پاش اور مسخ ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھے جا رہی ہیں۔ ملت اسلامیہ ان چند بے دین مغربی سرکاری سکالروں، دانشوروں، مفکروں، سیاستدانوں اور حکمرانوں کا ملک نہیں۔ ان میں سے بیشتر نیک دل مسلمانوں اور ۷۰ فیصد کسانوں اور ۲۹ فیصد دیندار، مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور عاشقان رسول ﷺ کے عوام کا ملک ہے۔ عورت کے حقوق اسلام سے بہتر نہ کسی کے پاس ہیں اور نہ ہی کوئی ادا کر سکنے کی سوچ سکتا ہے۔ جمہوریت کے بے دین نظام اور اسکے پیروکاروں سے نجات حاصل کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

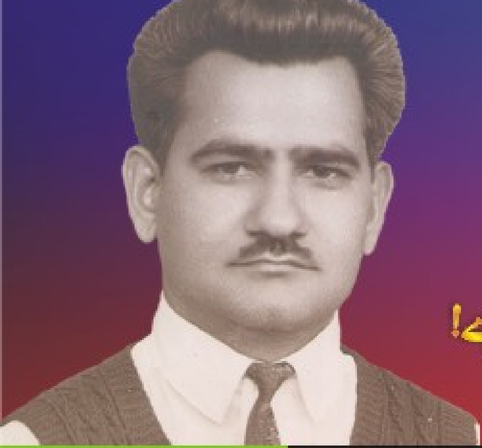

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۹۔ تمام مغرب نے ان الہامی کتابوں کی تعلیمات اور ضابطہ اخلاق کو ترک کر کے دور حاضر کے اخلاقیات کے مفکرین کے اخلاقی اصولوں کی پیروی کی۔ وہ گناہ گاری، حرام کاری، زنا کاری، شراب نوشی اور ہوس پرستی، نفس پرستی کے بدترین ناپاک اور نجس اخلاق اور اعمال کو اپنا بیٹھے ہیں۔ اس باطل، غاصب، بے دین نئی تہذیب اور اخلاقی پستی کو پورے مغرب میں پھیلا دیا ہے۔ انکے جمہوری دانشوروں اور حکمرانوں نے اس طرز حیات کو قانونی تحفظ فراہم کیا۔ جس سے گھریلو زندگی اور گھریلو امن و سکون نیست و نابود ہو کر رہ گیا ہے۔ بدقسمتی سے اس بدترین اخلاقی پستی کے کینسر کو اپنی تہذیب کا شاہکار عمل تصور کرنے لگے۔ ان کی اس آزادیٔ نسواں نے ہوس پرستی، نفس پرستی، جنس پرستی، اور نئی نسل کے نوجوانوں کے لئے لذت گناہ کا حسین و جمیل اور دلکش ماحول اور حالات و واقعات میسر کئے۔ پورا یورپ مخلوط معاشرے کی لپیٹ میں آ گیا۔ عورت کے قیمتی وجودی اثاثے یعنی شرم و حیا اور فطرتی مال و متاع کو بڑے دھوکہ سے لوٹ لیا۔ مرد و زن ازدواجی زندگی کے انعامات سے محروم ہو گئے۔ مذہبی ازدواجی اقدار ایک ایک کر کے دم توڑتی گئیں۔ ازدواجی زندگی عدم دلچسپی کا شکار ہو گئی۔۔ مغربی مفکرین اور دنیا کے جدید مہذب معاشرے نے دل و دماغ پر جنسی گمراہی کی تاریک پٹی باندھ لی ہوئی ہے۔ مغربی معاشرہ مذہب کی نورانی تعلیمات کو ترک کر کے ظلمات اور گمراہی کی عبرت ناک منزلیں طے کرنے لگا۔ چادر و چار دیواری، حیا، شرم، طیب زندگی اور ازدواجی زندگی کے انعامات اور فطرتی امن و سکون کی لامتناہی دولت سے محروم ہو چکا ہے۔ پاکستان کے بیشتر سرکاری دانشور، مدبر، سکالر جو کلبوں میں شراب و کباب اور مغربی تہذیب کے نظام کے رسیا ہیں۔ اور حکومتی مشینری کے کرتا دھرتا ہیں۔ جو رشوت، کرپشن، کمیشن، شراب، کباب اور ہر علت سے دوچار ہیں۔ وہ جمہوریت کے سائے تلے ملک و ملت کو اس مخلوط معاشرے کے بے دین دوزخ میں دھکیلتے جا رہے ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

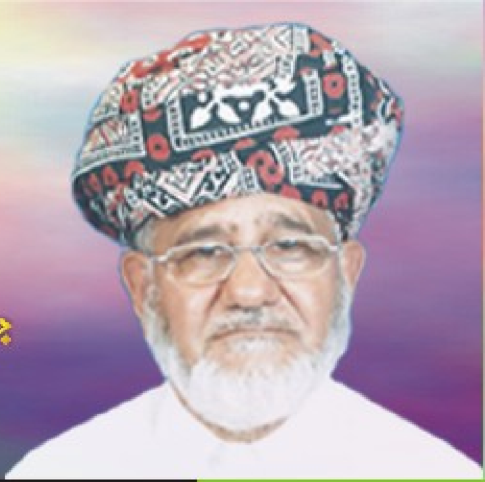

یہودیت، عیسائیت، اور اسلام کی روشنی میں عورت کا مقام

۲۰۔ جمہوریت اور اسکے منتظمین سے نجات حاصل کرنا ہزار سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔اسی جمہوریت کی وجہ سے ملک خداداد پاکستان سے عورت کی حرمت کو جو ہمارے دین اور معاشرے کا اہم ترین جزو اور بنیادی فریضہ ہے۔اس کو انتہائی مغربی انداز سے پس پشت ڈالنے کی سازش جمہوریت کے اسی لعنتی رائج الوقت نظام کی وجہ سے ہے۔اور اللہ تعالٰی کا نظام جس میں عورت کو چادر اور چاردیواری کا تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔اس کو توڑنا خدا اور رسول ﷺ سے جنگ کے مترادف ہے۔ اسلام کی بنیادی خوبی یہ ہے کہ اسلام پہلے معاشرے میں ماحول اور ایسا سسٹم پیش کرتا ہے۔اور اسکے تحفظ کا پورا بندوبست کرتا ہے۔اسکے بعد اگر کوئی فرد اسکی خلاف ورزی یا دیدہ دانستہ اسکو توڑتا ہے۔تو پھر اسلامی قانونی ضابطہ کے مطابق اسکی سزا سے اس بداعمالی کا قلع قمع کرتا ہے۔پاکستان میں حقوق نسواں کو مسخ اور سلب کرنے کا عمل جمہوریت کے مذہب کے پجاریوں کا حصہ ہے۔مسلم معاشرہ امن وسکون اور پاکیزگی کی آماجگاہ ہوتا ہے۔اس میں اجتماعی زیادتیوں اور کسی قسم کا عورتوں سے ظلم و تشدد کے متعلق سوچا بھی نہیں جاسکتا۔پاکستان میں نہ اسلامی روح ہے، نہ معاشرہ، نہ اسلامی قانون اور نہ ہی اسلامی حکومت۔یہ تمام بے ضابطگیاں اور عورتوں کے ساتھ ظلم وتشدد اور بدترین ناروا سلوک جمہوریت کے مذہب کی پیداوار ہے۔اسلام تو مستورات کیلئے دنیا میں سب سے بہترین ضابطہ حیات عطا کرتا ہے۔جس میں عورتوں کی بھلائی ہی بھلائی ہے۔عورتوں کی عزت، احترام، ادب اور انکی خدمت اسلام کی اصل روح ہے۔جمہوریت کا راستہ روکنا اور دین مقدس کا اجراء اصل میں دنیاء عالم کی مستورات کے تحفظ کا راستہ ہے۔

۲۱۔ مغربی معاشرے کا انسان حیوان ناطق ہونے کے باوجود جنسی درندہ بن چکا ہے۔مغربی دانش وروں، اخلاقی مفکروں اور حکمرانوں نے مل کر مذہب کی الہامی تعلیمات اور روحانی فیوض کے خلاف آزادی نسواں کے نام پر ایک ایسی جنگ جیتی۔جس سے عورت کی عظمت کو روندڈالا۔اس سے اس کے بنیادی اور فطرتی حقوق چھین لئے۔انہوں نے اس کے معاشی حقوق ادا کرنے، اس کے نان ونفقہ کو برداشت کرنے اس کو چاردیواری اور گھریلو زندگی کو تحفظ فراہم کرنے اس کے وراثت کے حقوق ادا کرنے اس کی عصمت وحیا کو محفوظ کرنے سے فرار کا راستہ اختیار کرلیا ہے۔کیا کوئی اہل پاکستان باضمیر مسلمان اپنی بیٹی، بہن، ماں، بیوی یا کسی مستورات کو آزادی نسواں کے نام پر ان جنسی درندوں کی تنہائیوں میں انکے ماتحت ان کے سپرد کرنا چاہتا ہے۔کیا مخلوط معاشرے سے ہی مستورات سے کام لیا جاسکتا ہے۔کیا تعلیم، صحت، گارمینٹس وغیرہ کے ڈیپارٹمنٹ میں بچے، بچیوں اور مستورات کی تعلیم وتربیت صحت اور کپڑوں کی سلائی کے الگ شعبے انکے سپرد کرنا دین اور دنیا کی بھلائی نہیں۔ان ظالم بے دین درندوں کے دن گنے جاچکے ہیں۔اب انکا اور انکی بداعمالیوں کا حساب چکانے کا وقت انکے دروازے تک آن پہنچا ہے۔

۲۲۔ دین کے اخلاق کی صداقتیں اذلی اورابدی ہیں۔وہ اخلاقیات کے مفکروں کے زیر اثرنہیں ہوتیں۔وہ ان کے اخلاقیات کے متضاد اور ماوراہوتی ہیں۔مذہب کے اصولوں سے روگردانی، انسانیت کوگناہ ساز اورگناہ پرورزندگی سے دوچار کردیتی ہے۔اس خوفناک اورعبرت ناک سانحہ کاعذاب ان پرلازم ہوجاتا ہے۔وہ نفسانی خواہشات اورذہنی آسودگی کی آگ میں جلتے ،سلگتے اوربھسم ہوتے رہتے ہیں۔وہ اللہ تعالیٰ کے احسان اورشفقت سے محروم ہوجاتے ہیں۔وہ دین یامذہب کے خلاف جنگ میں مبتلا ہوجاتے ہیں ان سے دینی اورمذہبی تعلیم کی افادیت کی تاثیرختم ہوجاتی ہے۔۔ایک پیغمبر کے بتائے ہوئے اخلاق حمیدہ اورایک مغربی مفکریا دانش ورکے اخلاقی منشور میں واضح فرق ہوتا ہے۔کیا اہل پاکستان حضور نبی کریم ﷺ کا دستورمقدس اورایک مغربی دانشور کاتخلیق کیا ہوا جمہوریت کا بے دین طرزحکومت نعوذباللہ اسکے برابر یاناقص سمجھتے ہیں۔کیا اس وقت ملک کا سرکاری مذہب جمہوریت نہیں۔کیا ملکی تمام تعلیمی ادارے پرائمری سے لیکر پی۔ایچ۔ڈی تک جمہوریت کا بے دین نظام چلانے کیلئے نوکرشاہی، افسرشاہی، منصف شاہی کے دانشور، سکالر، مدبر اورمفکر تیارنہیں کررہے۔اسکے بعد کیا ہم منافق کہلا سکتے ہیں یا مسلمان۔فیصلہ ملک کے تمام سیاستدانوں اورخاص کراسلامی سیاسی جماعتوں کے منصفوں سے کروالیں۔خدا کے عذاب سے ڈرو۔عذاب کیلئے مزید دروازے نہ کھٹکھٹاؤ۔دنیا میں تمہارا کوئی پرسان حال نہیں ہوگا۔اللہ تعالیٰ ہم پررحم فرماویں۔آمین۔

۲۳۔ ایک پیغمبر کی تعلیمات اورایک اخلاقی مفکر کی تعلیمات میں فرق صرف اتنا ہوتا ہے۔پیغمبر ایک آسمانی دنیا کی صداقت کا داعی ہوتا ہے۔جب کہ مفکر اسی دنیا اوراسی معاشرہ کی اصلاح احوال کی بات کرتا ہے۔یا اللہ ایسے مفکرین اخلاق کوراہ ہدایت عطافرما۔خیال والفاظ کے استعمال کواپنے اعمال کے آئینے میں دیکھنے کی توفیق بھی بخش۔تاکہ ہم سب راہ راست اختیار کرسکیں اورنجات پاسکیں۔امین

۲۴۔ پاکستان میں مغربی جمہوریت کا طرزحکومت رائج ہے۔اس نظام حکومت کوچلانے کیلئے ایک مخصوص نظام، سسٹم اورطریقہ کارمغربی دانشوروں کا مرتب شدہ ہے۔ان اصول وضوابط کی روشنی میں ملک کا نظم ونسق چلایا جارہا ہے۔الیکشنوں کے ذریعہ قومی اورصوبائی اسمبلیوں کے ممبران کا چناؤ ہوتا ہے۔اس طرح سینٹ کے ممبران بھی چنے جاتے ہیں۔الیکشن میں کامیاب جماعتیں حکومت کوتشکیل دیتی ہیں۔وزیر، سفیر، مشیر، وزیراعلیٰ، گورنر، وزیراعظم اورصدرپاکستان کے عہدے کامیاب جماعتیں اپنے ممبران کوحکومت چلانے کیلئے ان پرمتعین کرتی ہیں۔جمہوریت کی حکومت کے نظم ونسق کوچلانے کیلئے مغربی سکالروں کا مرتب شدہ ایک مخصوص ضابطہ حکومت متعین شدہ ہے۔اس میں مغربی عیسائیوں کا انتظامیہ اورعدلیہ کا طریقہ کار، یہودیوں کا سودی معاشی نظام، ہندوؤں کا طبقاتی معاشرہ تیارکرنے کا طبقاتی تعلیمی نظام، طبقاتی تعلیمی نصاب اورطبقاتی تعلیمی ادارے اپنے فرائض ملک میں سرانجام دیتے چلے آرہے ہیں۔جمہوریت کے نظام کوچلانے کیلئے الیکشن کے ذریعہ حکومتی ارکان اورکارسرکار کوچلانے کیلئے سرکاری ارکان یعنی نوکرشاہی، افسرشاہی، منصف شاہی اورچودہ کروڑ مسلمانوں کی تعلیم وتربیت ایک مخصوص بے دین تعلیمی نظام اور نصاب کے تحت کرتے چلے آرہے ہیں۔کیا ہم ان تعلیمی اداروں سے آنیوالی مسلمان نسلوں کا اسلامی تشخص تیار کررہے ہیں یا انکو عیسائی، یہودی رائج الوقت کلچر اورہندو نظریات کے سکالر، دانشور اورمدبر بناتے چلے آرہے ہیں۔

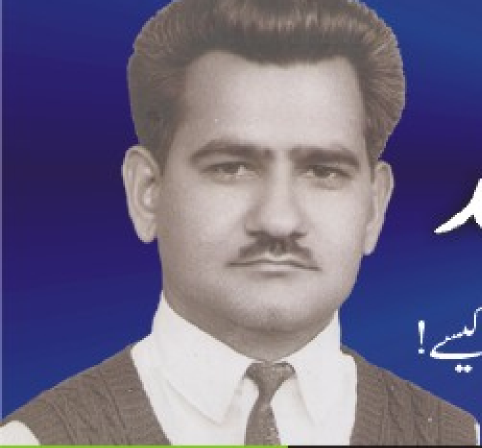

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۲۵۔ پاکستان کے تمام تعلیمی ادارے چودہ کروڑ مسلمانوں کو عیسائیوں، یہودیوں اور ہندوؤں کے نظریات کے سکالروں کی سرکاری طور پر تعلیم وتربیت کرنے میں مصروف ہیں۔ سکولز سے لے کر کالجز تک اور اکیڈمیوں سے لیکر یونیورسٹیوں تک۔ ادنیٰ ارکان سے لیکر اعلیٰ افسران تک۔ انتظامیہ کے سکالروں سے لیکر عدلیہ کے دانشور اور معاشیات کے مدبر تک، معاشرتی اقدار سے لیکر تباہ کن مخلوط معاشرے کے مفکروں تک تیار ہوتے ہیں جو حکومتی نظم ونسق چلاتے چلے آرہے ہیں۔ کیا ہم مسلمان ہیں۔ جنہوں نے دستور مقدس اور اسکی تعلیمات کو سرکاری طور پر ملک میں رائج نہیں کیا۔ اسکے برعکس جمہوریت کا کالا مذہب امت محمدی ﷺ پر مسلط کر رکھا ہے۔ کیا یہ اسلامی سٹیٹ کہلا سکتی ہے؟ کیا ہمارے سیاستدان اور حکمران مسلمان ہیں جو چودہ کروڑ مسلمانوں، اہل اسلام کے دینی، روحانی نظریات کے فیض کے چراغ بجھا رہے ہیں اور اسلام دشمن طاقتوں کے گھر گھی کے چراغ جلا رہے ہیں؟۔

۲۶۔ جمہوریت کے نام پر مسلمانوں کے ساتھ ایک خطرناک سازش کی جارہی ہے۔ مسلمانوں کو قرآن پاک کی تعلیمات، دینی نظریات اور اسکے آئین کو پاکستان میں سرکاری طور پر منسوخ معطل اور مسترد کیا ہوا ہے۔ ہماری تعلیم، ہمارا نصاب تعلیم، ہمارے تعلیمی ادارے۔ ہمارا کردار، ہمارا روزمرہ زندگی کا نظام، ہمارا اخلاق، ہمارا ملی کریکٹر ان مختلف مذاہب کے سکالروں کی تعلیمات کی روشنی میں سرکاری سطح پر پورے جبر اور قانون کی نوک پر ۱۹۴۷ سے لے کر آج تک تمام حکمران اپنی حکومتیں قائم دائم رکھنے اور چلانے کے لئے انہی تعلیمی اداروں سے ملت اسلامیہ کے نونہالوں کی نشوونما کرتے چلے آرہے ہیں۔ وہ جان بوجھ کر اسلامی طرز حکومت اور اسلام کی روشنی میں ایک تعلیمی نصاب ملک میں قائم کرنے سے گریزاں ہیں۔ یہ غاصب، جابر اور ظالم چھ سات ہزار افراد پر مشتمل جاگیردار، سرمایہ دار سیاستدانوں کا ٹولہ چودہ کروڑ مسلمانوں کے گلے میں جمہوریت کا پھندا ڈال کر اپنی حکومتوں کی زنجیروں میں جکڑ کر اور اقتدار کی ٹکٹکی پر لٹکا کر بڑے ظلم وستم اور جبر وتشدد کے ساتھ مسلمانوں کو عیسائی، یہودی، ہندوازم، کے نظریات کا معاشرتی لباس پہنا کر ملت کا کفر اور منافقت کا تشخص تیار کرتے چلے آرہے ہیں۔ سکول، کالج، یونیورسٹیاں، اور اکیڈمیاں مسلمانوں کی تعلیم وتربیت اور نظام حکومت چلانے کے بے دین، مفکر، مدبر اور دانشور تیار کرتی چلی آرہی ہیں۔

۲۷۔ کیا پاکستان کے سیاستدان اور حکمران ان جمہوریت کے تعلیمی اداروں سے تیار کردہ نوکر شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کے سکالروں، دانشوروں اور مدبروں کی گرفت میں مقید نہیں ہو چکے۔ کیا اس جہالت اور ظلمات کے علوم سے لاعلم ہونا بہتر نہیں۔ اللہ کے بندو اللہ کے نور کی تعلیمات سے استفادہ کرو۔ تا کہ تمہیں پتہ چل سکے کہ توبہ کہاں کرنی ہے اور شکر کہاں ادا کرنا ہے۔ کیسے لوگ ہو کہ جہاں توبہ کرنی ہوتی ہے وہاں شکر ادا کرتے رہتے ہو اور جہاں شکر ادا کرنا ہوتا ہے وہاں توبہ کا دروازہ کھٹکھٹاتے رہتے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرماویں۔ امین

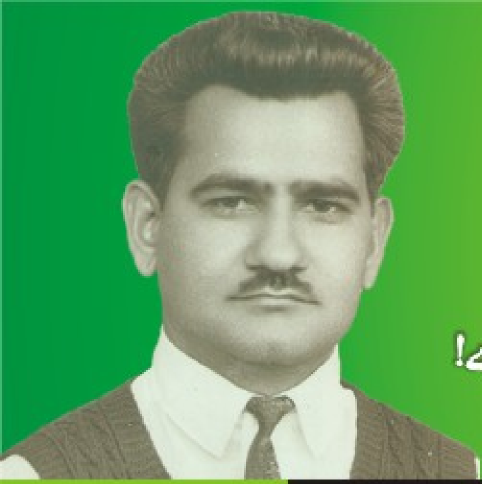

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۲۸۔ مغرب کی تعلیم وتربیت کے زہر اور تہذیب وتمدن کے کینسر کے جراثیموں نے افسر شاہی، نوکر شاہی اور منصف شاہی، سیاستدانوں اور حکمرانوں کو اپنی لپیٹ میں لے کر دینی نظریات کی اہمیت، عظمت اور افادیت سے محروم کر رکھا ہے۔ پاکستانی نسلوں کو تعلیمی نظام، ملکی نظام، انتظامی نظام، عدالتی نظام، سرکاری نظام، معاشی نظام، معاشرتی نظام، مخلوط تعلیمی نظام کی تربیت، ۱۹۴۷ سے لے کر آج تک سرکاری سطح پر اسی سسٹم اسی نظام اور اسی تعلیمات کی روشنی میں ان کے کرداروں کی تشکیل کرتے چلے آرہے ہیں۔ مغربی مفکرین کی نان کرسچن جمہوریت، مادہ پرست دانش وروں کا معاشی نظام اور ہندوازم کے طبقاتی نظام کو ملت اسلامیہ پر سرکاری طور پر نافذ کر کے مسلمانوں کو ان کے نظریہ قرآن پاک اور اس کے تعلیمی اثاثے سے محروم کرتے جارہے ہیں۔ مسلمانوں کو دینی تعلیم مجلس شوریٰ کا اسلامیم جمہوریت کا طریقہ کار، اسلامی معاشی نظام، اسلامی طرز حیات، اسلامی تعلیمی نصاب، انتظامی طریقہ کار اور اسلامی طرز عدل کے الہامی اور روحانی ضابطہ حیات کو چلانے کے قوانین کے منشور سے الگ کر رکھا ہے۔ کیا اہل پاکستان مسلمان ایسی عدل کش عدلیہ جس میں ہر وقت رشوت، سفارش اور حکمرانوں کے حکم اور خوف سے، لائق، نالائق وکیلوں کے دلائل سے، امیر وغریب کی استطاعت سے روزانہ قانون بدلتے رہیں۔ ایسے بد دیانت منصف سکالروں اور ایسی باطل جمہوریت کی عدلیہ پر لعنت بھی اور ان کیلئے معافی اور رحمت کی دعا بھی۔ یا اللہ اس پیاری امت کو ان دینی، دنیاوی غاصبوں سے اور انکی اینٹی کرسچن جمہوریت کی زنجیروں سے نجات اور آزادی عطا فرما۔ امین۔

۲۹۔ یہ کیسی سیاسی جماعتیں ہیں۔ یہ کیسی دینی سیاسی جماعتیں ہیں۔ یہ کیسی قومی اور صوبائی اسمبلیاں ہیں۔ یہ کیسے ایم پی اے اور ایم این اے ہیں۔ یہ کیسے سینیٹ کے ممبران اور چیئرمین ہیں۔ یہ کیسی انتظامیہ اور کیسی عدلیہ ہے۔ یہ کیسے حکمران ہیں۔ یہ کیسے مسلمان ہیں۔ جو قرآن پاک کی تعلیمات، ضابطہء حیات اور منشور کو مفلوج ومسترد کیئے بیٹھے ہیں۔ وقت کے تیور بدل چکے ہیں۔ چودہ کروڑ مسلمانوں پر ان گنتی کے چند سیاست دانوں، حکمرانوں اور بے دین منافق، راہزنوں، کی حکومت مزید قائم نہیں رہ سکتی۔ یہ تمام کھلاڑی اور ان کا گھناؤنا کھیل اپنی بساط لپیٹ چکا ہے۔ ان میں سے بیشتر سیاست دان، حکمران، خود اس ورثہ میں ملے ہوئے باطل، غاصب اور بے دین، منافق، غیر اسلامی قوانین اور طرز حکومت، اور غیر اسلامی طرز حیات کی اذیتوں سے نجات کا راستہ تلاش کرنے میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس مقدس خواہش کو ان کے نصیب کا حصہ بنادے۔ آمین۔ اس ملک کے اصل حکمران نوکر شاہی، افسر شاہی اور منصف شاہی کے بے دین دہشت گرد ہیں۔ مغربی جمہوریت کے کلچر کے گرو، سکالر، دانشور، مدبر ہیں جو ملک کی تمام باطل قوانین، پالیساں مرتب کرتے اور نافذ کرتے آرہے ہیں۔ جن کو پاکستان کے اعلیٰ طبقاتی تعلیمی ادارے مغربی جمہوریت کے نظام کو چلانے کیلئے پرائمری سے لیکر یونیورسٹیوں تک تربیت کرتے آرہے ہیں جو ملک کا نظم ونسق ۱۹۴۷ سے سنبھالے بیٹھے ہیں۔ جو ملک میں کینسر کی طرح پھیلے اور ملکی خزانہ دیمک کی طرح چاٹتے چلے آرہے ہیں۔ انگریزی زبان کی تلوار ہاتھ میں تھامے سیاستدان ہوں یا سیاسی حکمران یا مارشل لا کے فوجی حکمران۔ کوئی بھی ہو وہ انکو اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں۔ یہ تمام حکمران بڑے فاتح انداز میں آتے ہیں۔ یہ بھی بڑے پرتپاک انداز میں انکو خوش آمدید کہتے ہیں اور بڑے ہی ذلت آمیز اور شرمناک طریقہ سے الوداع کرتے چلے آرہے ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

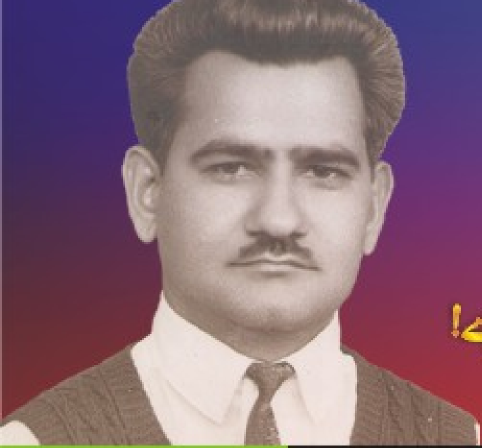

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۳۰۔ اس نیم مارشل لاحکومت نے پاکستان کی تاریخ میں پہلی باران کرپٹ، رشوت خور، کمیشن خور، ملک کے معاشی دجالوں کو احتساب کے کٹہرے میں لاکھڑا کیا ہے۔انکی عیش وعشرت اور کرپشن کا کیا تذکرہ انکے خدمتگار پٹواریوں کی کروڑوں کی جائدادیں منظر عام پر آچکی ہیں اور مارشل لاحکومت نے ضبط کی ہیں۔ایک ڈپٹی کمشنر، ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر، اسسٹنٹ کمشنر اور تحصیلدار کے پاس تحصیل سے لے کر ضلع تک کتنے پٹواری ہوتے ہیں۔کرپشن مافیا ملک میں کیسے کام کرتا ہے۔کاروں، کوٹھیوں اور عیش وعشرت کی زندگی کیسے گذارتے ہیں۔ ملک کا ہر فرد اس سے آشنا ہے یہ اس احتساب سے پھر بچ نکلنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ورنہ ملک کے تمام قرضے صرف ان ہی کی کرپشن سے تیار کی جائیدادوں سے اتر سکتے تھے۔یہ صدا بہار پالیسی ساز جمہوری قانون دان، دستور مقدس کے خلاف اب مخلوط معاشرے کی تشکیل کا تباہ کن کام بڑی تیزی سے آگے بڑھائے جارہے ہیں۔یہ باطل جمہوریت اور اقتدار کی تلوار سے دین مبین کی تعلیمات اور اسکی تمام اقدار کو پاکستان سے یکے بعد دیگرے منسوخ اور مسترد کرتے اور مغربی تہذیب کی بے دین اقدار کو ملت اسلامیہ پر نافذ کئے جارہے ہیں۔ان مغربی ایجنٹوں کا حساب بیباک ہونے کا وقت انکے سر پر آن کھڑا ہے۔یا اللہ انکو کفر اور منافقت کے عمل سے نجات عطا فرما۔امین۔

۳۱۔ ملک کے تمام غاصب جمہوریت کے سکالروں، معاشیات کے مدبروں، طبقاتی تعلیم اور طبقاتی معاشرے کے دانش وروں کا ملک پر مکمل قبضہ ہے۔انگریزوں کے پالتو سیاست دانوں، حکمرانوں کو وراثت میں ملے ہوئے غیر اسلامی حکومتی نظام اور غیر اسلامی سسٹم کو ملک میں چلانے والی سرکاری مشینری نے پوری ملت کا شعور، اس کی صلاحیتوں، اور فطرتی خصوصیات کو مفلوج اور تسخیر کر رکھا ہے۔انہوں نے آج تک اسلامی مملکت میں اسلامی آئین کے مطابق اسلامی ضابطہ حیات کو ملک میں رائج اور نافذ العمل نہ ہونے دیا کیونکہ وہ پاکستان میں کسی اور تہذیب وتمدن اور ثقافت کے ایجنٹ ہیں۔وہ ملک کے بجٹ، خزانہ اور وسائل پر پوری طرح قابض ہیں۔وہ شاہی تنخواہوں، شاہی سرکاری سہولتوں، شاہی محلوں، شاہی سرکاری گاڑیوں، سرکاری شاہی خرچوں، رشوتوں، کمیشنوں، کرپشنوں کے بے تاج بادشاہ چلے آرہے ہیں۔حکمران مختصر سے وقت کے لئے آتے اور چلے جاتے ہیں۔ ہر حکمران کو یہ سرکاری مشینری کے ادنیٰ اہلکار سے لیکر اعلیٰ افسر شاہی، منصف شاہی تک کے بے دین سکالر وراثت میں ملتے جاتے ہیں۔۱۸۵۷ سے لے کر ۱۹۴۷ اور ۱۹۴۷ سے لے کر آج تک ان اسلام کش باطل جمہوریت کے کلچر کے دہشت گردوں کو دوام حاصل رہا ہے۔ان سکالروں، دانشوروں سے ملک وملت کو نجات دلانا ازبس ضروری ہے۔ پاکستان میں جمہوریت کے مذہب کے تمام اعلیٰ طبقاتی تعلیمی ادارے ان کی تربیت گاہیں ہیں۔جن کے شاہی اخراجات صرف اور صرف یہی لوگ ادا کر سکتے ہیں۔انکی تعلیم وتربیت کے لحاظ سے یہ بات مسلمہ ہے کہ انکے نزدیک نعوذ باللہ اسلام کا نظام ایک فرسودہ اور ناقابل عمل ضابطہ حیات ہے۔وہ اس بات سے اچھی طرح آگاہ ہیں کہ اسلام کے نفاذ کے بعد ان کی طرح طرح کی عیاشیوں اور ہر قسم کی لوٹ مار کے دروازے انکے لئے بند ہو جائینگے۔ملت اور ملک کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ ان سے انکے طبقاتی تعلیمی اداروں سے جتنی جلدی ہو سکے نجات کا راستہ اختیار کریں۔تاکہ ملک میں آئین کے مطابق دستور مقدس کا نظام قائم ہو سکے۔امین۔

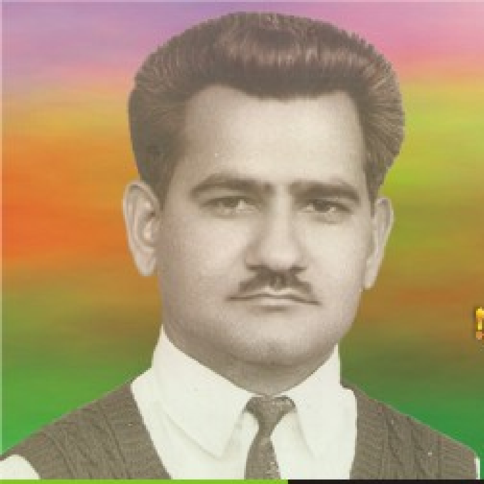

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

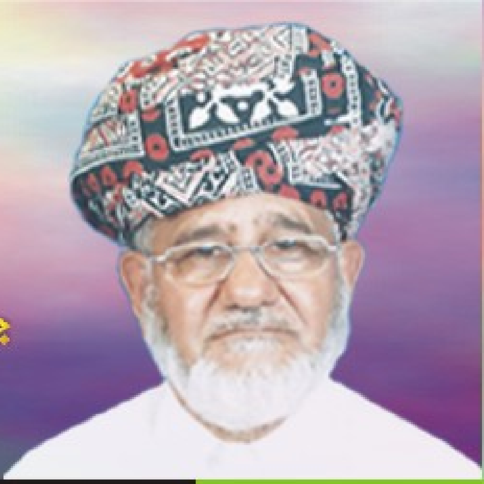

۳۲۔ اسکے برعکس انگریزوں کے تیار کردہ ۱۸۵۷ء کے ایکٹ کے مطابق انگریزوں کے مروجہ جمہوریت کے غیر دینی نظام حکومت، سودی معاشی نظام، طبقاتی معاشی طریقہ کار، کو سرکاری سطح پر رائج کرر کھا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ **ملک** کے اعلیٰ انگلش میڈیم تعلیمی اداروں اور اکیڈمیوں کے فارغ التحصیل ہوتے ہیں ان کو انگریزی زبان پر عبور حاصل ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے آج تک انہوں نے انگلش زبان کو بطور سرکاری زبان چودہ کروڑ عوام کی منشا کے خلاف **ملک** میں رائج اور مسلط کرر کھا ہے۔ جبکہ آئین کے مطابق پاکستان کی قومی زبان اردو ہے۔ حقیقی بات یہ ہے کہ مغربی جمہوریت کے دانشور، سودی معاشیات کے سکالر، طبقاتی معاشی نظام کے دیدہ ور اصل میں انگریزوں، عیسائیوں، یہودیوں اور ہندوؤں کے باطل نظریات کے سفیر، ایجنٹ اور حکومتی نمائندے ہیں۔ جب کہ **ملک** کے ستر فی صدی کسان، ۲۹ فی صدی مزدور، محنت کش، ہنر مند، بیشتر سیاست دان، اور عوام الناس اس انگریزی زبان کو نہ سمجھ سکتے ہیں۔ نہ لکھ سکتے ہیں۔ اور نہ ہی بول سکتے ہیں۔ یعنی چودہ کروڑ عوام کو انہوں نے کانوں سے بہرہ زبان سے گونگا اور شعور سے ماؤف کرر کھا ہے۔ انگریزی زبان کو انہوں نے اپنی اہلیت، قابلیت، دانش وری، اور دیدہ وری کی ایک پہچان بنار کھا ہے۔ ان مغرب زادوں نے ۱۹۴۷ء سے **ملک** کی انتظامیہ عدلیہ، اور تمام محکموں کا نظم ونسق اپنے قبضے میں لے کر اسلامی ضابطہ حیات کو ملکی اور ملی سطح پر الگ تھلگ کرر کھا ہے۔ پاکستان میں اردو زبان کا نفاذ اور دین کی روشنی میں تعلیم کا ایک نصاب جو دورِ جدید کے تقاضوں کو پورا کر سکے قائم کرنے میں بری طرح حائل ہیں جو ملت کی فلاح کیلئے ازحد ضروری ہے۔

۳۳۔ **ملک**، حکومت، حکمران اور چودہ کروڑ عوام انگریزی زبان اور ان کے شکنجوں میں جکڑے پڑے ہیں۔ انگریزی زبان طبقاتی مغربی تعلیم وتربیت کی بنیادی کڑی ہے اور افسر شاہی کی تمکنت کی نشانی ہے۔ سروس میں آتے ہی سرکاری کوٹھی، ٹیلی فون، مالی، چوکیدار، گن مین، باورچی، سرکاری گاڑی، ڈرائیور، سرکاری پٹرول اور سرکاری عہدے کی سٹیٹ اور بے شمار سہولتیں، ان کی ڈسپوزل پر ہوتی ہیں۔ دنیا کے کسی مہذب **ملک** میں کسی حکمران یا سرکاری اعلیٰ سے اعلیٰ اہلکار کے پاس نہ اتنی بڑی تنخواہیں اور نہ اس قسم کی سہولتیں میسر ہوتی ہیں۔ انہوں نے اقتدار کی نوک پر معاشی اور معاشرتی ہولناک تباہی مچار کھی ہے۔ مغربی ثقافتی، معاشرتی، سماجی، تہذیبی۔ غیر دینی تباہ کن اقدار کو ملکی سطح پر مروج کرر کھا ہے۔ کیا پاکستان اس باطل جمہوریت کے سیاسی کلچر کے حکمرانوں یا انکی بددیانت ظالم نوکر شاہی، رشوت خور جابر افسر شاہی یا بریف کیس مافیا پر مشتمل بدکردار منصف شاہی کے تباہ کن مغربی کلچر کے سکالروں، ظالم دانشوروں اور غاصب مدبروں کیلئے بنایا گیا تھا۔ تاکہ حکمران برسر اقتدار آکر وزارتیں اور **ملک** بیچتے رہیں اور یہ بدبخت عدل وانصاف کے سودے اور حکمرانوں سے اپنے اقتدار کو طول دینے کیلئے تعاون کرتے رہیں۔ جمہوریت اور اسکے منتظمین سے چھٹکارا حاصل کرنا **ملک** میں اسلامائزیشن کیلئے انتہائی ضروری ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۳۴۔ مغرب کی صنعتی، سائنسی ترقی کا راستہ اختیار کرنے، انکے مطابق ملک میں مساوات قائم کرنے، محنت و مشقت کی اجرت میں فرق ختم کرنے ہر کاری سہولتوں میں تفاوت ختم کرنے، معاشرے میں عدل و انصاف قائم کرنے، انسانی حقوق کو برابری کی سطح پر ادا کرنے کی بجائے انہوں نے تو ملک میں اسکے برعکس اور متضاد عدل کش نظام اپنا رکھا ہے۔ وہ تو ملک میں بے حیائی بے شرمی، بدکرداری کے ضابطہ اخلاق کو، جنسی سیکنڈل، ڈاکے، دہشت گردی، تخریب کاری، قتل و غارت، بینک ڈکیتی، فراڈ، رشوت، کمیشن، انتشار، بلیک میلنگ، قانون شکنی کی تشہیر ہر وقت، ہر روز ڈراموں، اخبارات، رسائل ریڈیو، ٹی وی، انٹرنٹ اور تمام ذرائع ابلاغ کے ذریعہ سرکاری اور غیر سرکاری ہر قسم کے طریقہ کار سے مشتہر اور پھیلاتے جا رہے ہیں۔ اور ان اخلاق سوز لغویات کی تشہیر جاری و ساری ہے۔ جس سے آنے والی نسلیں نئے جرائم، نئے ڈاکے، نئے اصولوں، نئے اقسام کے جرائم سے آراستہ اور پیراستہ ہوں گے۔ اور ملکی امن و سکون، انارکی کی آگ میں جلتا سلگتا اور بھسم ہوتا دکھائی دیتا رہے گا۔ جو آنے والی نسلوں کیلئے مہلک ثابت ہوگا۔ جب تک ملک میں ان اخلاق سوز اقدار کے بتوں کو تراشنے کا عمل جاری رہے گا اور ان کی پرستش بھی قانونی طور پر جائز رہے گی۔ ملت کے جسد کو ان کینسر کے جراثیموں سے بچانا اور ان کے علاج معالجہ کا فریضہ حکمت کے وارثوں کا کام ہے۔

۳۵۔ مغرب کی سائنسی اور صنعتی ترقی کی طرف توجہ دینے کی بجائے ہمارے مغربی تہذیب و تمدن کے سکالروں، مفکروں، مدبروں نے ہر معاشی اور معاشرتی برائی کو حکومتی سطح پر مسلط کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔ مغرب نے صنعتی ترقی کا ہدف پورا کرنے اور خوش حال زندگی گذارنے کیلئے ماں، بیٹی، بہن اور عورت ذات کو گھر کی چار دیواری سے باہر نکالا۔ مردوں نے اس کے نان نفقہ کی ذمہ داری اٹھانے سے گریز بلکہ معذرت کر لی۔ سن بلوغت تک پہنچنے تک ان کو روزگار کی تلاش کے لئے گھر کی چار دیواری سے باہر نکالا گیا۔ مردوں کے شانہ بشانہ جوان لڑکیوں نے فیکٹریوں، کارخانوں، سرکاری محکموں اور ہر شعبہ زندگی میں روزگار کی تلاش اور اپنی معاشی ضروریات پوری کرنے کیلئے اور خوش حال زندگی گذارنے کے لئے ملازمتیں کرنا شروع کر دیں۔ مخلوط معاشرہ معرض وجود میں آیا۔ ان کی گھریلو اور خوانگی زندگی مفلوج ہوگئی۔ شادی کا مہذب، سماجی، معاشرتی، ثقافتی اور مذہبی طریقہ کار اور رسومات دم توڑتی گئیں۔ گھر اور ازدواجی زندگی کا پاکیزہ، طیب، روحانی اور فطرتی نظام ریزہ ریزہ ہو گیا۔ جنسی تعلق کی بنا پر فرینڈ شپ کا رواج عام ہوا۔ زبور شریف تو ریت شریف، انجیل مقدس کی تعلیمات کو نظر انداز کیا گیا۔ مذہب کے خلاف گناہ اور جرم کی زندگی کو اپنایا گیا۔ احساس گناہ کا احساس بھی ختم ہوتا رہا۔ عیسائیت کے مذہب کے خلاف شادی کے بغیر بچے پیدا کیے۔ اور چائلڈ ہاؤس میں پرورش کے لئے پہنچا دیئے۔ عورت کے فطرتی تقدس اور اس کی شرم و حیا کی معصوم پاکیزہ اور انمول ضمیر کو آزادی نسواں کا نام دے کر ریزہ ریزہ کر دیا۔ اس کی عصمت کو لوٹا، اور اس کے جسم کو نوچا۔ اس کو پبلک پراپرٹی بنا کر رکھ دیا۔ ازدواجی زندگی کا مذہبی شعور دم توڑتا گیا۔ مغربی معاشرہ گھریلو اور گرہستی اکائی کو بری طرح روند چکا ہے۔ وہاں رشتوں کا تقدس ختم ہوتا جا رہا ہے۔ ماں کی ممتا، بہن، بیٹی اور اولاد کے ادب و محبت کا رشتہ اجڑ چکا ہے۔ عورت سے تقدس کے فطرتی رشتے ماں، بہن، بیٹی، بھائی، باپ اور خاوند چھینے جا چکے ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۳۶۔ مغرب کی عورت تنہائی کا زہر پی رہی ہے۔ وہ کسمپرسی کی حالت میں روتی ہے۔ اس کے پاس آنسو تک نہیں ہوتے۔ وہ زخموں سے چور ہے۔ لیکن اس کی آہ تک موجود نہیں۔ وہ دکھوں میں سلگتی ہے۔ لیکن اس کے دکھوں میں درد اور تپش محسوس کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ وہ اپنے بیگانوں کو پکارتی ہے۔ لیکن اس کے سننے والے کوئی نہیں۔ وہ معاش کی تلاش میں گھر سے نکلی، اور پھر گھر کا راستہ بھول گئی۔ اس کو جنسی درندوں نے گھیر لیا۔ اس نے بچے بچیوں کو جنم دیا۔ اس کے بعد نہ وہ بچے بچیاں ڈھونڈ سکی۔ نہ وہ خاوند تلاش کر سکی۔ نہ وہ ماں کو ڈھونڈ سکی نہ ہی اسے اپنا باپ ملا۔ نہ بھائی بہن مل سکے۔ نہ وہ آسمانی اور خونی رشتوں کے تقدس سے آشنا ہو سکی اور نہ ہی وہ فطرتی الفت، پیار اور محبت کی پیاس بجھا سکی۔ مغرب کے انسان نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات اور رشد و ہدایت کے چراغوں سے علیحدگی اختیار کر کے حیوان ناطق کی جنگل کی زندگی کو اپنا لیا۔

۳۷۔ آج مغربی جمہوریت کے مذہب کے پاکستانی سکالر، دانشور، مدبر، ملت اسلامیہ کے دینی نظام کو آزادی نسواں کے نام پر اسلام کش طرز حیات کو رائج کرنے کے طریقے سرکاری طور پر مسلط کرتے آرہے ہیں۔ یہ کیسے ظالم، منافق ہیں کہ مسلمان کہلاتے ہیں۔ لیکن ملک کا سیاسی طریقہ کار قانون سازی، عدل وانصاف کا ضابطہ سودی مادی معاشی نظام، طبقاتی تعلیمی نظام، طبقاتی معاشرہ کے بے دین جمہوریت کے مذہب کے کالے قانون سرکاری طور پر نافذ کر کے کروڑہا مسلمانوں کو جھوٹ کفر بے حیائی اور منافقت کے عمل کرنے کا پابند اور مقید کئے جارہے ہیں۔ جمہوریت کے کفر کے مذہب کا قلمدان ان غاصب، ظالم بے رحم منافقوں سے چھین لینا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

۳۸۔ ۱۸۵۷ء سے لے کر ۱۹۴۷ تک اور ۱۹۴۷ سے لے کر آج تک ایک مفتوحہ مظلوم پاکستانی مسلم امہ کے ساتھ جو بیت گئی سو بیت گئی۔ ۱۹۴۷ء تک انگریز فاتحین نے مسلمانوں کو جس ظلم واذیت اور بربریت سے گذار دیا۔ اسکا تذکرہ ان کے ظالمانہ کردار سے نفرت اور انتقام کی آگ کو ہوا دیتا اور بھڑکاتا ہے۔ انگریزوں نے ہندوستان کو فتح کیا۔ مغلوں کے آخری حکمران بہادر شاہ ظفر کو رنگون میں قید کیا۔ اور اس کے تینوں بیٹوں کے سر کھانے کی میز پر چن دیئے۔ ہندوؤں اور انگریزوں نے مل کر مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ مسلمان شہروں سے بھاگ کر دور دراز کے علاقوں، گاؤں، پہاڑوں، صحراؤں، میں خانہ بدوشوں کی زندگی گزارنے لگے۔ اور دور دراز کے علاقوں میں چھپ کر زندگی کی اذیتوں کے ساتھ روزگار کی تنگی، اور نان ونفقہ سے محرومی کی زندگی گذارنے پر مجبور ہو گئے۔ انتظامیہ، عدلیہ، تھانے کچہریاں، مسلمانوں کو اور انکے نظریات کو ختم کرنے اور اپاہج بنانے کے لئے قائم کی گئیں۔ جو آج تک اپنا عمل جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ملک میں انگریزی زبان کو سرکاری زبان کا درجہ دیا۔ اپنے قابل اعتماد معاونین کو جاگیریں عطا کیں۔ اور کچھ کے وظائف مقرر کئے۔ مفتوحہ قوم کے لئے ایک خاص قسم کے ظالم اور غاصب قوانین مرتب کئے۔ پولیس مقابلوں میں مسلمانوں کا قتل عام کرتے۔ بے گناہ مسلمانوں کو پکڑ کر بے پناہ تشدد کرتے۔ ہر قسم کی اذیتوں سے گذارتے۔ جس کو چاہتے قانون کا پھندا گلے میں ڈال دیتے۔ جھوٹے مقدمے دائر کرتے۔ بدنصیب منصف ان کے مطابق فیصلے کر دیتے۔ پھانسی پر لٹکا دیتے۔

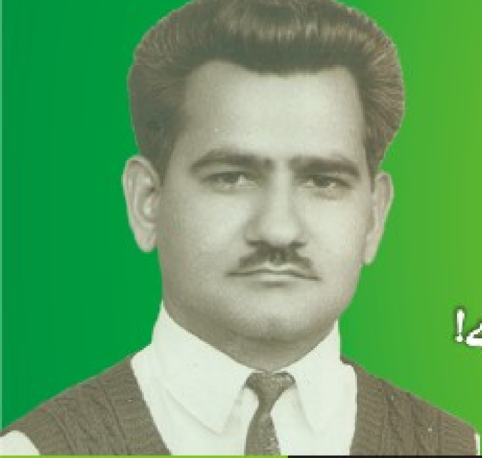

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۳۹۔ بدقسمتی سے آج بھی ہماری انتظامیہ اور عدلیہ وہی ظلم، وہی تشدد، وہی بربریت، وہی جعلی کیس، وہی بوگس فیصلے، وہی تمام پالیسیاں، وہی ظالم پولیس، وہی غاصب جج اسی قسم کے فرائض، وہی صبح سے لیکر شام تک عدالتوں کے دروازوں پر مجرموں کی طرح انصاف کی بھیک مانگنے کا طریقہ، وہی سالہا سال عدالتوں کے چکر، وہی ظالم وکیل، وہی انکا ہر تاریخ پر لوٹنے والا عمل اور وہی عدل کش رشوت پر مشتمل فیصلے۔ پھر اگلی عدالتوں میں اپیلیں۔ وہی وکیلوں کی دوبارہ فیسیں۔ وہی تاریخوں کے عبرتناک زخم۔ وہی انگریز کا مسلط کردہ انسانیت سوز ضابطہ قانون اور اسکے تحت عدالتوں کی کاروائیاں۔ وہی رشوت خور، بددیانت سکالر منصف۔ وہی انصاف کے طلبگار مظلوم عوام۔ پاکستان ۱۹۴۷ء کو معرض وجود میں آیا، وہی انگریزوں کے مسلط کردہ منصف، وہی افسر شاہی۔ وہی نوکر شاہی، وہی سرمایہ دار، وہی جاگیردار، وہی حکمران، وہی نظام وستم، وہی قوانین ملک پر نافذ ہوتے آرہے ہیں۔ انہوں نے آزادی کے بعد بھی انگریزوں کی مغربی جمہوریت کے مادہ پرستوں کا سودی معاشی نظام اور ہندوؤں کا طبقاتی نظام سرکاری سطح پر جوں کا توں جاری رکھا۔ ملک کے تمام سرکاری بے دین تعلیمی ادارے اسی طبقاتی تعلیمی نصاب کو چلاتے اور نوکر شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کی تعلیم وتربیت کرتے آرہے ہیں۔ جو جمہوریت کے نظام حکومت کو چلاتے آرہے ہیں۔ وہی انگریزوں کا پروردہ جاگیردار اور سرمایہ دار سیاستدان ٹولہ حکمران بنتے آرہے ہیں۔ جبکہ ہمارے ہمسائے ملک ہندوستان نے ایسے لوگوں کی تمام جاگیریں، اور املاک ضبط کرلیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ ہندوستان کی طرح ان کی تمام جاگیریں، جائیدادیں، وظائف اور ان کی تمام املاک ضبط کر کے ملک کے خزانے میں جمع کروائی جاتیں۔ ان کے خلاف غداری کے کیس بنائے جاتے۔ ان کو ان کے جرائم کی سزائیں دی جاتیں۔ لیکن ایسا نہ ہوسکا۔ ان کے ہاتھ سیاست اور حکومت تک رسائی حاصل کرگئے۔ جو ملک وملت کی تباہی کا باعث بنتے جارہے ہیں۔

۴۰۔ انہوں نے کروڑہا عوام کو بری طرح ظلم وبربریت کا شکار بنایا۔ انہوں نے طبقاتی تعلیمی ادارے، طبقاتی انگلش میڈیم نصاب، طبقاتی معاشرہ، طبقاتی معاشی نظام اور مخلوط تعلیم کو جاری کر رکھا ہے۔ فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی کی بے دین فوج اپنے معاشی، معاشرتی ظلم وقتال کے جرائم کو تحفظ فراہم کرنے اور اپنی حکومتی اجارہ داری کے سرکاری فرائض کی ادائیگی کے لئے تیار کی جارہی ہے۔ انہوں نے مغربی جمہوریت، کے مذہب کا سیاسی نظام، انتظامی نظام، عدالتی نظام، سودی مادی معاشی نظام، طبقاتی معاشرتی نظام کو ملکی سطح پر سرکاری طور پر نافذ العمل کر کے پوری ملت کے ساتھ بدترین دھوکا اور ظلم کر رکھا ہے۔ اس طرح انہوں نے مسلمانوں کو انکے نظریے، عقیدے، قرآن حکیم کے دستور مقدس سے الگ تھلگ کر دیا ہوا ہے۔ ان منافق سیاستدانوں، حکمرانوں نے افسر شاہی، نوکر شاہی اور منصف شاہی کے ذریعے سرکاری طور پر ملت کو کفر کے نظریات اور غیر اسلامی مغربی طرز حکومت کی پیروی اور دین سے دوری کی منزلوں پر گامزن کر رکھا ہے۔ نعوذ باللہ قرآن پاک اور دستور مقدس کو انہوں نے فرسودہ اور ناکارہ نسخہ سمجھ کر گھروں اور مسجدوں تک محدود کیا ہوا ہے۔ یہ اسلامی تہذیب وثقافت کو کچلتے جارہے ہیں۔ نظریاتی ریاست اور نظریاتی ملت سے اسکی نظریاتی، دینی، قرآنی اور اسلامی نظام حیات کو ختم کرتے جارہے ہیں۔ اسلام قرآن حکیم کے صرف علم کا نام نہیں اس پر عمل کا نام ہے۔ اسلام بیان کرنے کا نام نہیں اس پر عمل کرنے کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا کرنے کی توفیق دے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

ندائے وقت | یہودیت، عیسائیت، اور اسلام کی روشنی میں عورت کا مقام | باب 2 پیرا 45-41

۴۱۔ آؤ مل کر غور وفکر کریں۔ اور درج ذیل نکات کی روشنی میں اپنے ضمیر سے فیصلہ لیں۔ کہ کیا ہم اپنی بیٹی، بہن، ماں، بیوی کو ضروریات کے حصول اور سیاسی برتری کی خاطر سیاست، فیکٹریوں، کارخانوں، ملوں سرکاری اداروں میں مردوں کے شانہ بشانہ آزادی نسواں کے نام پر انکی عزت، انکی عصمت، ان کا پردہ، ان کا احترام، انکا دین سے دوری کا عمل، انکے جنسی تحفظات اور انکے نان نفقہ کے دینی حقوق کو نبھانے کی بجائے ان کو مخلوط مغربی تہذیب کی آگ میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔ مغرب پرست سکالروں، مدبروں، مفکروں، اور دانشوروں جن کی تعلیم وتربیت انہی کے تعلیمی اداروں، اکیڈمیوں کلبوں، شراب وسرور، ناچ گانے، رقص وسرود، زنا و بدکاری سے پروان چڑھتی جارہی ہے۔ ان غیر ملکی بے دین ایجنٹوں کے سپرد پاکستانی مسلم معاشرے کی تشکیل کرنا چاہتے ہیں یا مسلمانوں کو اسلامی اقدار کا تحفظ دینا چاہتے ہیں۔ کیا پاکستان کی تہذیب ان چند ٹی۔ وی کے بے حیا، بے شرم، ڈرامہ نویس قلم کاروں، بے حیائی اور بدکاری پھیلانے والے ٹی وی چینلوں پر نشر ہونے والے اداکاروں اور ناچنے، گانے بجانے والی اداکاروں کا نام ہے۔

۴۲۔ یہ ملک ۷۰ فیصد کسانوں اور ۲۹ فیصد مزدوروں، محنت کشوں، ہنر مندوں پر مشتمل مسلمانوں کا ملک ہے۔ کیا آپ ان غیر ملکی بے دین سکالروں اور انکے مغربی تہذیب پر مشتمل نشر واشاعت کے اداروں، تعلیمی اداروں، انکی این۔ جی۔ اوز اور ان قرآن حکیم کے منافقوں کو مزید اس نان کرسچن جمہوریت کے مذہب کے حکومتی نظام پر مسلط رکھنا چاہتے ہیں۔ تاکہ وہ مخلوط معاشرہ اور بے دین نظام کو مزید ہم پر مسلط رکھ سکیں۔

۴۳۔ کیا آپ مغرب کی طرح ماں، بہن، بیٹی، بیوی اور عورت ذات کو گھر کی چاردیواری سے باہر نکالنا چاہتے ہیں؟ اور نوجوان لڑکیوں کو مغرب کی طرح سن بلوغت تک پہنچنے پر ان کو روزگار کی تلاش کے لئے گھر کی چاردیواری سے ہمیشہ کیلئے نکالنے کا نظام وسسٹم نافذ العمل کرنا چاہتے ہیں؟

۴۴۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی بیٹیاں، بہنیں، مائیں، بیویاں اور تمام مستورات مغرب کی طرح فیکٹریوں، کارخانوں اور سرکاری محکموں اور زندگی کے ہر شعبہ میں روزگار تلاش کریں۔ اور اپنی معاشی ضروریات پوری کریں۔ چادر اور چاردیواری کے تحفظ سے فارغ ہوجائیں اور غیر محرم مردوں کے ساتھ مخلوط زندگی کے جہنم کی زندگی گذاریں۔

۴۵۔ کیا آپ مغرب کی طرح مخلوط معاشرہ تیار کرنا چاہتے ہیں۔ ماں، بہن، بیٹی، بیوی کی گھریلو خانگی زندگی کا نظام ختم اور اسلامی تہذیب وتمدن برباد اور ختم کرنا چاہتے ہیں۔

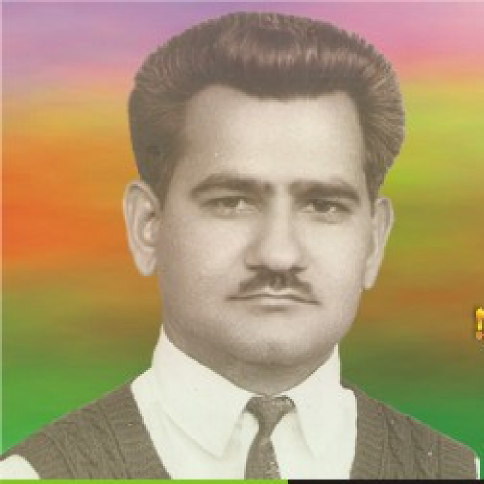

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

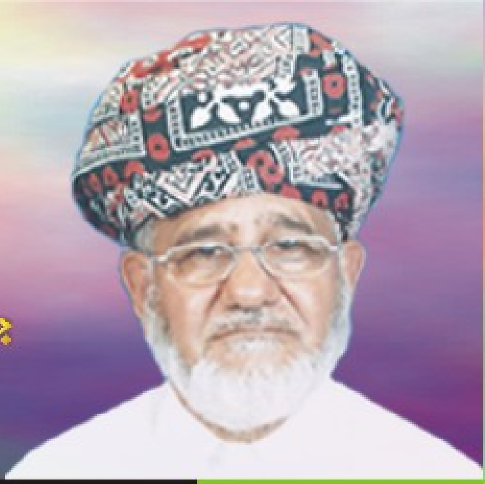

۴۶۔ کیا آپ شادی کی مذہبی رسومات، بندھن اور طریقہ کار کو توڑنا چاہتے ہیں۔ ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کا دینی مقام، عظمت، تقدس اور ادب وعزت کو پامال اور اسلامی رشتوں کے نظام کو ختم کرنا چاہتے ہیں؟

۴۷۔ کیا آپ ماں، بہن، بیٹی، بیوی کو فرینڈ شپ کے تحت جنسی تعلق پیدا کرنے کا ماحول اور اس عمل کی اجازت دینا چاہتے ہیں۔اس دینی برائی اور گناہ کی زندگی کا نظام اور رواج ملک میں قائم کرنا چاہتے ہیں؟

۴۸۔ کیا آپ ماں، بہن، بیٹی، بیوی اور عورت کی فطرتی پاکیزگی اور اسکے شرم وحیا کو تار تار کرنے کے لئے بے دین مخلوط معاشرہ تیار کرنا چاہتے ہیں؟

۴۹۔ کیا آپ مخلوط معاشرے سے مغرب کی طرح عورت سے شادی کے بغیر بچے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ان بچوں کو چائیلڈ ہاؤسز میں پہنچانا چاہتے ہیں؟

۵۰۔ کیا آپ عورت کی شرم وحیا جیسی طیب فطرت، عصمت، پردہ اور اس کے انمول ضمیر کو آزادی نسواں کا نام دے کر پاش پاش کرنا چاہتے ہیں۔

۵۱۔ کیا آپ مخلوط معاشرہ تیار کرکے عورت سے عورت پن چھیننا اور اس کے جسم کو نوچنا چاہتے ہیں۔

۵۲۔ کیا آپ مغربی مخلوط معاشرے کی طرح عورت سے گھریلو اور گرہستی کی اکائی کو چھیننا اور روندنا چاہتے ہیں۔

۵۳۔ کیا آپ مخلوط معاشرہ تیار کرکے عورت سے ماں کی مامتا اور اولاد سے ماں کی محبت اور ادب وخدمت کا رشتہ ختم کرنا چاہتے ہیں؟

۵۴۔ کیا آپ عورت سے ماں، بہن، بیٹی، بیوی، کے فطرتی رشتوں کو ختم اور اسکی گھریلو بالادستی اور حکومت کو پامال اور ختم کرنا چاہتے ہیں؟

۵۵۔ کیا آپ مغربی مخلوط معاشرے کی طرح فطرتی رشتوں سے الگ کرکے عورت کو تنہائی کے عذاب میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں؟

۵۶۔ کیا آپ بہن، بیٹی بیوی اور ماں کو بے یارومددگار اور بے بسی کی حالت میں مخلوط معاشرے کے ظالم، بے رحم جنسی درندوں کے سپرد کرنا چاہتے ہیں۔

۵۷۔ مغربی عورت معاش کی تلاش میں گھر سے نکلی۔اور گھر کا راستہ بھول گئی۔وہ جنسی درندوں کے نرغے میں آ گئی۔اس نے انسان کے بچوں کو جنم دیا۔لیکن وہ اولاد سے محروم اور جیون ساتھی کو تلاش کرتی رہ گئی۔کیا آپ مستورات کو جیون ساتھی اور اولاد کے رشتوں سے محروم معاشرہ تیار کرنا چاہتے ہیں۔

۵۸۔ کیا آپ مغرب کے مخلوط معاشرے کی طرح عورت کو پبلک پراپرٹی بنانا چاہتے ہیں۔اور اس کے تمام فطرتی اور ازلی رشتے ناطے ختم کرنا چاہتے ہیں۔

۵۹۔ کیا آپ اسلام کے دائرے میں رہنا چاہتے ہیں۔یا اسلام سے خارج ہونا چاہتے ہیں۔کفر یا منافقت کا عمل جاری رکھنا چاہتے ہیں۔

۶۰۔ کیا آپ مخلوط معاشرے کی درج بالا ذہنی قلبی، روحانی اذیتوں کو برداشت کرنا اور حیوانوں کی طرح جنسی زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۶۱۔ کیا آپ مغرب کے طرز کے فری سٹائل کلبوں، ڈانس ہالوں، فحاشی، بے حیائی، بدکاری، زنا کاری کو پاکستانی معاشرے کا حصہ بنانا چاہتے ہیں؟

۶۲۔ کیا آپ عورت کے جسمانی حسن کو جنسی لذت حاصل کرنے تک محدود رکھنا اور روحانی رشتوں کی انمول محبت جیسی دولت کو ختم کرنا چاہتے ہیں؟

۶۳۔ کیا آپ خدا اور رسول ﷺ کے عطا کردہ نظام اور ضابطہ حیات اور رازدواجی زندگی کے قوانین کو ان چند بے حیا، بدنصیب مغربی جمہوریت اس کے حکومتی ٹولہ کے سکالروں، دانشوروں، مفکروں، مدبروں، اور معاشرتی دہشت گردوں اور ایجنٹوں کے ہاتھوں چودہ کروڑ عوام کی نظریاتی اور دینی سرحدوں کو مسخ کرنا، اپاہج کرنا اور نیست و نابود کرنا چاہتے ہیں۔

۶۴۔ ان مغربی تہذیب کے ایجنٹوں اور بے دین سرکاری سکالروں اور دانشوروں نے اسلامی تہذیب و تمدن کو مکمل طور پر ختم کرنے کا پروگرام بنا رکھا ہے۔ انہوں نے سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور اکیڈمیوں میں مخلوط تعلیمی نظام قائم کر دیا ہے۔ جنسی آزادی کو فروغ دینے کا عملی کام شروع کیا ہوا ہے۔ ٹی وی کو مخلوط معاشرہ تیار کرنے کے فرائض سونپے ہوئے ہیں۔ ملک میں نشر و اشاعت کے تمام ادارے یہی فرائض ادا کرتے چلے آ رہے ہیں۔ انہی کی اولادوں اور کالج کے نوجوان لڑکے، لڑکیوں نے بے حیائی پھیلانے ڈراموں میں حصہ لینے اور گناہ کی زندگی گذارنے کا عملی کام شروع کر رکھا ہوا ہے۔ ٹی وی کے تمام چینلوں پر ڈرامے ہی ڈرامے، فنکار ہی فنکار، ایکٹریسیں ہی ایکٹریسیں کینسر کی طرح پھیلتی جا رہی ہیں۔ ڈراموں میں بے حیائی، بے شرمی، قتل و غارت، دھوکہ دہی، فراڈ، چوری، ڈاکے، بددیانتی کے راستے، رشوت، کمیشن، کرپشن، اغوا، لوٹ مار کے جدید طریقوں اور جدید اسلحہ کے استعمال کی تربیت و ترغیب دے کر آنیوالی نسلوں کو ایجوکیٹ کیا جا رہا ہے۔ اس طرح غیر اخلاقی محبتوں اور محبوبوں کے رول شائد پیشہ ور عورتیں اور بدکردار مرد بھی اس طرح سرانجام نہ دے سکیں۔ جس طرح یہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں سر عام ٹی۔ وی پر پیش کرتے ہیں۔

۶۵۔ ہر قسم کے دین کے اصول و ضوابط کے خلاف اور متضاد بدکاری، بے حیائی، غیر شرمی، بداخلاقی، اور جرم کا رول ادا کرنے والا بدکردار بے حیا، ایکٹر یا مہذب فنکار کہلاتا ہے۔ ہر برائی میں ملوث بے حیا، بدکردار عورت کا رول ادا کرنے والی اور فحاشی پھیلانے والی لڑکیوں کو ایکٹریس یا ہیروئن کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ایسے ڈراموں کے مصنفوں کو ادیب اور ماہر تعلیم تصور کیا جاتا ہے۔ اس بے حیائی، بدکرداری اور فحاشی پھیلانے والے مغرب پرست مصنفوں کو اور ان کے ڈراموں میں رول ادا کرنے والے فنکاروں کو جو اسلام کے نظریات کو ملیا میٹ کرنے میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ ان کو ادیبوں، ایکٹرسوں، ہیرو اور ہیروئنوں کے معزز ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ ان کی اس اعلیٰ کارکردگی کی سرکاری سطح پر قومی ہیرو کی طرح پوری پوری حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۶۶۔ مغربی تہذیب کے سکالر، دانشور، مدبر، مفکر اور عظیم آرٹسٹوں اور ملک کی نامور اعلیٰ شخصیات کو ٹی۔وی کی سالانہ تقریبات میں اکٹھا کرتے ہیں۔ مختلف اقسام کے قیمتی سامان اور نقد انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ انکی حوصلہ افزائی اور پذیرائی کی جاتی ہے جس سے ان کی ترقی کی شاہراہیں کھل جاتی ہیں۔ یہ غیر اسلامی ثقافتی جرائم پر مبنی ڈراموں کی یلغار ٹی وی کے تمام چینلوں پر نظر آتی ہے۔ یہ نامور فنکار اور نامور ایکٹریسیں، انہی سرکاری دانشوروں، سکالروں، مدبروں، مفکروں، مغربی تہذیب کے علمبرداروں، ٹی۔وی سے منسلک نسل در نسل فنکاروں اور اعلیٰ معاشرے کے طبقہ کی اولادیں ہوتی ہیں۔ جو اسلام کے تقدس کو بین الاقوامی سطح پر پامال اور روندتی جاتی ہیں۔ پاکستان کے ٹی وی پر مشتہر ہونے والے بے حیا، بے غیرت، بھانڈوں، فنکاروں اور سکالروں پر مشتمل چند لوگوں کا نام تہذیب وثقافت کے اعلیٰ نمائندوں میں شمار ہوتا ہے۔ یہ دینی نظریات کے قاتل اور جمہوریت کے تن آور چنار کے ہولناک درخت۔ اسلامی تہذیب کو کفر کے کلچر میں بدلنے کے آلہ کار ہیں۔

۶۷۔ بلکہ یہ تو ستر فی صد خوددار، باوقار، باحیا، دین دار پاک دامن، پاک باز کسانوں جو ملک کی پیداوار کا ہدف پورا کرتے ہیں۔ اور ۲۹ فی صدی رزق حلال کمانے والے، محنت کے خوگر اور اس دور کے عظیم مزدوروں، نامور محنت کشوں، لاجواب ہنر مندوں پر مشتمل چودہ کروڑ عوام الناس کا ملک ہے۔ جو ملک میں صنعتی انقلاب کے ضامن اور ملکی معاشیات کی ریڑھ کی ہڈی ہیں۔ جو ملکی پیداوار، خام مال مہیا کرتے چلے آرہے ہیں۔ جن کو ان غاصبوں نے بنیادی ضروریات سے محروم کر رکھا ہے۔

یا اللہ ان پر رحم فرما۔ امین

۶۸۔ اے اہل وطن چودہ کروڑ پاکستانیو! اے اسلامی نظریہ، عقیدہ، دین اور دستور مقدس کے ضابطہ حیات کی جنگ لڑنے والی دینی سیاسی جماعتوں کے رہبرو! ان کے ورکرو! اور دور حاضر کے ہونہار طالب علمو! غور سے سن لو۔ مسلمانوں کی کردار سازی کا وقت اب انکے دروازے پر دستک دے رہا ہے۔ اٹھو! اور اسلامی ضابطہ حیات کی سرحدوں کی حفاظت کرو۔ اس ملک کے حکمرانوں کا اس وقت تک تعاقب کرو جب تک یہ آئین کی روشنی میں ملک میں قرآن حکیم کے دستور مقدس کا نفاذ نہیں کر پاتے۔ امن وامان بھی قائم رکھو۔ اور انکو اسلامائزیشن کے لئے مجبور بھی کرو۔ اس ٹی وی کی یلغار کو آہنی ہاتھوں سے روکو۔ یہ مغربی تہذیب کے سکالر، دانشور، مدبر، مفکر، غیر اسلامی طرز حیات کا پرچار مختلف سائنٹیفک طریقوں سے کرتے آرہے ہیں۔ ڈراموں کی سیریز کو دن رات ٹی وی کے تمام چینلوں پر نشر کرتے آرہے ہیں۔ ہم ٹی۔وی پر ملکی، ملی اور قومی مسائل کو دنیا کے سامنے مناسب طریقہ سے پیش کرنے سے بری طرح قاصر اور ناکام ہو چکے ہیں۔ ٹی۔وی کی ناقص کارکردگی مغربی دنیا کو جہاد اور دہشتگردی کے فرق سے آج تک آگاہ نہیں کر سکی۔ مسئلہ کشمیر کو بین الاقوامی سطح پر اجاگر کرنے میں بری طرح ناکام رہے ہیں۔ ریاستی دہشت گردی کا کون مرتکب ہوا ہے۔ یو این او میں استصواب رائے کیلئے کشمیر کا کیس کون لے کر گیا تھا۔ لاکھوں کشمیریوں کا قاتل کون ہے۔ مستورات کی بے حرمتی کون کرتا چلا آرہا ہے۔ انسانی اعضا فضا میں کون بکھیرتے چلا آرہا ہے۔ کشمیر میں ناجائز قابض کون ہے۔ کشمیر میں سات لاکھ فوج کس طرح ظلم وستم کرتی آرہی ہے۔ ریاستی دہشت گردی کا ملزم اور مجرم کون ہے۔

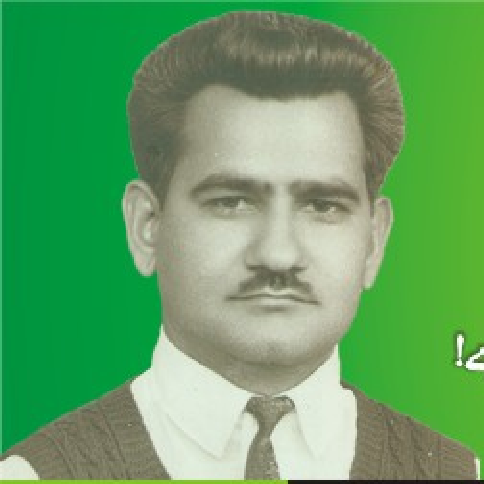

باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۶۹۔ اسکے علاوہ ٹی۔وی اور نشر و اشاعت کے تمام ادارے مغربی دنیا کو یہ بھی باور کرانے میں بری طرح ناکام رہے ہیں۔ کہ امریکہ جیسی عظیم بین الاقوامی طاقت اور اسکے جدید ترین سیکورٹی کے حفاظتی انتظامات کو درہم برہم کرنے میں کسی افغانی فرد کا ہاتھ نہیں تھا۔ نہ افغانیوں کے پاس ایسی صلاحیت ہے نہ تجربہ۔ نہ ہتھیار ہیں نہ ٹریننگ۔ نہ ان کے پاس امریکہ جیسی عظیم طاقت ہے۔ جس کے پاس وقت کے جدید ترین سیکورٹی کے حفاظتی انتظامات میسر تھے اور دنیا کا جدید ترین دفاعی انتظام بھی۔ وہ کیسے ان کو توڑ سکتے تھے۔ چار جہازوں کو ہائی جیک کرنے والے کون تھے۔ ان جہازوں کو دونوں ٹاوروں کے ٹارگٹ سے ٹکرانے والے کون تھے۔ سات ہزار انسانی جانوں کے قاتل کون تھے۔ یہ دہشت گرد امریکہ یعنی فرعون کے گھر موسیٰ پرورش پاتے اور پلتے رہے۔ اتنے بڑے سانحہ اور جانی نقصان کا بہتان لگا کر امریکہ جیسی بڑی طاقت نے افغانستان جیسے کمزور ملک کی اینٹ سے اینٹ بجادی ہے۔ ڈیزی کٹر بموں اور کروز میزائلوں کی بارش کردی۔ بے گناہ اور معصوم افغانستان کے عوام کے قتل و غارت کی انتہا کردی ہے۔ پچھلی جنگ عظیم سے بھی زیادہ اتحادی ممالک نے اکٹھے ہو کر تباہ کن جدید اسلحہ استعمال کر کے ظلم و بربریت کی ایک نئی تاریخ رقم کردی ہے۔ ملک کے یہ مغربی سکالر اور سرکار کے پالے ہوئے یہ سفید ہاتھی ٹس سے مس نہ ہوئے۔ وہ دنیا کو صحیح صورت حال سے آگاہ تک نہ کر سکے۔ یہ تو صرف اور صرف ملکی خزانہ، ملکی دولت، ملکی وسائل لوٹنے چاٹنے اور عیش و عشرت سے زندگی گذارنے اور ڈراموں اور فحاشی کو پھیلانے کے جرائم کے عادی بن چکے ہیں یہ تو ناچ گانے اور بے حیائی کے عادی مجرم اور ڈراموں کے رسیا ہیں۔ قومی فریضہ بین الاقوامی سطح پر ادا کرنے کے نہ تو یہ اہل ہیں اور نہ ہی ان کا ایسے ملی فرائض ادا کرنے کا کوئی مقصد ہوتا ہے۔

۷۰۔ اصل میں تو یہ غیر ملکی اینٹی کرسچن جمہوریت، عیسائیت، یہودیت اور ہندو ازم کی تعلیم و تربیت سے لیس مغربی سکالروں کے ایجنٹ ہیں۔ جو ملک میں اسلامائزیشن کی راہ میں پہلی اور آخری رکاوٹ ہیں۔ ان ظلمات کی تعلیم کے عارفوں سے نجات حاصل کرنا وقت کا ایک اہم فریضہ اور تقاضا ہے۔ زندہ اقوام اپنے قول و فعل کے تضاد، کریکٹر اور کردار کی جانچ پڑتال، نا اہلی اور کمزوری کے اسباب، معاشی، معاشرتی ابتری کے واقعات، عدل و انصاف کی تباہی کی وجوہات، ظلم و بربریت پر پھیلے ہوئے عبرت ناک حالات کا جائزہ لیتی اور خدا اور رسول ﷺ کی تعلیمات اور احکامات کے خلاف بغاوت جیسی مہلک خامیوں کا جائزہ لیتی، احتساب کرتی اور ان کا سختی سے تدارک کرتی رہتی ہیں۔ جب کسی قوم ملت یا ملک میں بے حیائی، بدکرداری، بدکاری، فحاشی، رشوت، کمیشن، کرپشن معاشی ابتری، عدل کشی، امانتوں میں خیانت، معاشی مساوات کشی جیسی مہلک معاشرتی بیماریاں سر عام ہوتی اور پھیلتی جا رہی ہوں۔ حاکم وقت ان کو روکنے سے جان بوجھ کر گریزاں رہیں۔ اور خود اس میں ملوث ہو جائیں۔ وہ وقت ان حاکموں کے لئے سخت کٹھن، مہلک اور تباہ کن اثرات مرتب کر دیتا ہے۔ وہ طرح طرح کی ناختم ہونے والی نامعلوم بیماریوں، اور ان کی اذیتوں کے عذاب میں مبتلا کر دیئے جاتے ہیں۔ سب سے پہلے اطمینان و سکون، اور خیر و عافیت کی دولت ان سے چھین لی جاتی ہے۔ ان کی زندگیاں خوف و ہراس میں پھنس جاتی ہیں۔ اور خطرات کے خوفناک، ہیبتناک اور عبرتناک شعلے ان کا بڑی تیزی کے ساتھ تعاقب کرتے چلے آتے ہیں۔ دستور مقدس کو پس پشت ڈالنے والے اور مغربی جمہوریت کے اسلام کش مذہب کے ملکی دیدہ ور، دانش ور، سکالر، مدبر، سیاست دان اور حکمران ان شعوری شعلوں کے دوزخ میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ اب کسان، محنت کش، ہنر مند، عوام الناس، نوکر شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، فوج شاہی، فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے سیاستدانوں اور حکمرانوں کی معاشی، معاشرتی زندگی مساوات محمدی ﷺ اور اعتدال و عدل سے خالی ہے۔ ان کو رسول ﷺ عربی کے دستور مقدس سے گذارنا ملک و ملت اور ان کی بھلائی کے لئے ازحد ضروری ہے۔

۷۱۔ کیا آپ الیکشن کے ذریعہ ان ظالم، غاصب غیر اسلامی جمہوریت کے مذہب کے پجاریوں، معاشی دہشت گردوں کو ان کی بالادستی اور حکومت قائم رکھنے کیلئے مزید وقت دینا چاہتے ہیں۔ ان ظالموں، معاشی قاتلوں، ان کی کرپٹ افسر شاہی، بریف کیس پر مشتمل منصف شاہی، تفاوتی شاہی تنخواہوں، شاہی سرکاری سہولتوں، کے سرکاری راہزنوں کو مزید پانچ سال تک رائے ونڈ ہاؤس اور سرے محل ملک اور غیر ممالک میں شاہی محلوں کو مزید تعمیر کرنے کے لئے اجازت دینا چاہتے ہیں۔ تاکہ وہ مزید عیش و عشرت کی زندگی گزار سکیں۔

۷۲۔ ملکی خزانہ ملکی وسائل ملکی دولت مخلوط معاشرہ، ستر فی صد کسانوں، ۲۹ فی صد مزدوروں، محنت کشوں، ہنر مندوں کو تعلیم سے محروم، خوراک سے محروم، لباس سے محروم، عدل و انصاف سے محروم، مساوات سے محروم، دین سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں معاشیات کے کچلے ہوئے لوگوں کو خود سوزیاں، خودکشیاں کرنے کے لئے اور مخلوط معاشرہ تیار کرنے اور اس بے دین، جمہوریت کے مذہب کی حکومت قائم رکھنا چاہتے ہیں یا اسلامائیزیشن کے پاک دستور مقدس کا نظام چاہتے ہیں۔

فیصلہ آپ نے کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے۔ (آمین)

۱۔ مخلوق خدا ایک کنبہ خدا ہے۔ سائنس کی کرشمہ سازی نے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ زمینی اور آسمانی فاصلے تسخیر ہو چکے ہیں۔ دنیا سمٹ کر ایک شہر کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ اس شہر میں مختلف رنگوں پر مشتمل مختلف اقوام، مختلف رنگوں پر مشتمل مختلف انسان، مختلف شکلوں کی انسانی نسلیں، مختلف قدو قامت کے لوگ، مختلف چہرے، خوبصورت چہرے، مختلف نظریات، مختلف عقائد، مختلف مذاہب، مختلف زبانیں، مختلف خطے، مختلف براعظم، برف پوش پہاڑ، سرسبز پہاڑ، خشک پہاڑ، وسیع وعریض صحرا، بیابان، میدان، کٹے پھٹے ساحل۔ ٹھنڈے، میٹھے، کڑوے پانیوں پر مشتمل سمندروں کا وسیع نظام۔ ان سمندروں میں بسنے والی مختلف اقسام کی بے شمار مخلوق۔ زمین و آسمان کے درمیان ہواؤں اور خلاؤں کا لامتناہی سلسلہ۔ اس حسین و جمیل کائنات میں مختلف رنگ و نسل کی مخلوق۔ اسی طرح مختلف تہذیبیں، مختلف تمدن، مختلف ثقافتیں، مختلف عقائد، مختلف مذاہب، مختلف نظریات، مختلف ممالک، مختلف نظام حکومت، قلیل نیک دل حکمران۔ بیشتر ظالم حکمران۔ بے بس اربوں، کھربوں، معصوم، سادہ لوح، بے بس انسانوں اور کثیر التعداد مظلوم اقوام اور انسانیت کی دکھ بھری داستانیں۔ اس جہان فانی کی آغوش میں ہچکیاں سسکیاں لیتی ابھرتی اور دبتی چلی آ رہی ہیں۔

۲۔ اقوام عالم اور دنیا کے چند عظیم ممالک، طاقت ور ممالک، ترقی یافتہ ممالک، سائنس کی ایجادات کے شاہکار ممالک، نئی نئی ایجادات کے موجد ممالک، ہولناک ہتھیار تیار کرنے اور انکا وافر ذخیرہ رکھنے والے ممالک، تباہ کن ایٹمی طاقت اور طرح طرح کے ہائیڈروجن، نائٹروجن، جراثیمی، ڈیزی کٹر اور مختلف بموں کے خالق ممالک۔ میزائیلوں، کروز میزائیلوں، ٹینکوں، توپوں، بکتر بند گاڑیوں اور اس کے علاوہ ان گنت چھوٹے بڑے مہلک ہتھیار تیار کرنے والے ممالک۔ دشمنوں کی حرکات وسکنات نوٹ کرنے اور اطلاع مہیا کرنے والے جدید راڈاروں سے لیس ممالک۔ ہر قسم کی جدید ٹیکنالوجی پر مشتمل حفاظتی انسٹرومنٹ تیار کرنے والے ممالک، ان گنت ایٹمی پلانٹ اور بیشمار ایٹمی آبدوزیں رکھنے والے ممالک، دنیا کی بہترین بری، بحری، فضائی، چوکس و چوبند، افواج والے ممالک، ان تمام مہلک اور تباہ کن ہتھیاروں سے لیس دنیا کے کونے کونے میں پھیلی ہوئی افواج کے وارث ممالک۔ دنیا کے کمزور ممالک کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے والی صلاحیتوں، طاقتوں کے مالک اور خالق ممالک۔ فطرت کے سرخ طوفانوں، سیاہ تباہیوں کی زد میں آئے ہوئے ترقی یافتہ ممالک۔ فاسق، فاجر، منافق، دھوکے باز، جھوٹے، ظالم، بے رحم، سنگ دل، ہوس پرست، زر پرست، معاشی رہزن، دنیا کے امن و امان کو تباہ کرنے والے، عدل و انصاف کو کچلنے والے، انسانیت کش، وحشی درندے، سیاستدانوں حکمرانوں کے روپ میں بھیڑیئے۔ یہ تمام فرعونی، استحصالی، قوتیں، طاقتیں دنیا پر بالجبر اپنی بالادستی قائم کئے بیٹھی ہیں۔

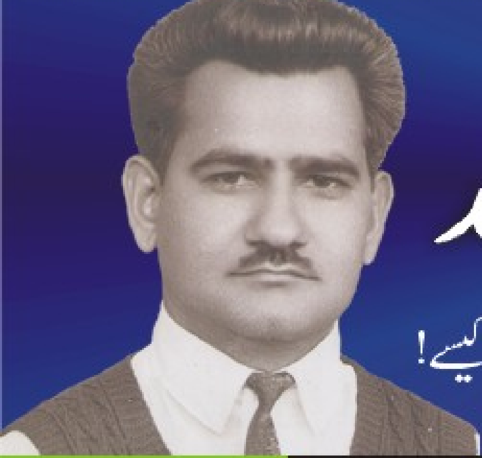

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۳۔ دنیا کے دور جدید اور ترقی یافتہ ملکوں کی طاغوتی طاقتوں میں سے ایک سب سے عظیم، طاقتور، بے پناہ، تباہ کن جدید اسلحہ اور جنگی ساز و سامان سے لیس ملک۔ دفاعی لحاظ سے ناقابل تسخیر اور دنیا کی سپر پاور یعنی امریکہ۔ پر گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ کو کیا بیت گئی۔ عقل نے کتنی حفاظتی تدابیر اکٹھی کیں۔ کتنے اسباب تیار کئے، کتنے جدید علوم سیکھے اور بروئے کار لائے، کتنی محنت و مشقت کی، اس عظیم طاقت اور قوت نے دنیائے عالم میں سبقت حاصل کرنے کے لئے دن دگنی رات چوگنی ترقی کی۔ کتنا طویل سفر اور کتنا لمبا فاصلہ طے کیا۔ تدبیر نے ترقی، طاقت اور حفاظت کو حاصل کرنے کے کتنے گر سکھائے۔ تقدیر کی ایک جنبش نے ان کی تمام کرشمہ سازی کو پاش پاش کر دیا۔

۴۔ ۱۱ستمبر ۲۰۰۱ کا سورج نئی آن، نئی شان کے ساتھ طلوع ہوا۔ صدیوں کی محنت کو ایک ایسا دن دیکھنا پڑا کہ عقل خام کو بے بس، اور شرمندہ ہونا پڑا۔ رسوائی اور ناکامی اس کا مقدر بن گئی۔ تقدیر عقل کی تمام تدبیروں کو مات دے گئی۔ یہ مہلک اور ظلمات کے علم کا سائنسی اور سیاسی بچہ (فرعون) موسیٰ کے گھر میں پرورش پاتا رہا۔ ابن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تمام اقدار، تمام اخلاقیات، تمام عطا کردہ نوری ہدایات، تمام امن کے راستوں۔ تمام انسانیت کی بہبود کے روشن علوم، اور ہر قسم کی آسمانی تعلیمات کو نگل گیا۔ امریکہ میں گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ کو ایک دردناک اور غضبناک سانحہ پیش آیا۔

۵۔ مغرب کی جدید تعلیم اور ان کی جدید ٹیکنیک کے فارغ التحصیل چند شاہکار امریکہ سے ہی اٹھے۔ انہوں نے کمال ہنرمندی سے ان کے چار جہاز یکے بعد دیگرے ہائی جیک اور اغوا کئے۔ ان کا رخ واشنگٹن اور نیویارک کے ٹاورز کی طرف موڑ دیا۔ انکو کمال ہنرمندی سے نشانہ بنایا اس سانحہ، اس حادثہ، میں سات ہزار معصوم، بے گناہ، مردوں، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کی زندگیوں کے چراغ چند لمحوں کے اندر گل ہوگئے۔ اسی طرح ہزاروں کی تعداد پر مشتمل بے گناہ لوگوں کو زخموں کی اذیتوں میں مبتلا کر دیا گیا۔ کچھ کے اعضاء فضاء میں بکھر گئے۔ ان ٹاورز کو دیکھتے ہی دیکھتے ملبے کے ڈھیر میں بدل دیا گیا۔ اس تکلیف دہ اور اندوہناک واقعہ کی خبر پوری دنیا میں چند سیکنڈوں میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ اس المیہ کو دہشت گردی قرار دے دیا گیا۔ علاوہ ازیں اس دہشت گردی کا ہیرو اسامہ بن لادن اور افغانستان کو قرار دے دیا گیا۔ ایسا کیوں کیا گیا۔ اس کی پوشیدہ وجہ کچھ بھی ہوسکتی ہے لیکن یہ بات بالکل واضح ہے۔ اسامہ بن لادن عرصہ چند سالوں سے اس سانحہ سے قبل افغانستان میں مقیم چلا آ رہا تھا۔ امریکی گورنمنٹ اس کو دہشت گرد تصور کرتی چلی آ رہی تھی۔ اس کو ہر حال میں پکڑنا چاہتی تھی۔ افغان عوام اور حکمران اس کو امریکہ کے حوالے کرنے سے گریزاں تھے۔ کیونکہ وہ اس کو دہشت گرد تصور نہیں کرتے تھے۔ امریکہ کے الزامات کو بے بنیاد اور غلط سمجھتے چلے آ رہے تھے۔ اس حیرتناک اور عبرتناک سانحہ کے بعد امریکی گورنمنٹ نے اسامہ بن لادن کو بغیر تصدیق اور بغیر کسی ثبوت کے مجرم قرار دے دیا۔ اس سانحہ کے بعد امریکی گورنمنٹ نے افغانستان کے خلاف سخت فوجی ایکشن کر کے اس کو نیست و نابود کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس تمام کاروائی کے باوجود افغانستان اور اسامہ بن لادن اس ہولناک دہشت گردی سے انکاری رہے۔ افغانستان اس سانحہ کے خلاف کسی قسم کا کوئی بھی ثبوت مہیا کرنے کے لئے بضد رہا۔

۶۔ دنیا اچھی طرح جانتی تھی۔ کہ افغانستان دنیا کا ایک غریب، بے یارو مددگار، ہر قسم کی تعلیم اور ٹیکنالوجی سے محروم واحد ایسا ملک تھا۔ جس کے پاس نہ اس قسم کی اہلیت تھی اور نہ کوئی ظاہری اسباب تھے۔ نہ سرمایہ تھا اور نہ ہی کوئی ایسا ادارہ تھا جہاں سے ایسی ٹریننگ حاصل کر سکتے جو امریکہ جیسے ملک کے تمام کے تمام سیکورٹی کے حفاظتی انتظامات کو پاش پاش کر سکتے۔ اسکے علاوہ وہ دونوں ٹاورز کو اتنا صحیح صحیح نشانہ نہ بنا سکتے۔ امریکہ نے افغانستان کے ساتھ فوری میڈیا کی جنگ کا آغاز کر دیا۔ پوری دنیا کو نشر و اشاعت اور میڈیا کے ذریعہ یہ باور کراتا رہا۔ کہ ان دونوں ٹاوروں کی تباہی کے مجرم اسامہ بن لادن اور افغانستان کے حکمران تھے۔ اس کھیل کے پیچھے یہودی لابی کے کھلاڑی بڑی ہنر مندی سے یہ کھیل کھیل رہے تھے۔ اور وہ ہر قیمت پر جیتنا چاہتے تھے۔ پسماندہ افغانستان یہ جنگ بڑی بری طرح ہار گیا۔ کیونکہ انکے پاس نہ پریس میڈیا تھا۔ اور نہ نشر و اشاعت کے ذرائع تھے۔ جس سے وہ انکے عائد کردہ الزامات کی تردید کر سکتے۔ امریکی یہودیوں اور عیسائیوں کے گٹھ جوڑ نے تمام مغربی ممالک کو ساتھ ملایا۔ دنیا کی رائے عامہ کی راہ ہموار کی۔ دنیا بھر کے اتحادیوں کو ساتھ ملا کر ظلم و بربریت کا بازار گرم کیا۔ امریکن اور دنیا بھر کی اتحادی فوجیں حرکت میں آگئیں۔ بری، بحری، ہوائی، افواج نے افغانستان پر حملہ کے لئے افغانستان کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ دنیا کی تمام مہذب اقوام نے افغانستان حکومت یا افغانستان کی عوام پر نہ کوئی یواین او کے ذریعہ چارج یا جرم ثابت کیا اور نہ ہی ان کو صفائی کا موقع فراہم کیا۔ صرف اور صرف الزامات کی بنیاد پر امریکی اتحادیوں نے افغانستان کے کمزور نہتے، معصوم، بے گناہ جو سیاست، حکومت اور لڑائی جھگڑے سے بے نیاز عوام تھے۔ انکو جدید ہتھیاروں، ڈیزی کٹر بموں کروز میزائلوں اور بمبار جہازوں سے تباہ کن بمباری کر کے طالبان اور القاعدہ کے دہشت گردوں کا نام دے کر ہزاروں اور لاکھوں افغانیوں کا قتل عام اور کرش کرنا شروع کر دیا۔ امریکہ اور مغربی ممالک کی محکوم، مقید، غلام عوام اتنے بڑے سانحہ پر لب کشائی تک نہ کر سکی۔ ان مادہ پرست مجرموں نے انسانیت کا کھلے عام قتال کر کے رکھ دیا۔ لاکھوں بیگناہ انسان لقمہ اجل بنے۔

۷۔ یہاں اس بات کی وضاحت کرنا ضروری ہے کہ اس سے قبل افغانستان کے عوام امریکہ کے ایما پر اسکے تحفظات کی خاطر روس جیسی عظیم طاقت کے ساتھ چودہ سال تک پنجہ آزما رہے۔ ہر قسم کا اسلحہ، ہر قسم کے جدید راڈار، انٹی ٹینک، انٹی میزائل اور سٹنگر میزائلوں کے علاوہ سامان حرب کے تحفے افغانی مجاہدین کو روس کے خلاف مہیا کرتا رہا۔ روس کو شکست فاش ہوئی۔ اسکی وحدت اور طاقت ختم ہوئی اور وہ ۱۲ ریاستوں میں بکھر گیا۔ اس کے بعد امریکہ نے افغانیوں کو آپس میں الجھا دیا۔ اسطرح افغانی قوم اندرونی خلفشار میں آٹھ سال سے دوچار تھی۔ امریکی گورنمنٹ اور تمام مغرب اسامہ بن لادن، افغانستان کی پشت پناہی اپنے مفاد کے تحفظ کیلئے کرتے رہے۔ آسامہ بن لادن افغانیوں کی معاونت کی وجہ سے افغانیوں کے دل میں اتر چکا تھا۔ اب اسامہ بن لادن افغانستان میں ایک دوست اور محسن کی حیثیت سے رہ رہا تھا۔ کیونکہ اس نے روس کی جنگ میں انکا پورا پورا ساتھ دیا۔ اور روس کو شکست فاش ہوئی۔ روس بارہ ریاستوں میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ افغانستان کھنڈرات میں بدل گیا۔ چار پانچ لاکھ انسانی جانیں ان کی اس جنگ میں قربان ہوئیں۔ ہزاروں بے گناہ اور معصوم لوگوں کے اعضا فضا میں بکھرتے رہے۔ تباہ حال افغانی ہر قسم کی خوراک لباس علاج سے محروم۔ غربت تنگ دستی سے دوچار۔ بے یارو مددگار اس جنگ کے بعد امریکیوں کے پیدا کردہ حالات کا شکار ہو گئے۔ ان کو خانہ جنگی میں دھکیل دیا گیا۔ اور ہجرت انکا نصیب بنا دیا گیا۔ امریکہ اور روس کی چپقلش اور مفاد کی جنگ نے افغانیوں کو دوزخ کی نہ ختم ہونے والی آگ میں دھکیل دیا۔

۸۔ مغربی سیاست دانوں اور امریکہ کے حکمرانوں نے افغانی ملک کے وسنیکوں اور باسیوں کو اپنی غرض و غائت پوری کرنے اور روس کو شکست دینے کے لئے ان کو جنگ میں جھونکے رکھا۔ تاکہ روس اس علاقہ پر قبضہ نہ کر سکے اور انکے بین الاقوامی مفاد محفوظ رہیں۔ اور انکا ایشیا میں اثر و رسوخ قائم رہ سکے۔ اس طرح افغانیوں کو تباہی، بربادی اور قتل و غارت سے دوچار کر دیا گیا۔ افغان قوم معاشی طور پر مفلوج اور معاشرتی طور پر مفلوک الحال اور افراتفری کا شکار ہوگئی۔ بڑی ستم ظریفی اور ظلم کی بات یہ تھی۔ کہ کل کا دوست آج کے بدترین دشمن کی شکل میں نمودار ہوگیا۔ افغانستان کی بات میں وزن بھی تھا۔ اور صداقت بھی اور بڑی حد تک معقول بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ اس سانحہ میں شامل نہیں تھا۔ ان کے مطابق اسامہ بن لادن، ان کے پاس ایک مہمان کی حیثیت میں رہ رہا تھا۔ وہ بھی اس خوفناک سانحہ کا ذمہ دار نہ تھا اور نہ ہی اس میں ملوث تھا۔ انکی یہ بات بڑی حد تک جائز تھی۔ اگر کوئی امریکہ کے پاس ٹھوس ثبوت اسامہ بن لادن کے خلاف ہیں تو وہ ان کو دکھا دے۔ جس کی روشنی میں وہ اسامہ کو ان کے حوالے کرنے کو تیار تھے ورنہ نہیں۔ طاقت ور کے سامنے کمزور کو اسکی مرضی کے خلاف بات کہنے کی جرات کیوں۔ کمزور ملک کے گستاخوں کو سچ بات کہنے کا حق کیوں اور کیسے حاصل ہوا۔ امریکن تو ہر حال میں اسامہ کی آڑ میں اسلحہ اور طاقت کی نوک پر اپنا مقصد پورا کرنا چاہتے تھے۔ افغانستان کے عوام کو قابو کر کے انہیں اپنے زیر اثر رکھنا چاہتے تھے۔ اصل میں امریکی چین اور روس کی شہ رگ پر بیٹھ کر ایشیا کو اپنے اثر و رسوخ میں رکھنا چاہتے تھے۔

۹۔ امریکن کیا چاہتے تھے اور انکا اصل مقصد کیا تھا۔ ورلڈ آرڈر جاری کرنے والوں کی اگلی سکیم اور دنیا کو کنٹرول کرنے کے لئے نیا نشانہ کیا تھا۔ انکی حکمت عملی بالکل روز روشن کیطرح واضح تھی۔ کہ وہ افغانستان پر اپنا قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ افغانستان پر قبضہ کرنے کی وجوہات اور اس کے دوررس نتائج کیا تھے۔ ایک تو اسلامی ضابطہ حیات اپنانے والے مسلمان ممالک کو نظریاتی ریاست قائم کرنے سے روکنا تھا۔ علاوہ ازیں مسلمان کے ملک میں اسلامی ضابطہ حیات کی بجائے مغربی دانشوروں کی تیار کردہ مغربی جمہوریت کے نظام اور سسٹم کو رائج کرنا تھا۔ تاکہ مسلمانوں کے پاس صرف اسلام کا لیبل رہ جائے۔ جمہوریت کے نظام میں تو صرف انکے پسندیدہ معاشی اور معاشرتی غاصب اور ظالم ارکان ایوان اقتدار میں رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ پھر جمہوریت کی انتظامیہ اور عدلیہ کے نظام کو چلانے کے لئے وہی طبقاتی انگلش میڈیم تعلیمی ادارے وہی طبقاتی تعلیمی نصاب، وہی سودی یہودی معاشی نظام، وہی افسر شاہی، منصف شاہی اور نوکر شاہی کے سکالر، وہی اسلامی اقدار کے خلاف منافی معاشرہ۔ جمہوریت کے باطل کلچر کے سرکاری سکالر، دانشور، مدبر اور مفکر تیار ہوتے۔ پھر کلمہ شریف کا زبان پر ورد جاری رکھنا اور کار سرکار کا عملی نظام نان کرسچن جمہوریت کے مادہ پرستاروں کے عیسائیت، یہودیت اور ہندوازم کے نظریات کی پیروی کرنا۔ پھر وہی غیر اسلامی طرز حیات اور کفر اور منافقت کی اطاعت اور اطباعت کا سلسلہ۔ وہی نظریاتی تضاد، وہ افغانستان فتح کرنے کے بعد قرآن پاک کا دستور مقدس اور اس کے نظام کو مسلمانوں سے چھیننا چاہتے تھے۔ امریکی اور یہودی مادہ پرست ایجنٹ جو دہشت گرد کے روپ میں افغانستان میں داخل ہو چکے ہیں۔ ان سے محتاط رہنا اور اسلامی نظام کا تحفظ کرنا ہر افغانی مسلمان کا فرض ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

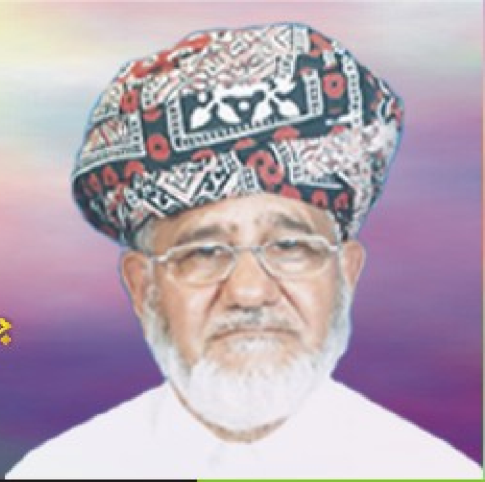

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۰۔ یہودیوں، عیسائیوں، ہندووں، کا مشترکہ مشن ہے۔ کہ وہ پاکستان کو کسی نہ کسی طریقہ سے صفحہ ہستی سے مٹا دیں۔ اور ملیا میٹ کر دیں۔ یہ ہمیشہ ہم مشورہ اور ہم صلاح ہو کر پاکستان کو نقصان پہنچاتے رہے۔ مشرقی پاکستان پر از خود انہوں نے ہندوستان سے حملہ کروایا۔ ہندوستان کھلی جارحیت کا مرتکب ہوا۔ ساتواں بحری بیڑا پاکستان کی امداد کے لئے امریکہ سے چلا۔ لیکن اس کا اتہ پتہ نہ چل سکا۔ اسطرح مشرقی پاکستان کو الگ کر دیا گیا۔ اس کے بعد ہندوستان نے کشمیر کے اندر چھ سات لاکھ فوج انہی کے ایما پر زبردستی داخل کر دی۔ جنہوں نے آج تک لاکھوں مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ بچے، بوڑھوں، جوانوں، ماں، بہن، بیٹیوں نے جام شہادت نوش کیا۔ بیشمار کشمیری زخمی اور اپاہج ہوئے۔ انگنت کشمیریوں کے اعضاء فضا میں بکھرتے رہے۔ عورتوں کے ساتھ جسمانی اور جنسی تشدد ہوتا چلا آرہا ہے۔ آج تک ظلم و بربریت کا یہ عمل جاری ہے۔ اس کیس کا فیصلہ یو۔ این۔ او۔ کی بین الاقوامی عدالت میں زیر سماعت ہے۔ انہی کی ایما پر ہندوستان اپنی فوجیں کشمیر کے بارڈر پر لے آیا۔ اور اس صورت حال سے پاکستان سے جو مفاد حاصل کرنا تھا۔ وہ انہوں نے تلوار کی نوک پر یہودیوں، عیسائیوں اور ہندووں نے مل کر ہمارے حکمرانوں سے حاصل کیا۔ اسی طرح وہ آگے بھی کرتے رہیں گے۔ جب تک اہل پاکستان اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ یعنی قرآنی دستور کو نافذ العمل نہیں کرتے۔ اس غیر آئینی، غیر اسلامی صورتحال سے پاکستان نہیں نکلتا، عوام متحد نہیں ہوتے۔ قرآن حکیم کی تعلیمات کی روشنی میں جدید تعلیمی نصاب کا نفاذ اور اسکا کردار و تشخص تیار نہیں ہوتا، ملت ایک مرکز پر اکٹھی نہیں ہوتی، بیرونی طاقتیں اپنا مفاد حاصل کرتی رہیں گی۔ مارشل لا کے باطل، غاصب فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ سے امریکہ اور اسکے اتحادی ممالک نے گن پوائنٹ پر اپنا مقصد حاصل کیا۔ اسی طرح آگے بھی کرتا رہے گا۔ جب تک اہل پاکستان نان کرپچن جمہوریت کے نظام حکومت اور ایسے فوجی سیاسی نان کرپچن جمہوریت کے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ سے نجات اور اللہ تعالیٰ کو حاکم اعلیٰ تسلیم نہیں کرتے۔

۱۱۔ امریکہ نے افغانستان، پاکستان اور مسلم ممالک کو نکیل ڈالنے اور اسلامی تہذیب اور ثقافت کو ختم کرنے کے بعد ورلڈ آرڈر کے منشور کے مطابق اب روسی ریاستوں روس اور چین پر اپنی بالا دستی قائم کرنے کے لئے انکی سرحدوں میں گھس کر ہوم ورک جاری کر رکھا ہے۔ اس کا سمندر سے پار آ کر افغانستان اور پاکستان میں داخل ہونا ایشیائی ممالک کے لئے کوئی نیک شگون نہیں۔ ہندوستان اور پاکستان دونوں ایٹمی طاقتیں بن چکی ہیں۔ امریکہ اس وقت تک اپنے مشن میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جب تک ان دونوں ممالک کو جنگ میں دھکیل نہیں دیتا۔ انہی وجوہات کی بنا پر وہ جدید ترین اسلحہ کو لیکر ایشیائی ممالک میں پوری طرح براجمان ہوتا جا رہا ہے۔ اس کا پرانا کھیل ہے کہ کبھی وہ عراق کو ایران کے خلاف مہلک ہتھیار مہیا کرتا ہے۔ کبھی عربوں کے ساتھ ملکر عراق کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ کبھی بوسینیا میں مسلمانوں کی نسل کشی کرواتا ہے۔ کبھی فلسطین میں مسلمانوں کے تمام شہروں پر ٹینکوں، توپوں اور ہوائی حملوں سے اسرائیل کا قبضہ کرواتا ہے۔ اور کبھی انکی عورتوں، مردوں، بچے، بوڑھوں، کی لاشوں کے ڈھیر لگواتا آرہا ہے۔ کبھی افغانستان کو روس کے خلاف مہلک اسلحہ فراہم کر کے اسکے ٹکڑے ٹکڑے کروا دیتا ہے۔ کبھی افغانستان پر دوسری جنگ عظیم سے زیادہ مہلک جدید ترین اسلحہ کے بے پناہ استعمال سے بے گناہ، مستورات، معصوم بچوں، عام شہریوں، عوام الناس اور بے ضرر مخلوق خدا کو وحشتناک ہوائی حملوں، تباہ کن لیزی کٹر بموں، کروز میزائیلوں، توپوں، ٹینکوں کے گولوں سے ان کی بستیاں، ان کے گاؤں ان کے شہر، ان کے گھروں، ان کی فصلوں، ان کے جانوروں کو نیست و نابود کر دیتا ہے۔ ان تمام حالات کا جائزہ لینا ہوگا۔

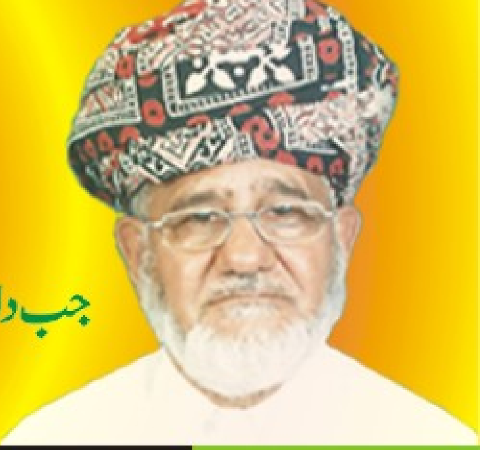

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۲۔ اے دور حاضر کے مغربی حکمرانو! اے دور حاضر کے دانشورو! اے مغربی تہذیب کے مدبرو! اے یو این۔ او کے ادارے کے وارثو!' اے یہودیت اور عیسائیت کی تہذیب کے شاہکارو! اے انسانیت کے مونسو! اے عدل وانصاف کے منصفو! اے ہولناک ہتھیاروں کے موجدو! اے جدید علم وبرہان کے علمبردارو! اے باطل، غاصب سیاست کے پجاریو! ذرا طاقت، غصہ اور انتقام کی آگ کو کنٹرول کرو۔ تھوڑا سا صبر سے کام لو۔ اس سانحہ، تخریب کاری اور دہشت گردی کے عوامل اور محرکات کا جائزہ لو۔ واقعات کو عقل سلیم سے پرکھو، حقائق تک پہنچنے کی کوشش کرو۔ اصل وجوہات ڈھونڈو۔ جن عوامل محرکات کی وجہ سے یہ دلسوز سانحہ رونما ہوا۔

۱۳۔ یاد رکھو اور غور سے سن لو۔ اس وقت خاص کر امریکی اور بالعموم دنیا بھر کے عوام ایک کٹھن اور تباہ کن موڑ پر کھڑے ہیں۔ دنیا بھر کے سیاستدانوں اور اس دور کے تمام ممالک کے حکمرانوں۔ دنیا کے تمام مفکرین، اہل بصیرت، دانائے وقت، دیدہ وروں، اہل حکمت، اہل عرفاں، اہل باطن، اہل نظر، اہل دل، شب بیداروں، حق پرستوں، صاحب دعا اور مونس انسانیت کے دروازے پر دستک دینا ضروری ہو چکا ہے۔ تاکہ وہ معصوم، بیگناہ مخلوق خدا، پوری انسانیت اور اس جہان رنگ وبو کو تباہ وبرباد اور مکمل نیست ونابود ہونے سے بچائیں۔ ان سوالات کا جواب تلاش کریں۔ تاکہ صحیح صورت حال سے آگاہی حاصل ہو سکے۔ اور اس المیہ جس سے پوری انسانیت اور ہر قسم کی مخلوق دوچار ہو چکی ہے اس کا تدارک کیا جا سکے۔

۱۴۔ انسانیت کا مجرم کون ہے؟

۱۵۔ امریکہ کے ان فلک بوس ٹاوروں کو منہدم کرنے والا کون ہے؟

۱۶۔ ان سات ہزار پیاری، لاڈلی، خوبصورت انسانی زندگیوں کا قاتل ہزاروں زخموں سے چور اور نڈھال انسانوں کی اذیتوں کا ذمہ دار کون ہے؟

۱۷۔ کیا جنگ ایسے سانحہ، ایسے المیہ، ایسی دہشت گردی کو روکنے کا تدارک یا سبب بن سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ مسئلہ ٹیبل پر بیٹھ کر حل کیا جا سکتا ہے۔

۱۸۔ کیا اس قسم کے دہشت گردوں پر قابو پایا جا سکتا ہے؟

۱۹۔ کیا دنیا کے تمام ایٹمی پلانٹ ان سے محفوظ رہ سکتے ہیں؟

۲۰۔ کیا بین الاقوامی پروازیں ان دہشت گردوں سے اس واقعہ کے بعد محفوظ رہ سکتی ہیں؟

۲۱۔ کیا کسی ملک کی کوئی اسمبلی بھی ان دہشت گردوں سے محفوظ رہ سکتی ہے؟

۲۲۔ کیا چند دہشت گردوں کو ختم کرنے کیلئے سینکڑوں، ہزاروں، لاکھوں بیگناہ، معصوم اور بے ضرر انسانوں پر اور ان کی بستیوں پر بمباری کر دینا ٹھیک ہے اس کا کوئی جواز بنتا ہے؟

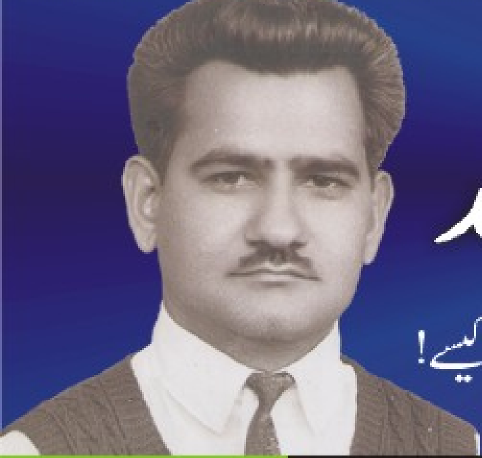

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۲۳۔ کیا اسلحہ ساز فیکٹریاں ان دہشت گردوں سے محفوظ رہ سکتی ہیں؟

۲۴۔ کیا کمپیوٹر میں وائرس آ سکتا ہے؟

۲۵۔ کیا جہازوں میں کمپیوٹر نصب نہیں ہوتے؟

۲۶۔ کیا جو چیز ایجاد یا تیار کی جا سکتی اسے ناکارہ نہیں کیا جا سکتا؟

۲۷۔ کیا ایٹمی آبدوزیں ان دہشت گردوں سے محفوظ رہ سکتی ہیں؟

۲۸۔ کیا کسی ملک کی کوئی ایمبیسی یا اسکا کوئی کارکن کسی ملک میں محفوظ ہے؟

۲۹۔ کیا کسی کمزور ملک یا حکومت یا اس کی بے گناہ عوام پر بری بحری فضائی حملے کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دینا۔ اس کی معصوم، بیگناہ، بچے، بوڑھوں، نوجوانوں اور مستورات پر مشتمل عوام کا قتل عام کرنا، انکے عضا فضاؤں میں بکھیر دینا اور ان کے ملک پر قبضہ کر لینا دہشت گردی ہے۔ یا حملہ آوروں کے خلاف گوریلا جنگ لڑنا اور ان ناجائز قابضین کو قتل کرنا دہشت گردی ہے۔؟ کیا افغانی دہشت گرد ہیں یا یہ ظالم۔

۳۰۔ کیا کشمیری دہشت گرد ہیں یا ہندوستان جس نے کشمیر پر ۱۹۴۸ء سے قبضہ کر کے لاکھوں بے گناہ انسانوں کا قتل عام کیا۔ اور بیشمار لوگوں کو زخمی کیا اور ابھی کرتا جا رہا ہے۔ کیا ہندوستان کی سات لاکھ فوج دہشت گرد ہے یا وہ کشمیری دہشت گرد ہیں جو اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں؟

۳۱۔ کیا فلسطینی دہشت گرد ہیں یا اسرائیل جس نے انکے ملک پر فوجی طاقت کے ذریعہ قبضہ کر رکھا ہے۔ اور ہر روز انکا قتل عام کئے جا رہا ہے۔ کیا جنگی جہازوں، ٹینکوں، توپوں سے قتل عام کرنے والے دہشت گرد ہیں یا خودکش حملے کرنے والے دہشت گرد ہیں؟

۳۲۔ بوسینیا اور کاسووا میں قتل عام کس نے کیا۔ دہشت گرد کون تھا۔ اتنی بڑی دہشت گردی کروانے کا اصل مجرم کون ہے۔ بین الاقوامی عدالت نے ان کا تدارک کیا کیا ہے۔ کیا مجرموں کو سزا دی گئی ہے۔

باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۳۳۔ ان حالات وواقعات کے مضمرات پر غور وفکر کرنے کے لئے دنیا بھر کے انسانیت دوستوں کو مدعو کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔تا کہ اصل حقائق کو تلاش کر سکیں۔انکی روشنی میں اسکا تدارک کر کے دنیا کو ہولناک تباہی کے عذاب سے محفوظ کر سکیں۔دنیا کو امن کا گھوارا بنانے کا راستہ تلاش کر سکیں ۔آنیوالی نسلوں، بنی نوع انسان اور ہر ذی جان کو تحفظ، راحت، خوشیاں اور امن جیسی لازوال دولت سے مالا مال کر سکیں۔ایسی غاصبانہ ظالمانہ، انسانیت کش، عدل کش، بے رحم طرز حیات اور باطل، غاصب طرز سیاست، عبرتناک حکومتی نظام اور سسٹم سے ہمیشہ ہمیشہ کیلیئے نجات حاصل کر سکیں۔اس وحشیانہ اور انسانیت کش طرز حیات کو عدل وانصاف کا غسل دے کر۔محبت وادب اور انسانیت کی خدمت جیسی اعلیٰ خوبیوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لاسکیں۔اے ابن مریم کو ماننے والو! اے انکی تعلیمات کے سنہرے اصولوں، روشن راستوں کی پیروی کرنے والو! اے انکے حسن عمل، دلربا عمل اور انکے دلکش عمل کے وارثو! بیماروں کا علاج، دکھی انسانیت کا مداوا کرنے والو!۔باطنی اور روحانی مریضوں کیلیئے شفا مہیا کرنے والو!۔رشد وہدایت کے چراغ روشن کرنے والو!۔ذرا یہ بات تو بتاؤ کہ انکی تعلیمات کی اطاعت اور انجیل مقدس کے دستور کی پیروی کرنے، انسانیت کی خدمت کرنے میں عظمت ہے یا ان کی تعلیمات اور ضابطہ حیات سے بغاوت اور سرکشی کرنے میں فلاح مضمر ہے۔آؤ مل بیٹھیں۔اپنے کردار اور اعمال کا از خود احتساب کریں۔سیاست کے گمراہ، سیاہ، اذیت ناک، عبرت ناک، دردناک، بدامنی اور تباہی پھیلانے والے سیاہ راستوں سے اجتناب کریں۔بدکرداری کی تباہ کن سرخ آندھی اور تاریک سیاست سے توبہ کریں۔اپنے روح القدس جیسے عظیم پیغمبر خدا کی تعلیمات کے منور راستہ کی پیروی کریں۔سیاست کے گمراہ کن اصولوں کی پیروی کروگے تو عیسائی نہیں بدکردار، ظالم، غاصب، وحشی درندے اور بے ضمیر سیاستدان اور حکمران کہلاؤ گے۔ابن مریم کی تعلیمات کی پیروی کروگے تو سیاستدان نہیں معصوم، پاکیزہ، مونس انسانیت، ہر دل عزیز اور محترم عیسائی کہلاؤ گے۔منافق کی زندگی توبہ کے دروازہ تک رسائی حاصل نہیں کرسکتی۔منافقت سے توبہ کر لو۔محبت اور ادب تمہارا نصیب اور دلوں پر تمہاری حکومت ہوگی۔آؤ انسانیت کے ناطے سے درج ذیل چند سطور کو پڑھیں، پرکھیں، تجزیہ کریں تاکہ صحیح راستہ کا تعین کیا جا سکے۔اس جہان رنگ وبو کو تباہی سے بچا کر امن کا گہوارہ بنایا جا سکے۔

۳۴۔ ستمبر ۲۰۰۱ کی ہولناک دہشت گردی کے عبرتناک واقعہ نے پوری انسانیت کو جھنجوڑ کر رکھ دیا۔ سات ہزار حسین و جمیل معصوم، بے گناہ مخلوق خدا کا اجتماعی قتل اور گھناؤنی تباہی کا کھیل کسی افغانی مسلمان کا عمل نہیں ہوسکتا۔ کوئی بھی افغانی باشندہ اس علم سے واقف اور آشنا نہیں ہوسکتا۔ ایسی ٹیکنیک سے واقف بھی نہیں اور اتنی مہارت سے روشناس بھی نہیں ہوسکتا۔ اتنا بڑا رول ادا کرنے کے قابل بھی نہیں ہوسکتا۔ جو امریکہ جیسے عظیم ملک کی تمام احتیاطی تدابیر اور تمام تحفظ کے سسٹم اور نظام کو پاش پاش کرسکیں۔ چار جہازوں کو پروگرام کے مطابق یکے بعد دیگرے ہائی جیک کریں۔ نیویارک اور واشنگٹن کے ٹاوروں کو نشانہ بنائیں۔ ان سے ٹکرائیں اور ان کو ریزہ ریزہ کرکے فضاؤں میں بکھیر دیں۔ سات آٹھ ہزار انسانی زندگیوں کو پلک جھپکنے میں نیست و نابود کردیں۔ ہزاروں بے گناہ انسانوں کو زخموں اور اذیت میں ناکردہ جرم کی پاداش میں مبتلا کردیں۔ ایک طرف تو امریکہ کی معصوم و بیگناہ اور بے ضرر مخلوق خدا کا چند نامعلوم بدنصیب دہشت گردوں نے قتل عام کیا۔ دوسری طرف امریکی سیاستدان، حکمران بغیر کسی ٹھوس ثبوت کے لاکھوں افغانی معصوم بے قصور ننھے منھے بچوں، عورتوں، مردوں، جوانوں، بوڑھوں اور تمام عوام الناس کو جدید اسلحے سے ان کا قتل عام کرنے اور صفحۂ ہستی سے مٹانے کا عمل جاری کردیا۔ بات صرف اتنی سی ہے، افغانستان کے حکمرانوں نے امریکن سیاستدانوں کی دھونس، رعب اور حکم کی تعمیل نہیں کی۔ اور اسامہ بن لادن جو ان کا ہی تربیت یافتہ شخص تھا۔ ان کے حوالے کرنے سے انکار کیا۔ جس نے امریکہ کی مدد و معاونت سے روس کی جنگ کے دوران افغانیوں کی مدد، معاونت اور دل و جان سے ان کا ساتھ دیا تھا۔

۳۵۔ یہودی سیاستدانوں کا اثر و رسوخ امریکی گورنمنٹ میں کتنا ہے۔ ان کی تعداد اقتدار میں کتنی ہے۔ ان کی پالیسیاں تشکیل کون کرتا ہے۔ ان کے انتظامی امور میں کہاں تک ان کا عمل دخل ہے۔ وہ کسی سے چھپا نہیں۔ نشر و اشاعت اور پریس میڈیا پر وہ کیسے چھائے ہوئے اور کنٹرول کئے بیٹھے ہیں۔ دنیا کی آنکھوں میں کیسے دھول ڈالتے ہیں۔ اصل حقائق کس حد تک سامنے آنے دیتے ہیں۔ کس شاطرانہ طریقہ سے مخلوق خدا کو گمراہ کرتے اور دھوکہ دیتے چلے آرہے ہیں۔ دنیا کا قائم کردہ عدل و انصاف کا یو۔ این۔ او۔ کا ادارہ کس کے زیر اثر اور زیر کنٹرول ہے۔ جھوٹے کیس، جھوٹے جج، اس کی افادیت کن کے لئے ہے۔ ویٹو کی پاور عدل و انصاف کو کیسے مسخ کرتی ہے۔ ابن مریم کی تعلیمات سے عیسائیت کو کیسے محروم کیا جارہا ہے۔ مسلمانوں کی مسلسل تباہی اور قتل و غارت کا عمل کب اور کیسے ختم ہوگا۔ اسکا جواب وقت کے پاس محفوظ ہے۔ اس ظالم، اذیت ناک، عبرت ناک، خونی ہولی کے گھناؤنے کھیل کا اصل مصنف اور اسکے کردار کون کون سے ہیں۔ روز روشن کی طرح یہ امریکی سیاستدان، امریکی عوام، اور امریکی حکمران اصل حقائق سے بالکل آشنا ہیں۔ چونکہ یہودی لابی امریکی حکمرانوں اور سیاستدانوں پر پوری طرح چھا چکی ہے۔ اور وہ عیسائیوں اور مسلمانوں کو آپس میں لڑانے، الجھانے اور جنگ میں ملوث کرنے کی پالیسی پر گامزن ہے۔ دیکھتے ہیں وہ کس حد تک کامیاب ہوتے ہیں۔ یہ نہ ختم ہونے والی جنگ کا آغاز ہوگا۔ خودکش حملے تیز تر ہوجائینگے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

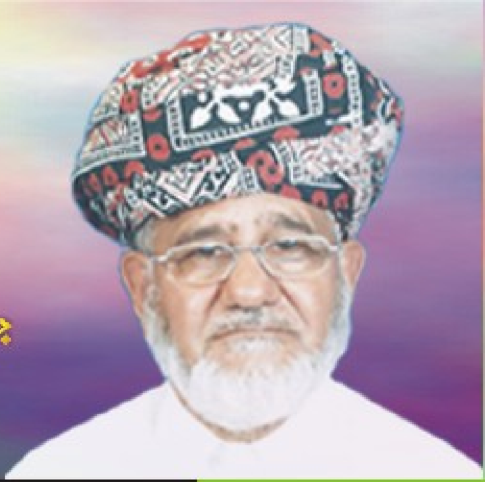

دور حاضر کے فرعونوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خوف، اس کی تلاش اور بیگناہ مخلوق خدا کا قتل عام

الف۔ تمام ممالک کے آزادی پسند اور بین الاقوامی سطح پر تمام مظلوم ممالک اور اقوام ان سے پچھلی صدی کے ظلم وتشدد کا حساب چکانے کے لئے اکٹھی ہوتی جائیں گی۔تمام دنیا امن اور سکون کے لئے ہاتھ ملتی رہ جائے گی۔ امن پسند، مظلوم، مجبور اور دل برداشتہ خودکش حملہ آوروں کے ہاتھوں دنیا کے کسی کونے میں کوئی امریکی، کوئی عیسائی یا یہودی کسی بھی ملک یا دنیا کے کسی بھی کونے میں محفوظ نہیں ہوگا۔یہ عبرتناک کھیل ایٹمی جہنم کی آگ کو سلگا رہا ہے۔دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کے سیاستدانوں، حکمرانوں کو عدل وانصاف کا احترام اور اہتمام کرنا ہوگا۔انسانیت کے رشتے کا تقدس بحال کرنا اور پوری انسانیت کا تحفظ کرنا ہوگا۔امریکہ کے حکمران اور انکے مغربی اتحادی لیڈران اپنی فرعونی طاقت کے بلبوتے پر ایک کمزور ملک پر جنگ مسلط کر کے پوری دنیا کے کمزور ممالک کے طاقتور خودکش اسلحہ سے لیس دہشت گردوں سے جنگ کا آغاز کر چکے ہیں۔افغانستان کے بے گناہ اور مجبور افغانیوں پر تھونپی ہوئی جنگ سے نجات حاصل کرنا امریکیوں اور انکے اتحادیوں کے لئے کوئی آسان کام نہیں۔بدقسمتی سے ان کا علم ان کی حکمت ان کی تدبیر بدبختی اور جہالت کے راستے کو اپنائے ہوئے ہے۔وہ تو ہر قیمت پر افغانستان کی حکومت کو دہشت گرد بنانے اور ختم کرنے پر تلے ہوئے تھے۔اسامہ بن لادن کو بین الاقوامی دہشت گرد بنا چکے تھے۔دنیا بھر میں نشرواشاعت کے میڈیا سے افغانستان کے خلاف یکطرفہ جنگ جیت کر دنیا کی رائے ہموار کر چکے تھے۔وہ جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ میں ڈھال چکے تھے۔جھوٹ اور منافقت پر مبنی طرز حیات نہ یہودیت کے مذہب کا حصہ ہے، نہ عیسائیت کا اور نہ ہی اسلام کا۔بدقسمتی سے سیاست کا مذہب ان تمام خدائی مذاہب کے بنیادی، فطرتی، حقیقی سچائیوں کے اصولوں کے برعکس ہی نہیں۔ بلکہ وہ ایک دوسرے کی ضدیں ہیں۔

ب۔ تمام سیاستدان اور ان میں سے چنے ہوئے حکمران اپنے اپنے مذاہب کے منافی، متضاد اور انکی تعلیمات کی روح کو مسخ کرنے والے لوگ ہیں۔ اور وقت کے بدترین دجال کا رول ادا کرتے چلے آرہے ہیں۔ان، سیاسی رہنماؤں کا کردار دھوکہ، فریب، ظلم، زیادتی، تشدد، قتل وغارت، عدل کشی، ناانصافی، انسانیت سوزی، دل سوزی اور منافقت کے ہر گھناؤنے عمل سے گذر کر اقتدار اور حکومت حاصل کرنے اور اس کو قائم رکھنے کا نام ہے۔سیاست کے روپ میں سیاسی یہودی، سیاسی عیسائیوں پر امریکہ میں پوری طرح چھائے ہوئے ہیں۔وقت قریب آرہا ہے۔جب تمام سرکاری اداروں کے سربراہ امریکہ میں یہودی ہی ہوں گے۔امریکہ کی حکومت اور اس ملک کی مکمل اقتصادیات اور معاشیات ان کے قبضہ قدرت میں ہونگی۔عیسائی انکی فیکٹریوں اور کارخانوں میں انکے ملازم اور نوکر ہونگے۔مسلمانوں پر وہ کچھ نہیں گذری ہوگی جو کہ پوری عیسائیت پر گذرنے والی ہے۔امریکہ میں یہودی لابی حکومت کی نائب اور مصاحب کے فرائض ادا کرتی ہے۔اور حکمران انکے ہاتھوں میں کھلونا بنے ہوئے ہیں۔عیسائیت کے سیاسی اور حکومتی رہنما، عدل وانصاف، سچائی اور رحم جیسی فطرتی خصوصیات خدائی صلاحیتوں جیسی روحانی دولت سے محروم ہو چکے ہیں۔انکی اس پالیسی کی وجوہات کی بنا پر آج ہر امریکی شہری اور اسکے تمام اتحادی غیر محفوظ ہو چکے ہیں۔اگر اس پالیسی کو ترک نہ کیا گیا تو دنیا کے تمام مظلوم عوام یعنی دہشت گرد ایسی ٹیکنالوجی اور ایسا سامان حرب تخلیق کرنے اور اسے استعمال کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔جو بے گناہ، معصوم اور بے ضرر امریکی عوام الناس کو مکمل نیست ونابود اور خاکستر کرنے کا سبب بن سکتے ہیں۔یہ کوئی اچھی بات نہ ہوگی۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

ندائے وقت | **باب 3 پیرا 36-35** | دور حاضر کے فرعونوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خوف، اس کی تلاش اور بیگناہ مخلوق خدا کا قتل عام

پ۔ مخلوق خدا کیلئے بہتر انسان وہ ہوتا ہے جو انسانیت کیلئے بے ضرر ہو۔ اس سے بھی بہتر انسان وہ ہوتا ہے جو مخلوق خدا کیلئے منفعت بخش ہو۔ طاقت اور قوت کا گھمنڈ انسان کو فرعونیت کا راستہ دکھاتا ہے۔ عجز و انکساری، رحم و شفقت، درگذر اور حسن اخلاق کا عمل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی منزل کا مسافر بناتا ہے۔ اصل میں مغربی ممالک اور خاصکر امریکہ نے اپنے ملک میں بہت ساری اسلحہ ساز فیکٹریاں اور مہلک اسلحہ کے ذخائر اکٹھے کر رکھے ہیں۔ اطرح ایٹمی پلانٹ، ایٹمی میزائل، ایٹمی وارھیڈ، اور خطرناک ایٹمی بموں کے انبار بھی انکے ہاں موجود ہیں۔ جو انکے سب سے بڑے دشمن ان کے اپنے ملک میں موجود ہیں اور انکا بری طرح حصار کئے بیٹھے ہیں۔ جو ان کی تباہی کا باعث کسی وقت بھی بن سکتے ہیں۔ اب دنیا میں جنگ کا قانون اور طریقہ کار بدل چکا ہے۔ سیاستدان اور حکمران معصوم عوام کو گمراہ کر کے دنیا کے کونے کونے میں محاذ آرائی اور قتل و غارت کا گھناؤنا عمل جاری کئے بیٹھے ہیں۔ امریکہ کے حکمران کتنے ظلم کی بات ہے۔ کہ وہ القاعدہ کی تنظیم کے ارکان کو سمندروں پار، افغانستان کے پہاڑوں میں پکڑنے کے لئے ہوائی حملوں سے بستیوں کی بستیوں کو تباہ کر رہے ہیں۔ جب کہ القاعدہ کے اصل تخریب کار انکے ملک میں گھسے بیٹھے ہیں جو کسی وقت بھی بھیانک تباہی مچا سکتے ہیں۔ ستمبر ۲۰۰۱ء کے بعد ناقابل تسخیر امریکہ ایک بے یار و مددگار ملک بن چکا ہے۔ ان کا کوئی شہری بھی دنیا کے کسی کونے میں محفوظ نہیں رہا۔ ایسے حکمرانوں، ایسے سیاستدانوں، ایسے پالیسی سازوں ایسے دانشوروں، ایسے مدبروں کو کون سمجھائے۔ کہ ظلم و بربریت انسانوں کے دلوں میں نفرت اور انتقام کی آگ بھڑکاتی ہے۔ فطرت کا اصول ہے کہ چیونٹی ہمیشہ ہاتھی کی موت کا سبب بنتی چلی آرہی ہے۔ دلوں پر حکومت کرنے کا گر، گیان کسی گیانی، کسی پادری، کسی ابراہیم لنکن، کسی صاحب بصیرت، کسی دیدہ ور سے سیکھ لیں۔ تا کہ وہ اس درندگی سے نجات پاسکیں اور انسانیت میں امن و آشتی کی خیرات تقسیم کر سکیں۔

۳۶۔ انسانوں کیساتھ حسن سلوک کے آشنا ہی انسانیت کے ماندری ہوتے ہیں۔ امریکی عوام الناس اپنی روحانی کتاب انجیل مقدس کی تعلیمات کو آج بھی نہ صرف تسلیم کرتے ہیں۔ بلکہ اس کی پیروی کو ذریعہ نجات تصور کرتے ہیں۔ اس وقت پچاس فی صدی کسے زیادہ امریکہ میں سرکاری عہدوں پر مادہ پرست یہودی فائز ہیں۔ انہوں نے عیسائی سیاست دانوں کو دبوچ رکھا ہے۔ جرمن اور روس نے انکی ان سیاسی اور معاشی شاطرانہ حرکات و سکنات کی وجہ سے ان کو اپنے ممالک سے نکال باہر پھینکا تھا۔ جو انکے سب سے بڑے دشمن انکے ملک میں موجود ہیں۔ کسی وقت بھی تمام سیکورٹی کے انتظامات کو درہم برہم کر کے چار جہازوں اور دو ٹاوروں جیسی تباہی کا باعث پھر بھی بن سکتے ہیں۔ حادثہ سے بچنے کے لئے یا ضروری تدابیر اختیار کر لیں یا حادثہ رونما ہونے تک انتظار کر لیں۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔ اور ایسی ناگہانی آفات سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

۳۷۔ جرمن قوم کو جنگ میں شکست دینے کے بعد ان کی نسل کشی امریکہ اور ان کے اتحادی سیاست دانوں نے کتنی بے رحمی اور سنگدلی سے کی۔ آٹھ سال کے بچوں سے لے کر جوانوں اور ۸۰ سال تک کے بوڑھوں کا قتل عام ان کی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کے سامنے کیا۔ ہر قسم کا ظلم اور ان کے عزیزوں کا قتل عام اور ان کی مستورات کے ساتھ زبردستی سنگینوں کی نوک پر جنسی تشدد کس نے کیا۔ انکی مستورات، انکی بچیوں اور انکی عورتوں کی چھاتیوں اور شرم گاہوں کو کن لوگوں نے چیرا۔ کیا ان اذیت ناک زخموں کا درد اس قوم کے دل و دماغ میں آج بھی ٹیسیں نہیں مار رہا۔ کیا ان کو اپنے بزرگوں، ماں، بہن، بیٹیوں کی عبرت ناک، دل سوز، آپ بیتیوں کا انتقام لینے سے کوئی روک سکتا ہے۔ کیا انہوں نے امریکنوں کے بدترین غلامی کی اذیتوں کے کرب ناک دن نہیں دیکھے اور گذارے۔ کیا ان حقائق کو کوئی جھٹلا سکتا ہے۔ کیا مفتوحہ انسانوں کے ساتھ مہذب اقوام ایسا ہی حسن سلوک کیا کرتی ہیں؟

۳۸۔ کیا امریکیوں اور انکے اتحادیوں نے ہیروشیما اور ناگاسا کی پر ایٹم بم گرا کر جاپانیوں کے معصوم بیگناہ لاکھوں آباؤ اجداد، انکے بچوں، جوانوں، بزرگوں، ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کو چند لمحوں میں پوری کی پوری نسلوں اور انکی تمام کی تمام تعمیرات اور مکمل نظام زندگی کو نیست و نابود نہیں کیا تھا۔ کیا وہ سب کچھ بھول چکے ہیں۔ کیا یہ یقین کر چکے ہیں کہ انکی یاداشت میں سلگتی چنگاریاں بجھ چکی ہیں۔ اس قوم کے دلوں سے ان اذیتوں کا ناسور کون ختم کرسکتا ہے۔ انسانی فطرت بدل نہیں سکتی۔ نفرت اور انتقام کی آگ ایسے افراد اور اقوام کے سینوں میں سلگتی رہتی ہے۔ کیا اس زخم کی مرہم ان امریکیوں، عیسائیوں، یہودیوں اور مغرب والوں کے پاس ہے۔ مسلمان آج کے جدید علوم، اسلحہ سازی اور ٹیکنالوجی میں بہت پیچھے رہ چکے ہیں۔ انکی ظاہری تعلیم و تربیت فرنگی نظام کے تحت ہو رہی ہے۔ جبکہ انکا دین اسلام ہے۔ اس حقیقت کو کوئی نہیں جھٹلا سکتا۔ انکی تمام عبادات اور باطنی تربیت پر اسلام کی گہری چھاپ کا اثر نمایاں ہے۔ انکا کردار دینی اور دنیاوی تربیت کے تضاد کا شکار اور منافقت کی آگ میں سلگ رہا ہے۔ پوری ملت انتشار کا شکار ہو چکی ہے۔ مسلم ممالک کے چند حکمران اور قلیل سی تعداد میں بدبخت سیاستدان طبقاتی معاشی، طبقاتی معاشرتی نظام اور سسٹم کا گھناؤنا کھیل اپنا کر ملت اسلامیہ کو تباہی اور بربادی کی چتا میں دھکیلتے چلے آ رہے ہیں۔ دنیا کے اسلامی ممالک میں سے کسی ایک ملک کے پاس نہ تو اتنی سائینٹیفک تعلیم اور نہ ہی تربیت ہے۔ جو امریکہ جیسے ملک کا جدید ترین نظام حرب اور دفاعی سسٹم روند ڈالیں۔ ایک ہی وقت میں چار جہاز اغوا یا ہائی جیک کریں۔ نیویارک اور واشنگٹن کے دو عظیم ٹاوروں کو نشانہ بنائیں۔ یہ کون لوگ تھے۔ یہ کہاں سے آئے تھے۔ کیا یہ ان جہازوں کے پائیلٹ ہی تھے۔ کیا ان دہشت گردوں نے ان تمام پائیلٹوں اور عملہ سے جہاز چھین کر انکے رخ ٹاوروں کی طرف موڑ دیئے تھے۔ کیا کسی مسافر نے بھی ان جہازوں میں ان دہشت گردوں کے خلاف مداخلت نہ کی۔ کون اپنی قیمتی زندگیوں کو ختم کرسکتا ہے۔ کیا یہ دہشت گرد تھے یا حریت پسند۔ یہ دہشت گرد یا حریت پسند کن حالات نے پیدا کئے۔ ان کی داستان کیا ہے۔ کن مجبوریوں اور کن ظالمانہ واقعات نے ان کو جنم دیا۔ وہ کن ممالک کے لوگ تھے۔ کن تنظیموں نے انکو پروان چڑھایا۔ یہ تنظیمیں کیوں معرض وجود میں آئیں۔ ان دہشت گردوں یا حریت پسندوں نے تمام دنیا کے ممالک کو چھوڑ کر امریکہ کا انتخاب کیوں کیا۔ اسکا جواب امریکہ کے عوام امریکی سیاسی حکومتی ٹولہ سے پوچھیں اور جواب لیں۔ کیا انکے مجرم وہ دہشت گرد یا حریت پسند تھے یا یہ ظالم، بے رحم، سنگدل، سیاستدان یا حکمران ہیں۔ جن کا کردار اقوام عالم پر ہر قسم کا جرم اور ظلم و قتال جیسا گھناؤنا اور بھیانک عمل زندگی کا حصہ بن چکا ہے۔

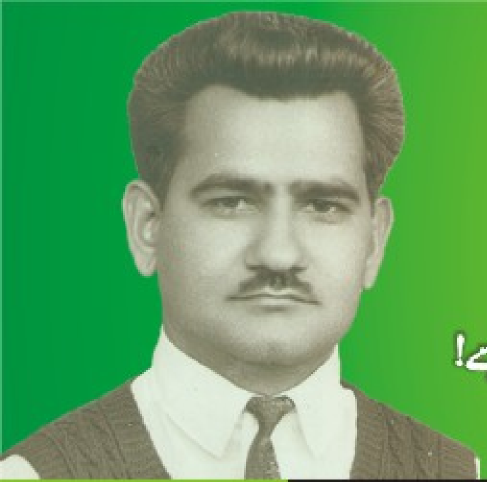

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۳۹۔ کیا امریکہ جیسا بین الاقوامی دہشت گرد حکومتی ٹولہ اور مغرب کے دوسرے اتحادی ممالک جنہوں نے مادہ پرست یہودیوں کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے اسرائیل کا وجود اسلحہ کی نوک پر قائم کیا۔ نیپام بموں اور جدید مہلک ہتھیار یہودیوں کو سپلائی کر کے اس اسلحہ کی برتری سے عرب ممالک کی افواج اور عوام کو تباہ اور خاکستر کر کے ان کے سروں کے اوپر ایک بدترین ظالم دشمن کس نے بٹھایا ہے۔ کیا فلسطینی آج بھی اس اسلحہ کی برتری کی تباہی کا ایندھن نہیں بنتے آ رہے۔ کیا عربوں، فلسطینیوں کے دلوں میں نفرت کی آگ بھڑک نہیں رہی۔ کیا وہ جینے کا حق لینے میں کوئی کسر چھوڑینگے۔ کیا وہ حریت پسند مجاہد معصوم زندگیوں کے قتال کا بدلہ لینے اور اپنے ملک کو آزاد کروانے کے لئے ہر قسم کی جنگ لڑنے سے باز آئیں گے، چاہے تم اس جنگ کا نام دہشت گردی ہی کیوں نہ رکھو۔ تم انکے خودکش حملوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کیا امریکی عوام دنیا کے کسی ملک میں بھی محفوظ رہ سکتی ہیں۔ وقت آ رہا ہے کہ دنیا کی تمام مظلوم غیر ترقی یافتہ اقوام ایک مرکز پر اکٹھی ہو کر انکو عبرت کا نشانہ بنا کر رکھ دیں گی انکے ایٹمی پلانٹوں ایٹمی بموں کو سلگا کر رکھ دیں گی۔ انکی ایجادات، انکی تمام ترقی کے اسباب انکی تباہی کا باعث بننے کیلئے فطرت کے امر کے منتظر کھڑے ہیں۔ انسانیت کے مجرموں نے بہت بڑے دشمن اپنے اپنے ممالک میں آپنی تباہی کیلئے اکٹھے کر رکھے ہیں۔ یہ کوئی بنی نوع انسان کیلئے خوشی کی بات نہیں ہوگی۔ امریکی اور انکے اتحادی ممالک کی عوام کے دیدہ وروں، اہل بصیرت مذہبی رہنماؤں کو انجیل مقدس کے نظریات، اخلاقیات، تعلیمات کی سرکاری سرفرازی مخلوق خدا پر رائج کرنے، اخوت و محبت کی شمع روشن کرنے، خدمت خلق کے انمول کردار تیار کرنے مخلوق خدا کی حرمت بحال کرنے، عبادت و ریاضت کا نظام جاری کرنے، مذہبی درسگاہوں کو آباد کرنے، خیر و بھلائی کے عمل کو بحال کرنے، پیغمبران کے نظام حیات کے قریب ترین سادہ و سلیس زندگی بسر کرنے، قلیل ضروریات حیات، اعلیٰ اخلاق، عمدہ کردار، بہترین انسانی صفات سے مالا مال افراد خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، مخلوق خدا کیلئے بے ضرر، خالق کی مخلوق کیلئے منفعت بخش کرداروں کے سپرد حکومتی ایوان کرنا ایک بہترین شگون ہوگا۔ ابن مریم کے پرستار، مادہ پرستوں کے تپتے صحرا میں امن و آشتی کے بدی خواں تیار ہونگے۔

۴۰۔ اے مادہ پرست فلاسفرز کے پرستارو! اے جمہوریت کے انسانی تخلیق کردہ نظام حیات کے پیروکارو! اے پیغمبران کی تعلیمات کے متصادم استحصالی نظریات کے باغیو! انصاف کا ترازو اپنے ہاتھوں میں رکھو۔ ان حقائق کی روشنی میں اپنے ضمیر کا فیصلہ تو اقوام عالم کو سنا دو۔ بتاؤ اسلحہ تیار کرنے والا، اسلحہ فروخت کرنے والا، اسلحہ خرید کرنے والا اور اسلحہ معصوم، بے بس اور کمزور انسانیت پر استعمال کرنے والا کون ہوگا۔ کیا یہ سبھی لوگ انصاف کی لغت میں انسانیت کے اصل قاتل، مجرم اور بنیادی اور پیدائشی دہشتگرد ہیں یا نہیں۔ کیا اسلحہ ساز ممالک کمزور ممالک کو اسلحہ فروخت کر کے ان سے انکی دولت لوٹ نہیں لیتے۔ کیا وہ معاشی رہزن نہیں۔ کیا یہ دنیا میں پھیلے ہوئے معاشی اور معاشرتی دہشت گردوں کے سردار نہیں۔ کیا ایٹم بموں، ہائیڈروجن بموں، نائٹروجن بموں، ڈیزی کٹر بموں، کروز میزائیلوں ڈرون جہازوں اور ہر قسم کے مہلک ہتھیار تیار کرنے والے پوری انسانیت کے دشمن ہیں یا نہیں۔ کیا انکی چالوں سے بڑی چال اس خالق حقیقی کے پاس ہے یا نہیں۔ کیا فطرت کا کوئی عمل انکے بموں تک رسائی نہیں کر سکتا۔ القاعدہ کی تمام افواج، دنیا کے تمام اسامہ بن لادن انکے ممالک میں جدید بموں کی شکل میں چھپے بیٹھے ہیں۔ دنیا کے تمام طالبان تمہارے ایٹمی پلانٹوں، ایٹمی جہازوں، ایٹمی آبدوزوں میں چوکس کھڑے فطرت کی پابندی اور وقت کا انتظار بڑی بے تابی سے کر رہے ہیں۔ جبکہ تم انہیں افغانستان کے قریہ قریہ، بستی بستی، پہاڑوں میں بسنے والے معصوم، بے گناہ انسانوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر انکا قتال کئے جا رہے ہو۔ اگر اس حقیقت کا راز ان مغربی دانشوروں، حکمرانوں پر عیاں ہو جائے۔ تو ان کا بیلنس آف لائف ختم ہو جائے۔ اس دنیا میں ان کو کوئی بچا نہیں سکتا سوائے ابن مریم جیسے عظیم پیغمبر خدا کے نظریات، اخلاقیات، انکی تعلیمات کی روشنی میں تیار کیئے ہوئے نظام مملکت اور اسکے نمائندگان کی طرز حیات سے۔ خدا کرے کہ ان کا رخ پیغمبران کی طرف اور ان کی تعلیمات کی طرف مبذول ہو جائے۔ تا کہ دنیا دار الامن بن سکے۔ اللہ تعالیٰ ان کو نجات کا راستہ دکھائے۔ آمین۔

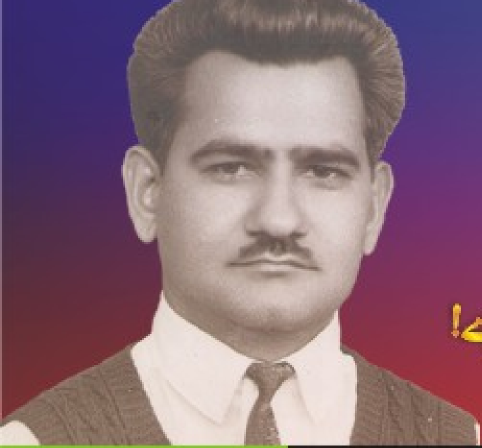

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۴۱۔ بوسنیا میں مسلمانوں پر کیا گذری۔ ان کی اجتماعی قبروں کی داستانیں وقت کی کتاب میں رقم ہیں۔ انسانیت کی لاشوں کی بے حرمتی کس نے کی۔ بچوں، بوڑھوں، جوانوں، ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کو جدید اسلحہ سے کن دہشت گرد حکمرانوں نے ان کا قتل عام کیا۔ اور کس نے کروایا۔ ان کی مستورات کی بے حرمتی اور جنسی تشدد کن ظالموں نے کیا۔ مسلمانوں کے ساتھ کیا بیت گئی۔ کیا گذری، کسی سے کچھ پوشیدہ اور چھپا ہوا نہیں۔ دنیا کی معزز عدالت یو۔ این۔ او۔ اور اسکے منصفوں نے اس وقت تک جان بوجھ کر مداخلت نہ کی۔ جب تک مسلمانوں کا **ملک** اور عوام الناس پوری طرح تباہ و برباد اور نیست و نابود نہ ہو گئے۔ کیا وہ انسان ہونے کے ناطے یا نسبت سے انسانیت کا ناطہ بھی ان سے ختم کر چکے تھے۔ کیا یہ تمام مظالم، یہ اندوہناک واقعات، یہ عبرت ناک اور شرمناک آپ بیتی بھول جائیں گے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ لاکھوں کروڑوں انسانوں میں سے چند ہزار ایسے مجاہد، نوجوان، حریت پسند، جان پر کھیلنے والے جان نثاروں کو پیدا کرنے سے کوئی کیسے روک سکتا ہے۔ تم **ملک** تباہ کر سکتے ہو، حکومتیں اسلحہ اور طاقت کی نوک پر ختم کر سکتے ہو۔ لیکن ایسی تنظیموں کو نہ کوئی حکومت روک سکتی ہے اور نہ ہی کوئی **ملک**۔ تم اپنے آپ کو، اپنے اہل وعیال کو، اپنے اتحادی ممالک کو اور اپنے اہل وطن کو کیسے پوری دنیا میں تحفظ فراہم کر سکتے ہو۔ جبکہ آپکا اپنا ہی **ملک** غیر محفوظ ہو چکا ہے۔ اب اسامہ بن لادن تمام دنیا میں بہت زیادہ پھیلا چکے ہو۔ کتنے قتل کرواؤ گے۔ کتنے ملکوں کو تباہ کرو گے۔ کتنی معصوم مخلوق خدا کو تباہ کرو گے۔ کتنے ملکوں کے حکمران بدلو گے۔ اور حکمران بدلنے سے کیا فوائد اور تحفظ حاصل کر سکو گے۔ اگر ان چند ممالک کو فتح کر بھی لو گے تو اس دنیا میں کب تک زندہ رہو گے۔ کیا یہودیوں اور عیسائیوں کو فرعون کی عاقبت کا کچھ پتہ نہیں۔

۴۲۔ امریکہ اور اس کے اتحادیو! یہ تو بتاؤ، اسامہ بن لادن کی تربیت کس نے کی، اس کو فن حرب کس نے سکھائے، اس کو دہشت گردی کا یہ عظیم سبق اور علم کس نے سکھایا، اسکی ٹریننگ کس نے کی۔ اس کو روس کے خلاف جہاد کے نام پر کس نے اکسایا۔ اور کس نے اپنے مفاد کے لئے استعمال کیا۔ افغانستان اگر اس وقت تمہارے کہنے میں نہ آتا۔ چار پانچ لاکھ جانوں کا نذرانہ روس کی جنگ میں پیش نہ کرتا، اپنے گھروندے اور **ملک** کو تباہ نہ کرواتا، روس کے ساتھ تعاون کر جاتا۔ اس کا اتحادی بن جاتا۔ اس کے سامنے سرنگوں ہو جاتا۔ بتاؤ روس کی یلغار کو تم میں سے کون تھا جو روک سکتا تھا۔ آج اسرائیلی ریاست ختم ہوئی ہوتی۔ دنیا کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔ روس تمہارے گھروں تک پہنچا ہوتا۔ اگر افغانستان، پاکستان، ایران اور دوسرے مسلم ممالک اہل کتاب ہونے کے ناطے اور اسی بنا پر تمہارے ساتھ اتحاد نہ کرتے۔ اتنی عظیم قربانیاں نہ دیتے۔ تو دنیا کا جغرافیہ آج بدلا ہوتا۔ وہ لوگ کچھ بھی ہوتے یقیناً وہ تم جیسے ظالم، غاصب، منافق، نام نہاد عیسائیوں اور یہودیوں کے روپ میں وحشی سیاسی درندے ہرگز نہ ہوتے۔ کم از کم تم جیسے دھوکہ بازوں اور ابن الوقت بدخو سیاست دانوں سے کہیں زیادہ بہتر ثابت ہوتے۔ یہ نظام مخلوق خدا پر کب تک مسلط رہے گا۔

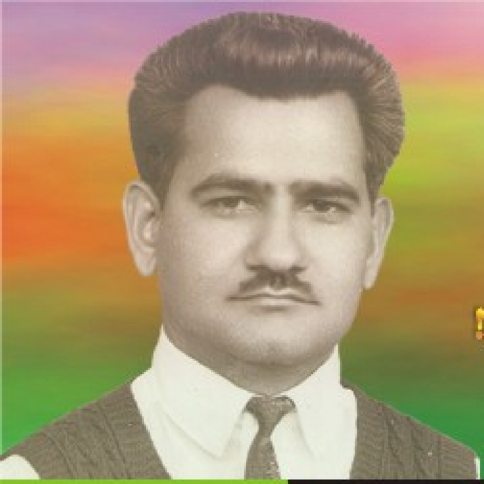

بابا جی عنایت اللہ

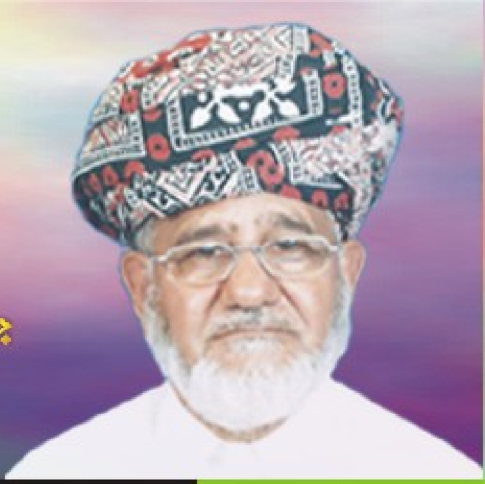

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۴۳۔ تم ہزار بار افغانستان پر حملہ کرو۔ تمہاری طاقت اور سیاست کا مدفن انشا اللہ یہی افغانستان بنے گا۔ اے ابن الوقت امریکی سیاستدانو! حکمرانو! اور انکے اتحادیو! تم تو کل تک افغانیوں کے بہترین دوست تھے آج تم کیسے بدترین دشمن بنے ہو۔ تم نے تو طالبان حکومت کو ختم کرنا یا بدلنا تھا۔ کتنے بے رحم اور ظالم ہو۔ تم نے انسانیت کا قتل عام شروع کر دیا۔ تم نے تو افغانستان کے معصوم بچے بچیوں، بیگناہ مستورات، بے ضرر نوجوانوں، ضعیف بوڑھوں کو دنیا کے مہلک ترین ڈیزی کٹر بموں، کروز میزائلوں، تباہ کن بمباری سے ہر ذی جان کا قتل عام کیا۔ تم انسانی شکل میں تہذیب حاضر کے کیسے وحشی اور درندہ صفت عیسائیت کے روپ میں سیاستدان ہو۔ کیا فطرتی عمل کو کوئی فرد روک سکتا ہے۔ کیا یہ افغانی تمہارے اس ظلم کا حساب چکانے میں کوئی کسر چھوڑیں گے۔ کیا اسطرح امن قائم ہو گا۔ کیا پورے مغرب میں ابن مریم کو ماننے والا پوری عیسائیت میں کوئی ایک فرد بھی ایسا نہیں جس کسی کے پاس انسانیت کے لئے رحم، محبت، شفقت، ادب و احترام کا فطرتی جذبہ موجود ہو جو انکو اس ظلم و بربریت سے روک سکے۔ چین بھی ایک سوشلسٹ ملک ہے۔ اس نے آج تک کسی ہمسائے ملک کے ساتھ زیادتی نہیں کی اور نہ ہی اسکو کسی نے نقصان پہنچایا ہے۔ اس کی دوستی اور دشمنی پر ناز ہے، وہ منافق نہیں۔ امریکہ اور اسکے اتحادی مغربی سیاستدانوں اور حکمرانوں جیسے بے ضمیر اور بدخصلت استحصالی اور دہشت گردی کے خالق بدخصلت سیاسی لوگ جو دوست کے روپ میں سعودیہ، کویت، کی مدد و معاونت اور حفاظت کے لئے آئے۔ انکے خزانے اور وسائل لوٹ لئے۔ رہزنوں اور دہشت گردوں کی طرح تمام وسائل پر قابض ہو بیٹھے۔ اے دنیا کی مہذب قوم۔ اے ابن مریم کے ماننے والو! اے دنیا کے عظیم سیاستدانو! بتاؤ، تمہیں کس نام سے پکاریں۔ سیاست دان، انسانیت کے قاتل، بین الاقوامی دہشت گرد، جہان رنگ و بو کو نیست و نابود کرنے والے اسلحہ ساز، معاشی قاتل، معاشرتی بھڑیئے، منافق یا عیسائی۔ ابن مریم کو ماننے، انکی تعلیمات کو حاصل کرنے اور انکے نقش قدم پر چلنے کا عمل ہی انکے حصول کردار کی خوشبو کو حاصل کرنے کا وسیلہ ہے۔ وہ تو تم ترک کئے بیٹھے ہو۔ اس ظلم و بربریت کے نتائج کیا ہونگے۔ اپنے کسی پوپ، پادری، دیدہ ور، صاحب بصیرت یا کسی ابن مریم کے پرستار سے پوچھ لو۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم فرما اور انکو راہ ہدایت کا راستہ دکھا۔ امین

۴۴۔ تمہاری عقل و فراست اور جرات پوری دنیا ویت نام کی جنگ میں نمایاں دیکھ چکی ہے۔ بائیس سال تک ایک چھوٹے سے ملک سے جنگ لڑنے کے بعد دم دبا کر بھاگنے والے شیرو! تم کس کریکٹر کے مالک ہو۔ تم نے آج تک ادھر آنکھ اٹھا کر بھی دیکھنے کی جرأت نہیں کی۔ افغانستان پر ضرور حملے کرتے رہو۔ لیکن حملے جاری رکھنے سے پہلے ہزار بار سوچ لینا۔ اسلام ان کا مذہب ہے۔ ظلم کے خلاف جہاد ان کی عبادت کا بہترین مقبول و محبوب نظریہ اور نصب العین ہے۔ شہادت کی موت ان کے نزدیک دنیا کی سب سے بڑی سرفرازی اور کامیابی کا مقام ہے۔ تم سات آٹھ ہزار لاشوں کو دیکھ کر تڑپ اٹھے۔ پوری قوم دماغی توازن کھو بیٹھی۔ پاگلوں کی طرح اپنا تباہ کن اسلحہ لے کر اسامہ بن لادن اور افغانستان کی طرف دوڑ پڑے۔ عیسائیت کے روپ میں سیاسی درندوں کی بدحواسی اور کینہ پروری کی انتہا یہ ہے۔ کہ یہ اپنے اصل مجرموں کی طرف رخ موڑنے کی طرف تیار ہی نہیں۔ ان کو چاہیئے پہلے اپنے مجرموں کو تلاش کریں۔ نشر و اشاعت کے میڈیا پر جاری بے بنیاد، باطل، غاصب اور یک طرفہ وحشیانہ جنگ افغانستان کے خلاف بند کریں۔ اسی میں انکی بہتری ہے۔ ورنہ یہ افغانستان کی گوریلا جنگ کی دلدل میں پھنس کر نیست و نابود ہوتے جائینگے۔ روس اور روسی ریاستوں اور چین کے تحفظ کی جنگ بھی افغانی نسل ہی لڑ رہی ہے۔ حالات بدلتے دیر نہیں لگتی آج کا دوست کل کا دشمن اور آج کا دشمن کل کا دوست بن سکتا ہے۔ حقائق خود بولیں گے۔ روس اور روسی ریاستوں اور چین کو افغانیوں کا ساتھ دینا پڑیگا۔ ورلڈ آرڈر کی دھجیاں یہاں ہی بکھریں گی۔ انکو یہاں سے بھاگنے کا راستہ نہیں ملے گا۔ ایشیا کا امن تباہ کرنے اور ہندو پاک کے عوام کو ایٹمی جنگ میں دھکیلنے کی کوشش نہ کرو۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ عدل و انصاف کو قائم کرو۔ خود بھی بچ جاؤ گے اور پوری انسانیت بھی۔ ورنہ ایٹم بموں کے ٹکراؤ سے تمہارا اور تمہارے اتحادیوں کی آنکھ سے حقائق کا پردہ اٹھنے والا ہے۔ امریکہ کے سیاستدانوں اور حکمرانوں کا یہ وطیرہ اور پالیسی کا نصاب اب فرسودہ ہو چکا ہے۔ یہ بھول جائیں۔ کہ وہ مسلمانوں اور مسلم ممالک کو آپس میں الجھائے اور لڑائے رکھیں گے۔ شمالی اتحاد کی امریکیوں کے ساتھ معاونت آخری باب ثابت ہوگا۔ وقت آ گیا ہے کہ افغانی اور شمالی اتحاد والے مل کر اپنے فاتحین کے ساتھ گوریلا جنگ لڑیں گے۔ وہ مغربی مفکروں کی اسلام کش جمہوریت کی آگ میں نہیں جلیں گے۔

۴۵۔ ایران اور عراق مسلمانوں کی دو بڑی طاقتیں تھیں۔ ایران میں بادشاہت ختم ہوئی۔ تو اسلامی انقلاب کی راہ ہموار ہوئی۔ امام خمینی صاحب نے ملک میں اسلام نافذ کرنے کا عمل جاری کیا۔ امریکنوں نے عراق کے حکمرانوں کو سبز باغ دکھائے۔ عراق کو ایران سے بہتر اسلحہ مہیا کیا۔ ان کو آپس میں جنگ میں الجھا دیا۔ عراق کی فوجی مدد کی اور اسکو اس جنگ میں فوقیت حاصل رہی۔ دونوں مسلم ممالک کی اقتصادی اور فوجی طاقت کمزور اور ختم ہوگئی۔ ہزاروں، لاکھوں بے گناہ لوگ اس جنگ کی نظر ہوئے۔ امریکہ کا فرسودہ، ناکارہ اور پرانا اسلحہ اربوں ڈالرز کا فروخت ہوا۔ پھر انہوں نے عراق کی فوجی امداد کی اور اس سے کویت پر حملہ کروایا۔ سیاسی منافقوں نے سعودیہ اور کویت کی مدد کا اعلان کیا۔ امن کی خاطر پھر ان کی مدد کو آن پہنچا۔ عراق پر فضائی حملے شروع کیے۔ اس کی فوجی اور اقتصادی طاقت بری طرح مسخ کر دی۔ اس طرح امریکہ نے اپنے بوسیدہ اور پرانے اسلحہ کے انبار عراق کی امن کے نام پر مکمل تباہی کے لئے استعمال کر کے اربہا ڈالرز کی قیمت سعودی عرب اور کویت سے وصول کی۔ ان کا خزانہ بھی چاٹ لیا۔ اور انکی اقتصادی حالت بری طرح اپاہج کر دی گئی۔ عراق کو ملبے کا ڈھیر بنا دیا گیا۔ ہزاروں بے گناہ، معصوم انسان قتل ہوئے۔ بے شمار کے اعضا فضا میں بکھرے۔ ان گنت زخموں سے چور ہوئے۔ انسانیت تڑپتی رہی۔ یہ بے دین سیاسی مذہب جمہوریت کے پجاری ظلم اور دہشت گردی کرتے رہے۔ علاوہ ازیں امریکہ انکے ملک کے اندر ایسا داخل ہوا۔ ان کے تمام قدرتی وسائل یعنی تیل اور ملک پر قابض ہو بیٹھا۔ کیا وہاں کی عوام امریکہ کو پسند کرے گی۔

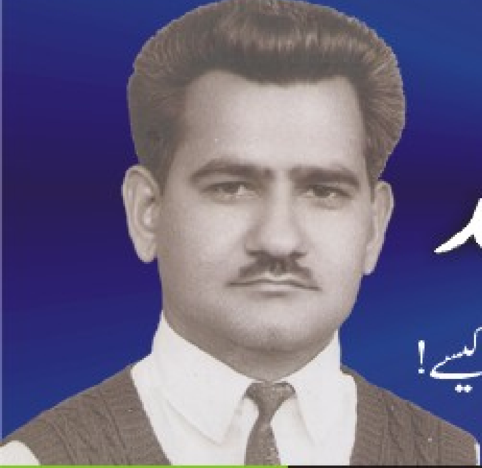

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

دور حاضر کے فرعونوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خوف، اس کی تلاش اور بیگناہ مخلوق خدا کا قتل عام

۴۶۔ امریکہ، اسکے اتحادی ممالک کتنے طاقتور اور دہشت گرد سیاستدانوں پر مشتمل حکمرانوں کا ایک مضبوط ٹولہ ہے۔ جو یو۔این۔او۔ کی بین الاقوامی عدالت پر قابض ہیں۔ اس سے عدل وانصاف کا قتل عام کرواتے ہیں۔ جو چاہتے ہیں وہ کرتے جاتے ہیں۔ ان خوفناک، درندہ صفت، عدل وانصاف اور انسانیت کے قاتلوں نے پہلے ایران کو دہشت گرد اور پھر عراق کو دہشت گرد دنیا کی اس نام نہاد عدل کش عدالت یعنی یو۔این۔او سے مجرم قرار دلوایا۔ اسی اسلحہ کی فروخت سے اربوں ڈالران ممالک سے ان معاشی دہشت گردوں نے چھینے۔ ایران، عراق، سعودی عرب، کویت اور دوسرے عرب ممالک کی دولت دونوں ہاتھوں سے لوٹی۔ مسلمان ممالک کو جنگ میں الجھا کر، ان سنگدل عالمی شہرت یافتہ، ظالم، بے رحم، انسانیت کش عالمی اسلحہ ساز دہشت گردوں نے انکی صرف دولت ہی نہیں لوٹی۔ بلکہ لاکھوں بے گناہ، معصوم ان ملکوں اور قوموں کے عوام کا قتل عام بھی کروایا۔ کئی ٹاوروں، بستیوں، بلڈنگوں، کارخانوں، شہروں کو مسمار کیا۔

۴۷۔ نیویارک اور واشنگٹن کے دو ٹاوروں کی تباہی اور چند ہزار لوگوں کی اموات نے ان کا ذہنی توازن خراب کر دیا۔ ان سیاسی مذہب کے رہزنوں، دہشت گردوں کے پیشواؤں نے دنیا کے تمام حریت پسندوں کو اس دہشت گردی کی جنگ کا راستہ دکھا دیا ہے۔ ان گھناؤنے حالات وواقعات نے اقوام عالم میں بیداری کا شعور پیدا کر دیا ہے۔ جنگ کا طریقہ کار بدل دیا ہے اب جنگیں میدانوں اور ملکوں کی فوجوں کے آمنے سامنے لڑنے کی بجائے کسی بھی ملک کے چند خفیہ حریت پسند، جان باز انکے ناقابل تلافی نقصانات کرنے میں کوشاں رہینگے۔ امریکہ، اس کے اتحادی ممالک اور بین الاقوامی عدالت یو۔این۔او سے اپنے مخالفین پر بوگس الزامات، بوگس کیس، یہ دولت کے رہزن، امن کے قاتل، انسانیت کے قاتل، معصوم اور بیگناہ مخلوق خدا کے قاتل اور کمزور ممالک کے وسائل اور خزانہ لوٹنے والے عیسائیت کے روپ میں درندہ صفت دہشت گرد اپنی ان پالیسیوں کی وجہ سے لاکھوں اسامہ بن لادن ہمیشہ پیدا کرتے رہیں گے۔ عیسائیت کے پرنور چہرے پر سیاسی حکومتی ٹولہ کے ظلم وبربریت کے سیاہ دھبے دھونا ابن مریم کے اربوں ماننے والوں کا پاکیزہ فریضہ ہے تاکہ یہ حسین وجمیل کائنات ان بین الاقوامی دہشت گردوں کے ہاتھوں مکمل نیست ونابود اور تباہ ہونے سے بچ سکے۔

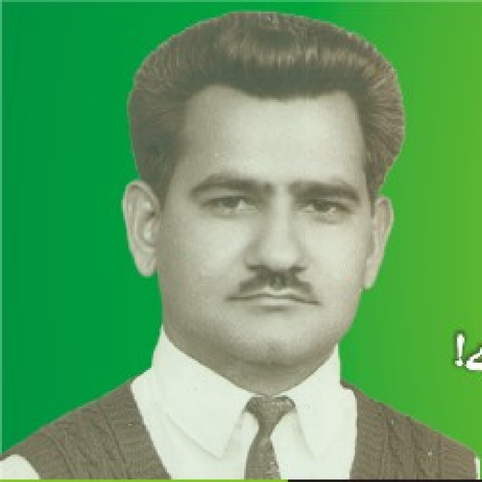

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۴۸۔ حالیہ امریکہ میں ہونے والی انقلابی دہشت گردی نے جنگ کا طریقہ بالکل بدل کر رکھ دیا ہے۔ امریکہ کا تمام نیٹ ورک اور تمام جدید ترین حفاظتی انتظامات کو ان چند جان نثاروں نے روند ڈالا ہے۔ اسامہ بن لادن دنیا کی ہر قوم ہر ملک ہر مظلوم گھر میں پیدا ہو چکے ہیں۔ امریکہ کا کوئی ہوائی جہاز، کوئی بحری جہاز، کوئی ایمبیسی، کوئی فرد، ان دنیا کی مظلوم، مجبور، محکوم قوموں کے ہاتھوں اب بچ نہیں سکے گا۔ امریکہ کے فوجی ماہرین اور اقتصادی دانشوروں کو اپنی حکمت عملی بدلنی ہوگی۔ اپنا فرعونی جنگی رویہ بدلنا ہوگا۔ ابن مریم کی الہامی تعلیمات کی طرف لوٹنا ہوگا۔ حسن اخلاق انجیل مقدس کی تعلیمات کی روشنی میں عوام الناس کو پیش کرنا ہوگا۔ ورنہ نوشتہ دیوار تو امریکنوں نے پڑھ ہی لیا ہے۔ قتل و غارت کے عمل سے انکا سکون تباہ اور تحفظ ختم ہو چکا ہے۔ یہودی قوم فطرتی طور پر مادیت کے پرستار، دولت کے پجاری، اور معاشیات کے عاشق ہوتے ہیں۔ دنیائے عالم میں مختصر اور قلیل تعداد میں ہونے کے باوجود سرمایہ داری اور سرمایہ کاری پر ان کی مکمل اجارہ داری قائم ہے۔ تجارت کے جال سے پوری دنیا کے کونے کونے سے دولت اکٹھی کر کے وہ کسی بھی ملک کا کنٹرول حاصل کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ اسی دولت کی طاقت اور قوت سے وہ دنیا کا مکمل معاشی گھیراؤ کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ فرعونیت کی تمام صلاحیتیں انمیں موجود ہیں۔ جرمن اور روسی سیاست دانوں، حکمرانوں نے ان کی انہی حرکات و سکنات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہودیوں کو اپنے اپنے ممالک سے ملک بدر کیا۔ ان کے کیا عوامل محرکات اور کیا وجوہات تھیں۔ انہوں نے ان کے کردار پر غور و فکر کیا۔ انہوں نے ان کی فطرت کو پڑھا، پرکھا، فکر و تدبر کی کٹھالی میں ڈالا۔ اور ان کی جبلت کے تمام پہلوؤں کا تجزیہ اور مشاہدہ کیا۔ تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ لوگ جس بستی، جس قریہ، جس نگر، جس شہر جس ملک میں جا بسیں گے۔ جہاں کہیں سے بھی ان کا گزر ہوگا۔ وہاں کے عوام سے یہ مال و متاع اور ان کی اقتصادی طاقت کو ان کے کارخانوں ان کے بینکوں ان کی اندرونی اور بیرونی تجارت اور ہر قسم کے معاشیات کے نظام پر بڑی مہارت سے قابض ہو بیٹھیں گے۔ کہ جہاں کہیں بھی یہ رہیں گے۔ اس ملک کی تمام اقتصادی ایجنسیوں پر یہ قابض ہوتے جائیں گے۔ ان ممالک کے تمام کارخانے اور کاروبار ان کے قبضہ قدرت اور بتدریج ان کے کنٹرول میں ہوتے جائیں گے۔ وہاں کے عوام اپنی ہی سرزمین اپنے ہی ملک میں ان کے ذاتی ملازم اور غلام بنتے جائیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس ملک کی حکومتی اداروں کی سربراہی، اور سیاسی اداروں کو زیر کنٹرول کر کے اس ملک کے اصل حکمران بننے میں کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے۔ یہ تھے وہ عوامل اور محرکات جس کی بنا پر روسیوں اور جرمنوں نے ان کو اپنے اپنے ممالک سے زبردستی باہر نکال پھینکا۔

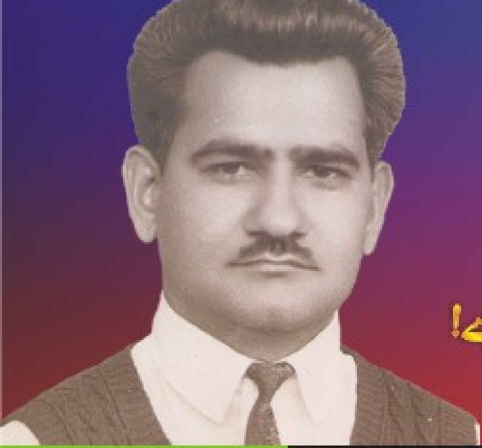

بابا جی عنایت اللہ

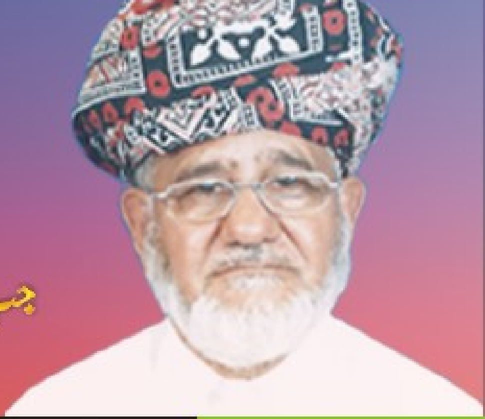

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۴۹۔ اس کے بعد مغرب میں انہوں نے پناہ حاصل کی۔ امریکہ میں اپنے ڈیرے ڈال دیئے۔ قلیل سی تعداد میں یہودیوں کے روپ میں ان مادی پرستاروں نے اس عظیم ملک کو اپنا مسکن بنایا۔ انڈر گراؤنڈ مرتب کردہ اقتصادی پالیسوں کی روشنی میں اقتصادی قوت حاصل کرنے کیلئے امریکہ کی سرزمین میں اقتصادی قوت اور حکمرانی کی جنگ کا آغاز کیا۔ ان کے بڑے بڑے تجارتی مراکز پر انہوں نے کنٹرول حاصل کر لیا۔ اندرونی اور بیرونی تجارت پر قبضہ کیا۔ امریکہ میں ان کی بڑی بڑی صنعتیں، کارخانے، بینک اور ہر قسم کے بین الاقوامی کاروبار اور پوری دنیا کی تجارت پر ان کی اجارہ داری قائم ہو چکی ہے۔ ان کی اقتصادی پالیسیاں ان کے زیر اثر ہو چکی ہیں۔ اسی اقتصادی قوت کی بنا پر انہوں نے ان کی اسمبلی پر پورا کنٹرول اور گرپ مضبوط کر رکھی ہے۔ عیسائی پوری نسل ان کی مقید ہو چکی ہے۔ پچاس فی صد کے لگ بھگ ملک کے اعلیٰ اداروں پر یہودی یعنی مادہ پرست قابض ہو چکے ہیں۔ ان کی تمام پالیسیاں ان کے زیر اثر ہو چکی ہیں۔ ان کی ظالمانہ خصلت پوری طرح واضح ہو چکی ہے۔ پوری دنیا کے نشر و اشاعت اور ٹی وی میڈیا پر ان کو مکمل اختیار حاصل ہے۔ یہ معاشی دجال پورے مغرب پر چھانے کے بعد پوری دنیا پر تسلط قائم کرنے کیلئے کوشاں ہیں۔ امریکی عوام اچھی طرح جانتے ہیں کہ واشنگٹن اور نیویارک کے ٹاوروں کو نیست و نابود کرنے والے نہ افغانستان کے طالبان اور نہ ہی اسامہ بن لادن ہیں۔ یہ بیرونی دہشت گردی نہیں بلکہ اندرونی مادہ پرست یہودیوں کی سازش ہے۔ جو حکومتی ایجنسیوں کے تعاون سے کی گئی ہے۔ کوئی بیرونی دہشت گرد ان چاروں جہازوں تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اور نہ ہی رسائی حاصل کر سکتا تھا۔ یہ کارنامہ ان کے اپنے ہی پائلٹوں نے ایک مادہ پرست یہودی سازش کے تحت ان دونوں ٹاوروں کو مسمار کیا۔ اور سات آٹھ ہزار بے گناہ اور معصوم عوام الناس کا قتل عام کیا۔ ہزاروں انسانوں کے اعضاء فضا میں بکھیر دیئے۔ اور بیشتر کو بری طرح زخمی کیا۔ ایسا عمل کسی مسلمان کا نہیں ہو سکتا۔ یہ سازش مادہ پرست یہودیوں کے کردار کا حصہ ہے۔ چاروں جہازوں کے اغوا کی سازش بڑی منصوبہ بندی سے کی گئی۔ اس ظالمانہ فعل میں ملوث انسانیت کے قاتلوں کی ایک بھیانک گھناؤنی اذیت ناک، شرمناک المیہ پر مشتمل ایک دکھوں سے بھری کہانی ہے۔ انسانیت سوز، دکھوں، آہوں اور عرش معلیٰ ہلا دینے والی چیخوں پر مشتمل ٹریجک کہانی ہے۔ اس کا اگلا سکرپٹ افغانستان پر حملہ اور افغانستان کے مظلوم، بے بس، معصوم، بے گناہ بچے بوڑھے، جوان، مرد و زن کا قتل عام ہے۔ جدید اسلحہ سے جنگ عظیم سے زیادہ ڈیزی کٹر بموں اور کروز میزائیلوں کے متواتر و مسلسل خوفناک حملے۔

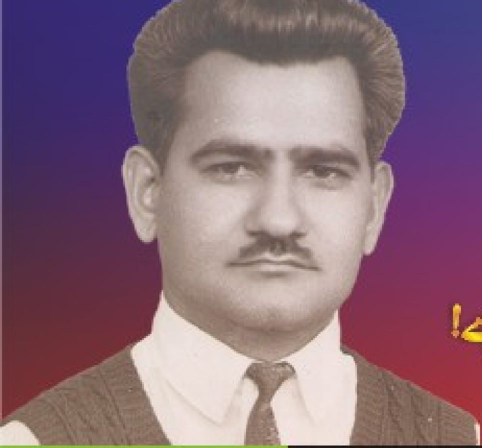

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

ان کی بستیوں کو تباہ کرنا اور ان کو ملک سے نکال کر در بدر کرنا اس عبرت ناک کھیل کا حصہ ہے۔ لاکھوں افغانیوں کو اپنے قصبوں، شہروں اور بستیوں سے ہجرت کر کے بھوک، ننگ اور مصافتوں کی اذیتوں میں مبتلا کر دیا گیا۔ تباہ کن جدید اسلحے کا استعمال۔ متواتر اور مسلسل ہوائی حملے میزائیلوں کی خونی بارش۔ زمین کو لرزانے والے بھاری بموں کے حملے۔ دیہاتیوں اور وہاں کے وسنیکوں کو نیست و نابود کرنے کا سماں ان کی تباہی، ان کے ہسپتالوں اور مریضوں کے نام و نشان ختم کرنے کا یہ عمل حیرت اور عبرت ناک جنگی جنونیوں کا ٹی وی اور نشری پلٹوں پر کامیابیوں کا رقص۔ آگ اور خون کی ہولی کھیلنے والے عیسائیت کے روپ میں مذہبی منافق ظالم و بے رحم سیاسی رقاصوں کا ناچ۔ انسانی بستیوں اور انسانی لاشوں پر ناچنے والے مغربی جابر، ظالم، کلچر کے مہذب شاہکاروں کا رول فطرت کی کتاب میں پکچرائز ہو چکا ہے۔ ابھی اس ہولناک جنگ کا رخ دیکھئے کدھر مڑتا ہے۔ کیا یہ صلیبی جنگ کا رخ بدلتی ہے۔ کیونکہ مسٹر بش ایسی باتیں کر چکے ہیں۔ افغانستان پر قبضہ کرنے کے بعد کیا افغانستان کو روسی ریاستوں، روس اور چین کے خلاف جارحیت کا اڈہ بنانا چاہتے ہیں۔ کیا وہ ایشیائی ممالک کی شاہ رگ پر بیٹھ کر بات کرنا چاہتے ہیں۔ کیا وہ عالم گیر حکومتی خواب کی تعبیر دنیا کو پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ ایشیا میں بیٹھ کر عالم گیر جنگ کا نظارہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ دوسری طاقتوں کو اپنی سینہ زوری، طاقت اور دہشت گردی سے مرعوب کرنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ حسین و جمیل کائنات کو مسخ کرنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ دنیا کا امن تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ عدل و انصاف کے اصولوں کو پوری دنیا میں مسخر کرنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ کمزور قوموں سے ان کا جینے کا حق چھیننا چاہتے ہیں۔ کیا یہ اس حقیقت سے آشنا نہیں ۔ کہ واشنگٹن ٹاور اور نیویارک ٹاور کو تباہ کرنے جیسی دہشت گردی میں نہ اسامہ بن لادن اور نہ ہی طالبان ملوث ہیں۔ کیا امریکی قوم اس حقیقت سے آشنا نہیں کہ دنیا کا کوئی بھی اسلامی ملک نہ اتنی صلاحیت رکھتا ہے، اور نہ ہی اتنی اہلیت کا مالک ہے۔ کیا مغربی طاقتیں اتحادی ممالک اور امریکن گورنمنٹ اس حقیقت سے آشنا نہیں کہ مسلمان آپس میں انتشار کا مکمل شکار ہو چکے ہیں۔ ان کی آپس کی جنگیں اور چپقلشیں ان کو تباہ کر چکی ہیں۔ ان کے پاس نہ جدید ٹیکنک ہے اور نہ ہی ڈسپلن اور نہ ہی اتحاد۔ خانہ جنگی اور آپس میں الجھی ہوئی قوم ایسی سوچ بچار کی مالک کیسے ہوسکتی ہے۔ جو در خانہ الجھ چکا ہو، وہ کیا کسی کو نقصان پہنچائیگا۔

۵۰۔ جو قوم، جو ملک، جو ملت، اتحاد سے محروم، جدید علوم سے نا آشنا، تنظیم سے بے نیاز، محنت سے عاری، افلاس اور غربت میں مبتلا ملکی وسائل کی کمی، اسکے علاوہ معاشی اور معاشرتی ابتری کا شکار بھی ہو۔ وہ اتنے بڑے جدید اسلحہ اور ٹیکنالوجی سے لیس اور سیکورٹی کا دنیا کا شاہکار نظام رکھنے والا سپر پاور ملک۔ افغانستان جیسا کمزور اور دنیا کی جدید ٹیکنیک سے محروم ملک اس قسم کی دہشت گردی کا کیسے متحمل ہو سکتا ہے۔ کیا بین الاقوامی عدالت، یو این او، دنیا میں عدل وانصاف قائم رکھنے کے لئے بنائی گئی ہے۔ یا عدل وانصاف کو مسخ اور ختم کرنے کے لئے۔ کیا اقوام عالم کے یو این او۔ کے ممبران نے عدل وانصاف کا قتل عام نہیں کیا۔ کیا اقوام عالم نے امریکہ کے افغانستان پر بہتان اور الزامات کی تصدیق کی۔ کیا جھوٹا مقدمہ، جھوٹا کیس، جھوٹی جیوری، جھوٹا فیصلہ اور جھوٹی عدل کش عدالت کے خود ساختہ فیصلہ نے امریکن حکمرانوں کو ایک غریب، کمزور، بے بس، نہتے ملک کے معصوم عوام پر جدید اور مہلک ترین ہتھیاروں سے انکا قتل عام نہیں کیا۔ تباہ کن کروز میزائلوں، خوفناک حد تک تباہی مچانے والے جدید بڑے بڑے ڈیزی کٹر بموں، اور بمبار طیاروں سے افغانستان کو ملبے کے ڈھیر میں نہیں بدل دیا۔ کیا خاک وخون میں لت پت انسانی لاشیں تڑپتی، پھڑکتی اور ٹکڑے فضاؤں میں اڑتے دنیا نے نہیں دیکھے۔ کیا افغانستان میں بے گناہ انسانی زندگیاں اس بے رحم، ظالم، غاصب، عالمی مہذب اور عظیم دنیا کے رہنماؤں نے جدید اسلحہ سے تباہ نہیں کیں۔ کیا ان اتحادیوں کے فیصلے سے کھلے عام قتل وغارت، زخموں اور اذیتوں سے چور، درد سے بھری آہیں ان کے کانوں نے نہیں سنیں۔ کیا ان کے اس استحصالی اور دہشت گردی کا عمل اور کریکٹر انکے ضمیر پر صبح وشام لعنت کے مضراب نہیں لگاتی جا رہی۔ کیا لاکھوں بچوں، بوڑھوں، مرد وزن، بیماروں، کمزوروں، ناداروں، اور بے یار ومددگار انسانوں پر مشتمل انسانی قافلوں پر ظلم وتشدد نہیں ہوتا رہا۔ کیا انہوں نے لوگوں کو بے گھر، بے سروسامانی کی زندگی میں مبتلا نہیں کیا۔ نہ خوراک نہ پیسہ، نہ کاروبار نہ ذرائع آمدن، نہ گھر نہ بستی، نہ گھروندہ نہ ضروریات زندگی، وہ کھلے آسمان تلے سردی، گرمی میں دکھوں، دردناک اذیتوں میں تڑپ نہیں رہے۔ نہ بیماروں کے لئے دوا، نہ مرنے والوں کیلئے کفن ودفن کا انتظام۔ کیا ان ترقی یافتہ اتحادی ممالک نے فطرت کو عذاب کے لئے نہیں پکارا۔ کیا یہ عمل فطرت کو چیلنج ہے یا نہیں۔ کیا اس سے قبل امریکیوں اور اسکے اتحادیوں نے ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم نہیں برسائے تھے۔ کیا انکی یاد آج پھر اتحادی ممالک افغانستان میں تازہ نہیں کر رہے۔ کیا ان عالمی دہشتگردوں اور ظالم بے رحم سیاستدانوں اور اتحادی ممالک کے ضمیر مردہ نہیں ہو چکے ہیں۔ کیا وہ اپنی افواج کو ان کے ضمیر کے خلاف ان کو جنگ میں دھکیل نہیں رہے۔ اس جنگ میں بے ضمیر موت مرنے والی افواج کے لئے یہ جنگ ایک خوفناک المیہ ہے یا نہیں۔ اتحادی ممالک کے رہنے والے باشندے، امریکی عوام اور پوری دنیا کے انسانوں یہودیوں، عیسائیوں، مسلمانوں، ہندوؤں، بدھوں، شوسلسٹوں، کیمونسٹوں اور تمام عقائد اور نظریات کے عوام کو مل کر سوچ لینا ہوگا۔ کیا دنیا بھر کے حکمرانوں، کو، انسانی بستیوں، شہروں، ملکوں کی بربادی، ان کو ملیا میٹ اور نیست ونابود کرنے کی کھلی چھٹی ہونی چاہیئے۔ کیا سیاستدانوں، حکمرانوں کی آپس کی چپقلشیں یا کسی طاقتور ملک کی حکم عدولی کی پیدا کردہ سازشیں دنیا کے کسی کمزور ملک کے عوام کا قتل عام کرنے کا سبب بنتی رہیں گی۔ کیا کسی ملک کے معصوم، بیگناہ، بچوں، بوڑھوں، بیماروں، معذوروں، تباہ حال مخلوق خدا، غربت سے دوچار بے بس، بے ضرر عوام اور ناداروں کا قتل عام کرنا مناسب اور جائز ہے، اس کا جواب کون دے گا۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۵۱۔ یہ تباہ کن ہتھیار۔ ایٹم بم، ہائیڈروجن بم، نائیٹروجن بم، ڈیزی کٹر بم، بیشمار جدید ترین تباہ کن میزائل، کروز میزائل، ایٹمی پلانٹ، ایٹمی ری ایکٹر پلانٹ۔ ایٹمی وار ہیڈ، تیار ہوتے چلے آرہے ہیں۔ کیا یہ دنیا کے سیاستدان، حکمران اس حسین وجمیل کائنات کو نیست و نابود اور تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ آج تک دنیا کو تباہ کرنے کے لئے جتنے اخراجات ہو چکے ہیں۔ اگر یہ دولت، اتنے بڑے فنڈز اور دنیا کے ترقی یافتہ مما لک کا بجٹ دنیا میں غربت، بیماری، جہالت اور انسانیت کی بہبود کی خاطر خرچ ہوا ہوتا تو آج دنیا کی حالت ہرگز ایسی نہ ہوتی۔ پوری دنیا میں عیسائیت کا بول بالا ہوا ہوتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات اخوت ومحبت، ادب وسلوک، عدل وانصاف، درگذر وعفو اور خدمت کے جذبوں کو نبھانے والے کیریکٹر و کردار کی شمع کو روشن کیا ہوتا۔ تو آج یہ دنیا جہالت کے ظلمات میں غرق نہ ہوئی ہوتی۔ آج پوری انسانیت اور اس جہان رنگ وبو اور حسین مخلوق کو تباہی سے دوچار ہونے کی نوبت نہ آتی۔ اس قسم کی جنگیں ہرگز نہ ہوتیں۔ یہ مادہ پرست ظالم، غاصب عیسائیت کی جنگ لڑنے والے عیسائیت کے نور کی تعلیم سے محروم، رشد و ہدائیت سے محروم، انسانیت کے احترام سے محروم، گمراہی اور تباہی کے اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ظالم اور جاہل پر رحم فرمائیں۔ اور انکو انکی اپنی ایجادات کی تباہی سے بچائیں۔ امین۔

۵۲۔ اب تو ان تباہ کن ہتھیاروں کے اخراجات کا حساب کتاب کرنا ممکن نہیں۔ ابھی یہ عبرت ناک کھیل جاری ہے۔ اب اینٹی ٹینک شکن گنوں کی طرح میزائلوں، اینٹی ایٹمی پلانٹوں، اینٹی ایٹمی بموں، ہائیڈروجن، نائیٹروجن بموں اور ہر قسم کے مہلک بموں کے اینٹی نظام اور ہر قسم کے اینٹی وائرس کمپیوٹروں کی ایجاد اور تیار کرنے میں دنیا بھر کے سائنسدان اس ٹکنیک پر قابو پانے کے لئے دن رات کوشاں ہیں۔ تاکہ وہ ان مہلک اور تباہ کن بموں سے نجات حاصل کرسکیں۔ عنقریب ہر قسم کے اینٹی شکن نظام اور ہر قسم کے اینٹی وائرس تیار ہونے کی خبریں دنیا میں پھیلنا شروع ہو جائینگی۔ یہ تباہ کن اسلحہ اور تباہ کن ایٹمی بم، ایٹمی پلانٹ۔ ایٹمی آبدوزیں یہ سب ایک خوفناک اور خطرناک بم کی زد میں آچکے ہیں۔ یہ بم ہر قسم کے راڈار اور ہر قسم کے اینٹی شکن نظام سے بالا ہے۔ اس بم کا نام ہے خودکش بم۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

یہ بم ظالم، غاصب، عدل کش، بے رحم، انسانیت کے قاتلوں، ریاستی دہشت گردی کرنے والے بدنصیبوں اور وقت کے حکمرانوں فرعونوں کے ظلم وبربریت کے خلاف تیار ہو چکا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ بم دنیا کے کونے کونے میں تیار ہوتے جا رہے ہیں۔ یہ خودکش بم دن بدن انکے قریب سے قریب ہوتے جا رہے ہیں۔ ان مہذب ممالک کے ظالم سیاستدانوں، حکمرانوں کی قتل وغارت کی پالیسیوں کی وجہ سے آج یہ امریکہ جیسی دنیا کی سپر پاور اور اسکے اتحادی ممالک کی معصوم، بے گناہ اور بے ضرر عوام مکمل طور پر غیر محفوظ ہو چکی ہے۔ وہ دنیا کے کسی کونے میں بھی محفوظ نہیں رہے۔ اگر انہوں نے یہ پالیسی ترک نہ کی تو انکو افغانستان اور اسرائیل سے ہی نہیں بلکہ تمام دنیا سے انکو اپنے سفارت خانے اور ہر قسم کے کاروبار بند کرنے پڑیں گے۔ انسان کچھ سوچتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے کچھ اور ہوتے ہیں۔ اب یہ لڑائی چین، روس اور اسکی بارہ آزاد ریاستوں کو اپنی سرحدوں سے امریکہ اور اسکے اتحادی ممالک کو دور رکھنے کے لئے لڑنی نہیں پڑے گی۔ اگر امریکہ یہ درندہ صفت پالیسیاں ختم نہیں کرتا تو امریکہ خود بخود ایشیا سے بہت بڑا جانی مالی ناقابل تلافی نقصان کروا کر بھاگنے کی کوششیں اور کاوشیں کرنی شروع کر دے گا۔ کیونکہ ظالم بزدل اور مظلوم جرات کا پیکر ہوتا ہے۔ اسرائیل کی دنیا کی بہترین بری، بحری، ہوائی افواج اور جدید ترین اسلحہ سے لیس فلسطینیوں کا بڑی بے دردی سے قتل عام کیئے جا رہی ہے۔ لیکن نہتے فلسطینیوں کے خودکش حملوں کا مقابلہ کرنے سے بری طرح ناکام اور قاصر ہو چکی ہے۔ اسرائیلی حکمران اور عوام دونوں خوف وہراس میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ ادھر افغانستان میں بھی روزمرہ اتحادی فوجوں کا جانی، مالی نقصان دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ جونہی طالبان اور خودکش حملہ آور انکا جانی، مالی نقصان کرتے ہیں۔ تو امریکہ بہادر کروز میزائلوں اور ڈیزی کٹر بموں سے بستیوں کی بستیاں تباہ کرتا جا رہا ہے۔ دنیا کی ہمدردیاں ان مظلوم بے گناہ اور بے ضرر عوام الناس سے بڑھتی جا رہی ہیں۔ اتحادی فوج بری طرح زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا اور خوف وہراس میں پھنس چکی ہے۔ اے ابن مریم کو ماننے والو! اپنے پیغمبر کی تعلیمات انکے فرمودات، انکا پیغام تو یاد کر لو۔ انکے اعمال وکردار کی طرف ایک نظر تو دیکھ لو۔ آپ نے ضرور فرعون کی طرح موسیٰ کو قتل کرتے کرتے مخلوق خدا کی مخلوق کو ختم کروا دینا ہے۔ اور پھر خود غرق ہو جانا ہے۔ رب العالمین کی مخلوق کو اس رب کی نگاہ سے تو دیکھ لو۔ شائد تمہیں اصل حقائق اور راز کی سمجھ آ جائے۔

۵۳۔ جنگ بری چیز ہے۔ جنگ صرف انصاف کی میز پر بیٹھ کر ختم کی جاسکتی ہے۔ جنگ کے میدان میں جنگ میں الجھے ہوئے ممالک کی معصوم اور بے گناہ، عوام جو جنگ میں شریک نہیں بھی ہوتے۔ اور افواج کا ناقابل تلافی نقصان ہوتا ہے۔ ان چھوٹی جنگوں کا اختتام اب ایٹمی جنگوں پر ہوگا۔ جو پوری دنیا کی تباہی کا باعث بن سکتی ہے۔ اے اللہ تو اس دور کے سیاستدانوں اور حکمرانوں کو فرعون کی عاقبت کے انجام سے بھی آگاہ فرما۔ اور انکو راہ راست کا سفر بھی عطا فرما تاکہ دنیا کے ہر ملک کے معصوم، بے گناہ اور امن پسند عوام کے قتل وغارت، ظلم وتشدد کا خاتمہ ہو سکے۔ یاد رکھو۔ اے اہل مغرب اپنے اعمال اور کردار کا از خود احتساب کرو۔ اگر آپ نے جدید اسلحہ تیار کر ہی لیا ہے۔ اور صنعتی ترقی میں اقوام عالم سے سبقت لے ہی گئے ہو تو انسانیت پر، ادب وخلوص، عزت واحترام، مہر ومحبت کے دروازے وا کرو۔ تاکہ دنیا آپ کے لئے امن گاہ بن جائے۔ انسان اس کائنات میں جو عمل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسی عمل کا دروازہ آسمان پر کھول دیتا ہے۔ انسانیت پر مہربانی کرتے جاؤ گے تو آسمان مہربان ہوتا چلا جائیگا۔ اس کی مخلوق پر شفقت کرتے جاؤ گے۔ آسمان والا آپ پر شفیق ہوتا جائیگا۔ اس کی کائنات کا احترام کرتے جاؤ، اس کی کائنات کا ہر ذرہ آپ کا باادب ہوتا جائیگا۔ کسی چیز سے الجھنے کی کوشش کرو گے تو ہر چیز آپ سے الجھتی جائیگی۔ کسی سے لڑائی جھگڑا کرو گے تو لڑائی جھگڑے کے ناسور اور کینسر میں مبتلا ہو کر مرو گے۔ منزل پر پہنچنا ہو تو کانٹوں سے دامن بچا کر گذر جاؤ۔ اے طاغوتی طاقتوں کے سربراہان یہ کبھی ممکن نہیں ہو سکتا۔ کہ زندگی تو تم فرعون کی گذارو اور عاقبت تمہیں موسیٰ علیہ السلام کی میسر ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے پیغمبران کی تعلیمات اور نور کے منور راستہ سے آشنائی عطا فرماویں۔ امین۔

۵۴۔ اہل پاکستان اپنے ہمسائے مسلم ملک افغانستان کی کروڑوں عوام کو ڈیزی کٹر بموں، کروز میزائلوں، جنگی جہازوں، تباہ کن اسلحہ سے امریکہ۔ اور اس کے اتحادیوں کے تباہ کن حملوں سے تباہ ہوتے، ان کی بستیاں، گاؤں، مساجد، سکول، ہسپتال، شہر، شہر، قریہ قریہ، بستی بستی، پہاڑیوں کی چوٹیوں سے لیکر دامنوں تک، معصوم بچے، بچیوں، عورتوں، ماؤں، بہنوں، بیٹیوں، کا قتل عام اور ان کو نیست ونابود ہوتے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے اور سنتے رہے۔ موت کا وقت متعین ہے۔ جنہوں نے شہادت کا جام پینا تھا۔ وہ صاحب نصیب موت کا جام پی کر اپنی منزل سے جا ملے۔ کون ہے۔ جس کو موت نہیں آنی۔ زندگی موت کی محافظ ہوتی ہے۔ پھر کوئی بھی اس سے بھاگ نہیں سکتا۔ جنگ کیوں لڑی گئی۔ اسکی وجوہات اور عوامل کیا تھے وہ بھی دنیا پر اور خاص کر مسلمانوں پر بالکل روز روشن کی طرح عیاں اور واضح تھے۔ وہ ایک نظریاتی مسلم ریاست تھی۔ جس کا کنٹرول طالبان کے پاس تھا۔ اس کا حکمران ملا عمر ایک مسلمان تھا۔ اور وہ جمہوریت سے نفرت اور اسلامائزیشن کے پجاری تھے۔ امریکہ۔ اور اسکے اتحادی مغربی ممالک انکے ملک میں اپنا اثر ورسوخ اور جمہوریت کے مذہب کا نفاذ چاہتے تھے۔ جس سے انکا دین، انکا قرآن وسنت کا نظام، ان کا ضابطہ حیات، ان کی تعلیمات اور ان کی طرز حیات چھیننا چاہتے تھے۔ وہ نظریاتی لوگ تھے۔ اور وہ نظریاتی ریاست قائم کر چکے تھے۔ انکے ملک کا تمام نظم ونسق اسلامی ضابطہ اور دستور کے مطابق چل رہا تھا۔ افغانستان کے نوے فیصد علاقے پر طالبان کا قبضہ تھا۔ ملک میں امن وامان کی فضا قائم ہو چکی تھی۔ امریکہ۔ اور اسکے اتحادی افغانستان کے حکمرانوں اور ان کی نظریاتی ریاست کو پسند نہ کرتے تھے۔ وہ ان پر اپنا تسلط قائم رکھنا چاہتے تھے۔ وہ مسلمانوں میں جمہوریت کے ذریعہ ملک میں جماعتیں تشکیل دیکر نفاق اور نفرت کی پالیسی کا نفاذ چاہتے تھے۔ جس سے کسی ملک کے نظریات، اتحاد اور اتفاق کو ریزہ ریزہ کیا جاسکتا ہے۔ جو افغانی قوم کے مزاج کے خلاف تھا۔

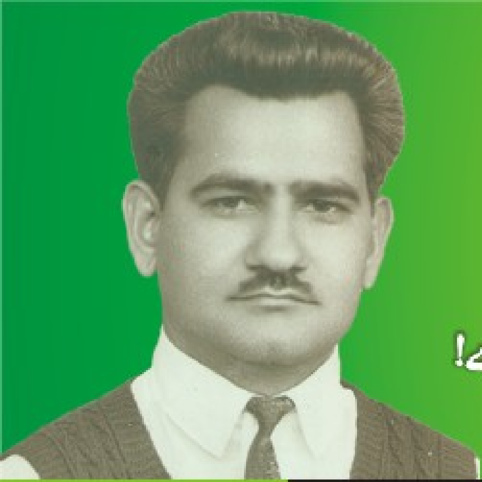

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۵۵۔ یہاں یہ بات واضح کرنا نہایت ضروری ہے۔ پاکستان میں جمہوریت کا نظام نافذ ہونے کی وجہ سے ملک میں کئی سیاسی جماعتوں کا وجود اپنے اپنے سیاسی منشوروں کے مطابق موجود ہے۔ یعنی ملک کے مسلمان عوام کتنے نظریات اور کتنی جماعتوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ یہ کوئی راز کی بات نہیں۔ جب کہ وہ ایک قرآن ایک نبی کو ماننے والے ہیں۔ ان سیاسی لیڈران کا کردار کیا ہے۔ ان کے کردار کسی سے چھپے ہوئے نہیں۔ کن کن سیاسی جماعتوں کی مدد و معاونت کون کون کرتا ہے اور کون کس ملک کا ایجنٹ ہے۔ وہ عام آدمی بھی جانتا ہے۔ مشرقی پاکستان کیسے الگ ہوا۔ ادھر ہم ادھر تم کا نعرہ کس نے لگایا۔ ملک دولخت کیسے ہوا۔ سیاسی جماعتیں حکومتیں حاصل کرنے کیلئے کیا کچھ کرتی اور ایک دوسرے کے خلاف نفرتیں کیسے پھیلاتی ہیں۔ یہ تمام حقیقتیں ہر پاکستانی پر عیاں ہیں۔ ملت میں نفاق اور نفرت جمہوریت کی آگ کی چنگاریاں ہیں۔ جو ہر وقت سلگتی رہتی ہیں۔ اور ملک کی تباہی کا باعث بنتی چلی آ رہی ہیں۔ جمہوریت کا طرز حکومت ایک ایسی دیمک ہے تو اسلام کی تعلیم و تربیت، عدل و انصاف، اخوت و محبت، ضابطہ حیات، کردار اور اسلامی تشخص کو چاٹتا چلا جا رہا ہے۔ مغربی جمہوریت کے مذہب کے اعلیٰ ایوانوں کے سیاسی نمائندگان کے تیار کردہ قوانین و ضوابط کی سرکاری طور پر فرمانبرداری کرنا اہل وطن کی قانونی مجبوری بن چکا ہے۔ پاکستان میں سیاستدان اور حکمران چودہ کروڑ مسلمانوں کے دینی نظریات اور طرز حیات کو جمہوریت کی باطل تلوار سے نیست و نابود کرتے چلے آ رہے ہیں۔ انہوں نے بدقسمتی سے دستور مقدس کے نفاذ کو سرکاری طور پر منسوخ اور نا قابل استعمال کر کے گھروں مسجدوں میں پابند اور مقید کر رکھا ہے۔ ہمارا علم عمل، کردار جمہوریت کے کلچر کے اسمبلی ممبران اور حکومتی ٹولہ کا پابند بن چکا ہے۔ ہم سبھی مسلمان اہل وطن ایک منافق کی زندگی گذارتے چلے آ رہے ہیں۔ جس سے نجات حاصل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

۵۶۔ افغانستان کے طالبان اور ان کے دینی رہنماء اور ان کے مجلس شوریٰ کے ممبران کو سلام جنہوں نے کلمہ حق پڑھ کر اپنی جانیں، اپنا مال، اپنے اقتدار کو قربان کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ ان کے اسلامی نظریات اور ان کے تحفظ کرنے کے آداب کو سلام۔ ان کو جھک کر ادب پیش کرنا ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ ان کے عزم کو سلام، ان کے کردار کو سلام، ان کے پہاڑوں کو سلام، ان کی شہادتوں کو سلام، انکے پاکیزہ جسدوں سے پھوٹی ہوئی خوشبوؤں کو سلام، ان کے غازیوں کی عظمتوں کو سلام، انکے حوصلہ و ہمت اور جرات کو سلام۔ ان کے ایمان کی سلامتی کو سلام، ان کے عشق رسول ﷺ کی عقیدتوں اور محبتوں کو سلام، ان کے جان و مال قربان کرنے کو سلام، ان کے نا قابل شکست عزم کو سلام، ان کے تاریخ سازی کے عمل کو سلام، ان کے مقدر کو سلام، ان کے مجاہدین کو سلام، ان کے غازیوں کو سلام، ان کی آنے والی نسلوں کو سلام، ان کے بے تیغ جنگ لڑنے کو سلام، ان کے مشن کی فتح کو سلام، ان کی غیرت مندی کو سلام، وہ زندہ و پائندہ ہیں۔ ان کے دشمن زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ وہ روزانہ جیتے ہیں اور روزانہ مرتے ہیں۔ انکی حرمت اور حریت کی عظمت کو سلام۔ ان کے منافق، ظالم، سفاک، دھوکہ باز، بدکردار، دور حاضر کے تہذیب یافتہ انسانیت کے علمبرداروں کے پنجروں میں بند قیدیوں کو سلام، ان کی صداقت و شجاعت کو سلام، ان کے دشمنوں پر فطرت کی تعزیرات لگ چکی ہیں۔ وہ فطرت کے عذاب کی زد میں ہیں۔ نہ یہ یہودیت کے مذہب کے پیراؤ کار ہیں نہ یہ عیسائیت کے۔ بلکہ یہ فرعون کی بدترین نسل کے مادہ پرست ظالم، بے رحم لوگ ہیں۔ یہ دنیا بھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اولاد کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر مار رہے ہیں۔ لیکن فطرت کا کمال یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اولادیں انکے گھروں میں پرورش پا رہی ہیں۔ وقت کے سمندر میں غرق ہونا انکا نصیب بن چکا ہے۔ عقل اور اسکی تمام تدبیریں اور ہر قسم کے عقلی حصار کسی کو موت سے بچا نہیں سکتے۔ کسی وقت بھی انکے اپنے ایٹمی پلانٹ ہی انکی مکمل تباہی کا سبب بننے کیلئے فطرت کے حکم کے منتظر کھڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو راہ ہدایت عطا فرماویں۔ اور بے گناہ مخلوق کو مکمل تباہی اور نیست و نابود ہونے سے بچائیں۔ آمین۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

ا۔ جمہوریت صرف الیکشن لڑنے۔ الیکشن جیتنے۔ الیکشن ہارنے کا نام نہیں۔ بلکہ یہ ایک **مکمل** ضابطہ حیات اور قرآن حکیم کے دستور کا نام ہے۔ جس سے **ملک** کا نظام حکومت چلایا جاتا ہے۔ جس کے اصول وضوابط، اخلاق وکردار، عدل وانصاف، نظام معاشیات، معاشرتی اقدار اور **ملک** کے تمام تر انتظامی امور کو ضابطہ قانون میں ڈھالنے اور چلانے کے لئے مخصوص نصاب ترتیب دیا جاتا ہے۔ حکومتی نظام کو چلانے کیلئے ماہرین تعلیم، انتظامیہ کے منتظمین، عدلیہ کے منصفین، معاشیات کے سکالر، سیاسیات کے دانشور، بینکاری کے مدبر غرضیکہ ہر شعبے، ہر محکمے، ہر فیلڈ کے ادنیٰ نوکر شاہی کے اہلکاروں سے لیکر اعلیٰ افسر شاہی کے تعلیمی نصاب کو مرتب کیا جاتا ہے۔ سکول، کالج، یونیورسٹیاں اور اکیڈمیاں **ملک** میں قائم کی جاتی ہیں۔ جن کے ذریعہ انکی تعلیم وتربیت کی جاتی ہے۔ جمہوریت کے نظام حکومت کی قانون سازی، صوبائی، قومی اور سینٹ کے ممبران تشکیل وتکمیل کرتے رہتے ہیں۔ ان قوانین وضوابط کو ملکی سطح پر نافذ العمل کر کے حکمران حکومتیں چلاتے چلے آرہے ہیں۔ ممبران اسمبلی وقتاً فوقتاً نئے قوانین، نئے ضابطے حسب ضرورت تشکیل دے کر ان میں ترامیم اور ردوبدل کرتے رہتے ہیں تاکہ گورنمنٹ کا کام احسن طریقہ سے چلتا رہے۔

۲۔ اس حکومتی نظام کو چلانے کیلئے اردلی سے لیکر کمشنر تک اور کمشنر سے لیکر سیکرٹری تک، سپاہی سے لیکر آئی جی تک اور آئی۔ جی سے لیکر سیکرٹری تک۔ پیادہ سے لیکر سول جج اور سول جج سے لیکر سیشن جج تک۔ سیشن جج سے لیکر ہائی کورٹ کے چیف جسٹس تک، ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سے لیکر سپریم کورٹ کے چیف جسٹس تک۔ سپریم کورٹ کی عدالت سے لیکر سیکرٹری قانون تک۔ اسی طرح **ملک** کے تمام محکموں کے اردلی سے لیکر سیکرٹریوں تک کے ادنیٰ طبقہ کے اہلکاروں سے لیکر اعلیٰ طبقہ کے ارکان تک حکومتی نظام کو چلانے کیلئے تربیت یافتہ ارکان کی ضرورت پڑتی ہے۔ ملکی سطح پر انکو تیار کرنے کیلئے انکی تعلیم وتربیت کرنے کیلئے پرائمری سے لیکر پی۔ ایچ۔ ڈی تک سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور اکیڈمیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ حسب ضرورت مغربی تعلیم کے ماہرین جمہوریت کے مذہبی نظام کو چلانے کے لئے تعلیمی نصاب کو متعین کرتے رہتے ہیں۔ جس سے نوکر شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی اور **ملک** کے تمام محکموں اور تمام شعبوں یعنی انتظامیہ، عدلیہ، معاشیات کے سکالر اور ہر شعبہ کے دانشور، مدبر اور مفکر تیار کئے جاتے ہیں۔ اسکے علاوہ چودہ کروڑ عوام الناس کی بھی انہی بنیادوں پر تعلیم وتربیت کر کے معاشرے کی تشکیل وتکمیل کا عمل جاری وساری رہتا ہے۔ تاکہ حکومتی نظام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں کوئی دقت نہ ہو۔

۳۔ ہمارے سیاستدان، ہمارے حکمران، ہماری نوکر شاہی ہماری افسر شاہی، منصف شاہی اس کے علاوہ ملک کے تمام کاروباری ادارے اور چودہ کروڑ عوام مغربی تہذیب وتمدن، اخلاق وکردار، بودوباش مخصوص تعلیم وتربیت اور جمہوریت کے نظام میں ڈھالنے والا مخصوص تعلیمی نصاب اور انہی کے طرز کے تعلیمی اداروں، سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں، اکیڈمیوں سے جمہوریت کے سکالر تیار ہوتے چلے آرہے ہیں۔ملک کے تمام سکالروں، دانشوروں، مدبروں اور مفکروں کا فکری او رنظریاتی شعور مغرب کے دانشوروں کے زیر اثر عیسائیت، یہودیت اور ہندوازم کے تعلیمی نصاب اور انکے نظریات کی روشنی میں تربیت پاتا اور پروان چڑھتا چلا آرہا ہے۔ملک میں ہر قسم کی عزت وعظمت کی خلعتیں انکے سکالروں، مدبروں، دانشوروں، مفکروں، ٹی وی کے ادیبوں اور فنکاروں کے لئے مختص ہوچکی ہیں۔

۴۔ یہ جاگیردار، یہ سرمایہ دار، یہ سیاستدان، یہ حکمران اور انکے مغربی جمہوری نظام حکومت کے ماہرین پر مشتمل نوکر شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی اور ملک کی تمام معاشی اور معاشرتی اقدار ہمیں ورثہ میں ملتی آرہی ہیں۔پاک وہند انگریز کا ایک مفتوحہ ملک تھا۔مفتوحہ اقوام۔عوام اور ملک وملت کے ساتھ جس قسم کا کوئی فاتح ان پر نظام یا سسٹم انکو مقید رکھنے کیلئے مسلط یا رائج کرنا چاہتا ہے۔اس عمل میں نہ کوئی انکو روک سکتا ہے اور نہ ہی کسی قسم کی مداخلت کرسکتا ہے۔ہندوستان بھی انگریزوں کا مفتوحہ ملک تھا۔تقریباً ایک سوسال تک انہوں نے اس ملک پر حکومت کی۔مفتوحہ قوم کو غلامی کے آداب سکھائے۔غلامانہ طرز حیات کو اپنانے کیلئے عوام الناس کے ذہنوں کی برین واشنگ کی۔جبر اور ظلم کے ساتھ غلامانہ ذہنیت کی پرورش کی۔ان کو مقید رکھنے کیلئے ایک مخصوص قسم کا ظالمانہ ضابطہ حکومت ترتیب دیا۔تھانے اور کچہریوں کے محکمے اس نظام کو چلانے کیلئے قائم کئے۔معاشرتی طبقاتی نظام، معاشی طبقاتی نظام، طبقاتی تعلیمی نظام، طبقاتی انگلش میڈیم تعلیمی ادارے، طبقاتی تعلیمی نصاب، طبقاتی نوکر شاہی، طبقاتی افسر شاہی، طبقاتی منصف شاہی، طبقاتی جاگیرداری سسٹم، طبقاتی سرمایہ داری سسٹم، طبقاتی سیاستدان اور طبقاتی حکمران۔یہ سب غلامی کی زنجیریں تھیں۔جن کے ذریعہ غلامی کا طوق اور اذیت ناک نکیل چودہ کروڑ مسلمانوں کو ڈال کر بدترین غلاموں کی طرح مقید کر رکھا تھا۔خرکاروں کی طرح تشدد سے کام لیا جاتا اور کیوبا کے قیدیوں کی طرح بھوک اور فاقہ سے دوچار کردیا جاتا۔ یہ ظالم سسٹم، یہ غاصب نظام جوں کا توں ۱۹۴۷ء سے لیکر آج تک جاری وساری ہے۔

۵۔انگریزوں نے ہندوپاک کے لوگوں کی نفسیات کو پڑھا اور پرکھا۔انکی خوبیوں خامیوں کا بغور مشاہدہ کیا۔انہوں نے اپنی جڑیں عوام تک پھیلانے اور مضبوط کرنے کیلئے تمام عوامل ومحرکات کا جائزہ لیا۔انہوں نے اس ملک کے رہنے والوں کی وفائیں خریدیں۔انکے بدلے انکو جاگیریں اور وظائف عطا کئے۔جاگیرداری اور سرمایہ داری نظام انہوں نے ملک پر مسلط کیا۔ان کو کسی حد تک اقتدار میں شامل کرلیا۔انگریز انکی مدد ومعاونت سے ایک صدی تک ہندوستان کی سرزمین پر غاصبانہ قابض رہے۔انگریز نے ان غداروں اور غاصبوں کو نچلی سطح سے لیکر اعلیٰ سطح تک حکومت میں شامل کیا۔پھر اپنی مرضی اور منشا کے تحفظ کے لئے ان پر اپنی گرفت مضبوط رکھی۔ گلی۔محلہ سے لیکر یونین کونسل تک، یونین کونسل سے لیکر تحصیل تک اور تحصیل سے لیکر ضلع تک حلقہ بندیاں قائم کیں۔چھوٹے ممبران سے لیکر ایم پی اے تک اور ایم پی اے سے لیکر ایم این اے تک کا چناؤ بذریعہ الیکشن جمہوریت کے استحصالی نظام اور طریقہ کار کے تحت کرواتے۔ اسطرح انکو حکومت میں شامل کرکے اپنے مقاصد حاصل کرتے رہے۔

۶۔ گلی محلّہ سے لیکر یونین کونسل، تحصیل اور ضلعی حلقہ بندیوں کے مطابق ہر سطح پر با اثر اور سر کردہ افراد پر مشتمل ممبران کا چناؤ کر کے اپنی جڑوں کو انہوں نے پورے ملک میں پھیلا دیا۔ انتظامیہ اور عدلیہ کا ظالم اور غاصب نظام اپنی گرفت کو مضبوط رکھنے کیلئے قائم کیا۔ اس کے مطابق تھانے اور کچہریوں کا نظام ترتیب دیا۔ جہاں عدل وانصاف کے نام پر ظلم وستم ہر قسم کا تشدد کیا جاتا۔ بیگناہ لوگوں پر جھوٹے مقدمے تیار ہوتے۔ انکے مطابق جابر، ظالم، بے رحم جج فیصلے دیکر کڑی سزائیں سناتے۔ اسطرح وہ ایک صدی تک انکے تعاون سے ہندوپاک پر راج کرتے رہے۔ انگریز حکمرانوں کا تخلیق شدہ ایک نظام حکومت تھا، جو ایک مفتوحہ قوم کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے اور بالخصوص مسلمانوں کو نظریاتی تعلیم اور تربیت سے دور رکھنے، انکے کردار کو مفلوج کرنے کیلئے نافذ کیا گیا تھا۔ مغربی جمہوریت کا غیر اسلامی استحصالی نظام حکومت ملت اسلامیہ پر تقریباً ایک صدی تک انگریزوں نے مسلط رکھا۔ اس غلامی کی زنجیروں کو توڑنے اور انگریزوں سے نجات حاصل کرنے کیلئے آزادی کی تحریک ہندوستان میں چلی۔ بیشمار عوام لقمہ اجل بنے۔ دوقومی نظریہ کے تحت پاکستان معرض وجود میں آیا۔ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے نظریاتی جھنڈے تلے مسلمانوں نے جمع ہو کر پاکستان حاصل کیا۔ ۱۹۴۷ء کو پاکستان دنیا کے نقشہ پر ایک اسلامی ملک بن کر ابھرا۔ اس کا آئین تیار ہوا۔ پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام مقرر ہوا۔ قرآن حکومت کے آئین، نظریات، اخلاقیات، تعلیمات کے مطابق نظام مملکت ِپاکستان کو چلانے کا فیصلہ پاکستان کے آئین میں موجود ہے۔ جسکا کوئی پرسان حال نہیں۔

۷۔ پاکستان کو آزاد ہوئے ۶۵ سال کا ایک طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ابھی تک انگریز کا مسلط کیا ہوا غیر اسلامی، غیر قرآنی مغربی جمہوریت، اسکا حکومتی ٹولہ، اسکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ اور اسکا طبقاتی تعلیمی نظام، طبقاتی تعلیمی نصاب، طبقاتی تعلیمی ادارے اور ان اداروں سے تیار ہونے والی طبقاتی نوکر شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، فوج شاہی کے باطل، غاصب حکومتی سکالر انگریز کے دور حکومت کی طرح مجرمانہ طریقہ کار سے سرکاری فرائض اور نظام حکومت چلاتے آرہے ہیں۔

۸۔ مغربی نظام حیات پر مشتمل باطل قوانین وضوابط پر مشتمل نان کرسچن جمہوریت، مادہ پرستوں کا سودی مادی معاشی نظام اور ہندوازم کا طبقاتی نظام ملک میں ۱۹۴۷ء سے لیکر آج تک اسی طرح جاری ساری ہے۔ بلکہ ترقی کی کئی منازل طے کرتا آرہا ہے۔ انگریزوں کے پروردہ جاگیردار، سرمایہ دار، ملکی غدار، ملک دشمن رائل طبقہ جمہوریت کی کنگڈم پر پہلے سے کہیں بہتر قابض اور مسلط ہو چکا ہے۔ ملکی وسائل، ذرائع آمدن، ملکی تجارت انکی ملکیت اور ملکی خزانہ انکے سوئس بنکوں کی زینت، حکومتی ایوان اور شاہی محل انکی رہائش گاہیں، شاہی تنخواہیں، انمول قیمتی گاڑیاں انکی شان وشوکت کے جلوے، فوج، انتظامیہ عدلیہ کے طالبان، ہارس ٹریڈنگ اور این آر او کے مجرم حکومتی ٹولہ کے دہشت گردوں کے محافظ۔

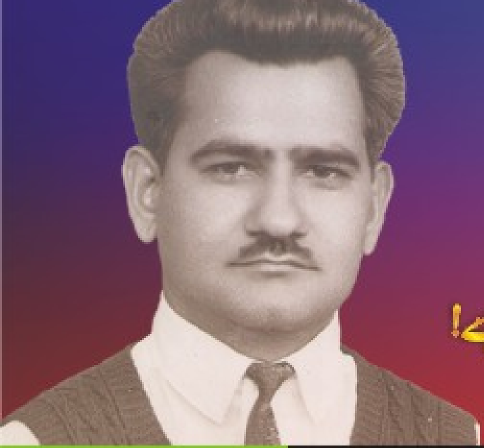

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۹۔ **ملک کو دولخت** کرنے والا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ، مغربی پاکستان کو پاکستان کا نام دینے والا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ، پاکستان کا ون یونٹ توڑنے والا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ، پاکستان کا ایک سینٹ کا سپریم حکومتی ادارہ، ایک وفاقی حکومت، چار صوبوں کی چار صوبائی حکومتیں قائم کرنے والا فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان اور پیپلز پارٹی کے مسٹر بھٹو کی پیپلز پارٹی کا سیاسی جاگیردار سرمایا دار حکومتی ٹولہ اور انکی اولادوں پر مشتمل **فوج شاہی**، منصف شاہی افسر شاہی نوکر شاہی کو سینٹ، وفاق، چار صوبائی حکومتوں تک پھیلانے والا، فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ، جس نے **ملک کو دولخت** بھی کیا اور جاگیردار، سرمایادار حکومتی ٹولہ اور مراعات یافتہ طبقہ کو وفاق سے نکال کر چار صوبوں، سینٹ کے شاہی ایوانوں تک پھیلا دیا۔ رشوت، کمیشن، کرپشن وفاق سے **نکل** کر سینٹکے سپریم ادرے اور چار صوبائی حکومتوں تک پھیل گئی۔

۱۰۔ پھر دوسرا فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف، اسکے چند کور کمانڈروں، اسکا سیاسی حکومتی ٹولہ **مسلم لیگ ق**، ایم کیو ایم اور اتحادی سیاسی جماعتوں کے جاگیردار، سرمایادار، ملکی غدار، **ملک دشمن** فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نے مارشل لا کی گن پوائنٹ پر ۵۱ فیصد اپنے ٹولہ کی مستورات کو حقوق نسواں کے نام پر حکومتی ٹولہ اور اپنی اولادوں پر **مشتمل** مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی **فوج شاہی**، منصف شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی کی افواج کو پاکستان، اسکے ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے مرد و زن، انکے وسائل، ذرائع آمدن، تجارت اور ملکی خزانہ پر مسلط کر گیا۔ فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان اور مسٹر بھٹو نے **ملک** کا دس گنا حکومتی ٹولہ اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے اخراجات کا بجٹ بڑھایا۔ رشوت کمیشن کرپشن بھی اسی لحاظ سے پھیلتی گئی۔ دوسرے فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اسکے چند کور کمانڈر، اسکا جاگیردار سرمایادار حکومتی ٹولہ، انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ، فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی کی ۵۱ فیصد مستورات کو حقوق نسواں کے نام پر انکے شاہی اخراجات کا ۵۱ فیصد بجٹ کا اضافہ کر دیا۔ حکومتی ایوان، شاہی حکومتی رہائشی محل، شاہی تنخواہیں انمول قیمتی گاڑیاں، پٹرول گیس ڈیز لکے اخراجات کی مقدار اور اسی نسبت سے رشوت، کمیشن کرپشن کا خود کار نظام کرپشن کے تحت پھیل گئی۔ ملکی وسائل، ملکی خزانہ کے علاوہ انکے شاہی اخراجات برداشت کرنے کیلئے آئی ایم ایف کے تین سو ارب ڈالر کے قرضہ بھی چاٹ گئے۔ ملکی وسائل، ملکی تجارت، ملکی خزانہ سے ۱۸ کروڑ اہل وطن اور انکی نسلوں کو مکمل طور پر محرم کر دیا گیا۔ انہوں نے قرآن حکیم کے نظریات، اخلاقیات، تعلیمات اور نظام مملکت بھی چھین لیا اور ملکی وسائل اور خزانہ اپنی ملکیت اور وراثت بھی بنا لیا۔

بابا جی عنایت اللہ

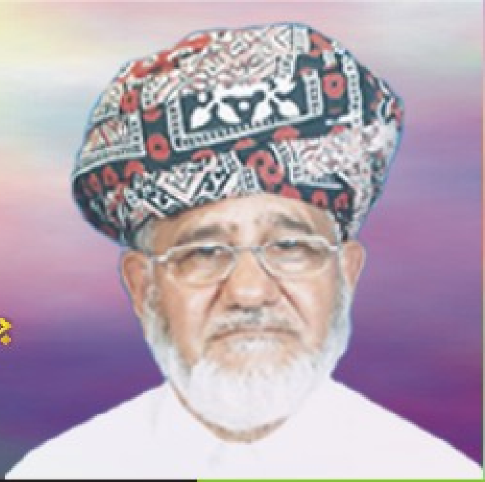

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

جمہوریت کے الیکشن، اسمبلیوں میں مستورات کا آزادی نسواں کے تحت اضافی کوٹہ۔ قومی سانحہ ملت اسلامیہ کی دین کے ساتھ کھلی جنگ

۱۱۔ ۱۸۵۷ سے لیکر ۱۹۴۷ یعنی نوے سال تک عوام انگریز کے مجرمانہ مغربی جمہوریت کے ظالم نظام حکومت کے مظلوم قیدی، غلام، بنے رہے۔ ۱۹۴۷ سے لیکر آج تک انگریز کے پروردہ ملکی غدار، ملکی دشمن جاگیردار، سرمایا دار ٹولہ کے حکمرانوں اور انکی اولادوں پر مشتمل فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی کا مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے مجرم ملک پر مسلط ہیں۔ پاکستان کی ظالم انتظامیہ جابر عدل کش عدلیہ جمہوریت کے ہارس ٹریڈنگ ،نظریہ ضرورت جیسے مجرمانہ نظام حکومت، اسکے مجرم حکومتی ٹولہ کی اجارہ داری کیوں ختم کریں جبکہ انکی بقا تو اس نظام حکومت کو قائم رکھنے میں مضمر ہے۔ وہی تو اس استحصالی نظام حکومت کو قائم رکھنے کے اصل مجرم ہیں۔ یہ بھی مدنظر رکھنا چاہئے کہ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کی محکوم انتظامیہ، عدلیہ یا فوج شاہی ہارس ٹریڈنگ ،نظریہ ،ضرورت کے حکومتی ٹولہ کے خلاف کیسے کاروائی کرسکتی ہے۔ انہوں نے تو ۱۸ کروڑ اہل وطن مسلم امہ اور انکی نسلوں کو قیدی اور غلام بنا رکھا ہے۔ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ، انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ ۱۸ کروڑ ملک وملت کے غدار، ملک دشمن، ملکی دہشت گرد اور ملکی ملی مجرم ہیں۔

۱۲۔ کیا ہم نے پاکستان لاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے ضابطہ حیات کے تحت زندگی گذارنے اور قرآن حکیم کے دستور مقدس کو ملک میں رائج کرنے کے لئے حاصل کیا تھا یا انگریزوں کے باطل، غاصب، ظالم بے دین مادہ پرست ٹولہ کے جمہوریت کے نظام کو قائم کرنے کیلئے آزادی حاصل کی تھی۔

کیا یہ ملک چھ سات ہزار افراد پر مشتمل جاگیر دار اور سرمائے دار ٹولہ کے انگریز کے مروجہ باطل، غاصب غیر اسلامی جمہوریت کے طریقہ کار کے تحت الیکشنوں میں حصہ لینے اور چودہ کروڑ مسلمانوں کو بے دین جمہوریت کے کلچر کا کلمہ پڑھنے اور اسکے قوانین وضوابط کی اطاعت کرنے کیلئے یہ ملک حاصل کیا گیا تھا یا قرآن حکیم کے دستور مقدس کے نفاذ اور اسلامی طرز حیات اپنانے کے لئے یہ جانی مالی عظیم قربانیاں دی تھیں۔

۱۳۔ کیا ہم نے انگریزوں سے آزادی اس لئے حاصل کی تھی۔ کہ ہم ان بے دین اسلام دشمن نان کرسچن جمہوریت کے سیاستدانوں، حکمرانوں اور غیر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کرپٹ۔ رشوت خور، بد دیانت، بد کردار نوکر شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، فوج شاہی کی افواج مغربی دانشوروں کے طبقاتی تعلیمی نصاب اور طبقاتی تعلیمی اداروں سے طبقاتی انتظامیہ اور عدلیہ کے مغربی جمہوریت کے فرعونی نظام کو چلانے والی نسلوں کو پیدا کرتے جائیں گے۔ ۷۰ فیصد کسانوں اور ۲۹ فیصد مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں کے پیدا کردہ وسائل، دولت، خزانہ اور حقوق یہ ایک فیصد مغربی تہذیب کا شاہکار اور بے رحم سرکاری ٹولہ، ملکی عوام کے خون پسینے کی کمائی کو انکے ہاتھ سے یوں چھینتا پھرے گا۔

۱۴۔ کیا ہم نے ۱۸۵۷ء کے ایکٹوں کے تحت برٹش لا، امریکن لا، انڈین لاجیوری پروڈینس اور پاکستان کی اسمبلیوں اور عدالتوں کی ترمیموں سے عدل وانصاف کے اداروں کو مفلوج نہیں کر رکھا۔ پاکستان جنرل لا۔ پاکستان لیگل لا۔ سپریم کورٹ منتھلی ریویو۔ منتھلی لاڈائجسٹ۔ پاکستان کریمنل لا۔ سول لا۔ نیشنل لارپورٹر۔ کراچی لاڈائجسٹ۔ سول لا۔ کریمنل لا۔ لانوٹس۔ اپیل کیس۔ شریعت ڈیسیزن وغیرہ وغیرہ کی منتھلی پرانی اتھارٹیاں اور قوانین ختم ہوتے اور نئے جنم لیتے چلے آرہے ہیں۔ یہ تمام قومی اسمبلیوں کے ممبران اور عدلیہ کے جسٹس ہر روز حکومتیں اور قانون بدلتے چلے آرہے ہیں۔ ممبران حکومتیں فروخت کرتے اور جسٹس عدل وانصاف فروخت کرتے چلے آرہے ہیں۔ ان قانونی فیصلوں کی قانونی کتابیں باقاعدگی سے ہر ماہ شائع ہوتی جارہی ہیں۔ جن پر کروڑوں روپوں کے اخراجات **ملک** وملت کو برداشت کرنے پڑ رہے ہیں۔ کیا ہم نے یہ **ملک** اس باطل نظام، غاصب سسٹم کو رائج کرنے کیلئے بنایا تھا۔ کیا ہم نے اپنی تعلیمی درسگاہوں کو پرائمری سے لیکر پی۔ ایچ۔ ڈی تک اسی نظام وسسٹم کے بے دین۔ بے نور۔ عدل کش سکالر، دانشور، مدبر اور مفکر پیدا کرنے کی کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ اور آنیوالی نسلوں کو اس باطل، غاصب اور کفر کی آگ میں جھونکنے کا فیصلہ کر رکھا ہے۔ کیا حضور نبی کریم ﷺ کی شان اور تعلیمات مغربی سکالروں، دانشوروں کی جمہوریت کے نظام اور تعلیمات سے نعوذ باللہ واقعی گھٹیا ہے۔ کیا یہ نظام اور سسٹم ملت کی نظریاتی اقدار اور تعلیم وتربیت کو مسخ کرتا نہیں جارہا۔ کیا اس انسانی تخلیق کردہ نظام حکومت کی تعلیم وتربیت حاصل کرنے اور سرکاری سطح پر رائج کرنے اور اسکی اطاعت کرنے کے بعد ہم مسلمان کہلا سکتے ہیں۔

۱۵۔ کیا ہم نے سودی یہودی معاشیات کی مادی تعلیم وتربیت اپنے سرکاری تعلیمی اداروں میں سودی یہودی معاشیات کا تعلیمی نصاب پڑھانے، سکھانے اور سرکاری طور پر عمل کرنے کیلئے یہ **ملک** بنایا تھا۔ کیا ہم اپنی مسلمان نسل کا کردار مادی سکالروں کے نظریات میں تبدیل کرتے نہیں آرہے۔ کیا اس دین کے منافی ان الیکشنوں میں ایک مسلمان کو اپنا ووٹ ڈالنا جائز ہے۔

۱۶۔ کیا ہم نے ہندوازم کا طبقاتی نظریہ مسلمانوں پر مسلط رکھنے، برہمن اور شودر کی تفریق پیدا کرنے کیلئے **ملک** بنایا تھا۔ کیا ہم پاکستان میں طبقاتی حکومتی نظام، طبقاتی تعلیمی نظام، طبقاتی تعلیمی نصاب، طبقاتی تعلیمی ادارے اور طبقاتی معاشرہ کے بے دین طبقاتی سکالر، دانشور، مدبر تیار کرنے کیلئے تمام مالی جانی اور ہجرت کی اذیتیں برداشت کی تھیں۔ کیا اہل پاکستان دین کے منافقوں، غدار جاگیردار، سرمایہ دار، سیاسی حکومتی ٹولہ کو اسلام کے خلاف الیکشنوں کے ذریعہ ہندوازم کے طبقاتی نظریات کے تہذیبی کلچر کو سرکاری طور پر مسلط کرنے کی مزید اجازت دینا چاہتے ہیں۔ کیا طبقات اسلام کا یا کفر کا حصہ ہے۔

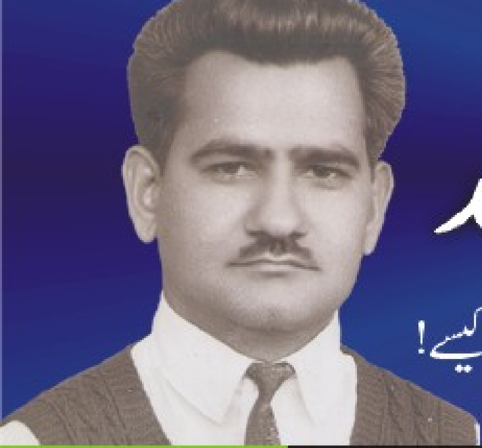

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۷۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کا طرز حکومت مغرب کے دانشوروں کی تخلیق ہے۔ جو اسلام کی روح کے صرف منافی نہیں بلکہ بالکل متضاد ہے۔ اس نظام کی پیروی کرنے سے کیا مسلمان مسلمان رہ جاتا ہے۔ یہ حکومت الیکشن کے ذریعہ معرض وجود میں آتی ہے جہاں گدھے گھوڑے کا ووٹ برابر ہوتا ہے۔ جہاں شرابی زانی، معاشی دہشت گرد الیکشن لڑتے ہیں۔ اسلامی جمہوریت کے نظام سلیکشن کے ذریعہ نیک، صالحہ، پرہیزگار، متقی، سادہ زندگی بسر کرنے والے، ایماندار، خوف خدا اور دیندار افراد کا چناؤ عمل میں لایا جاتا ہے۔ اسطرح جو مجلس شوریٰ تیار ہوتی ہے۔ وہ قرآن وسنت کی روشنی میں عدل وانصاف کے تحت ہر قسم کا فریضہ ادا کرتی ہے۔ اہل محلّہ، اہل علاقہ، اہل حلقہ کا کوئی فرد کسی قسم کی اگر کوئی کمی بیشی دیکھتا ہے تو وہ انکے فیصلہ کے خلاف ہر وقت حاضر ہو کر اپنا نقطہ نظر اور اپنے اعتراضات پیش کر سکتا ہے۔ اس نظام میں یہ ممکن نہیں کہ ۷۰ فیصد کسانوں اور ۲۹ فیصد مزدوروں کا مال ومتاع، انکے پیدا کردہ وسائل، ملکی خزانہ، ملکی دولت ایک فیصدی معاشی معاشرتی دہشت گرد چاٹ جائیں۔ مغربی جمہوریت کا یہ نظام عیسائیت، یہودیت، ہندوازم کے رائج الوقت نظریات پر مشتمل کلچر کا حصہ ہے جو پاکستان کے چودہ کروڑ عوام پر ان مغرب کے مادہ پرست ایجنٹوں نے سرکاری طور پر مسلط کر رکھا ہے۔ ملت پاکستان ۱۹۴۷ء سے بہت بڑے سانحہ سے گذرتی چلی آرہی ہے۔ چودہ کروڑ پاکستانی مسلمانوں کا سرکاری فرعونی مذہب ملک کے سیاستدانوں، حکمرانوں، ان کے عیسائی، یہودی اور ہندو سکالروں، دانشوروں، مدبروں نے مغربی جمہوریت کے نام پر نافذ اور قائم کر رکھا ہے۔ جبکہ پاکستانی آئین کے مطابق اس ملک کا سرکاری مذہب اسلام ہے۔ ان مغربی ایجنٹوں سے مسلمانوں کی اصل میراث واپس لینا، نظام کفر سے بچنا ضروری ہو چکا ہے۔

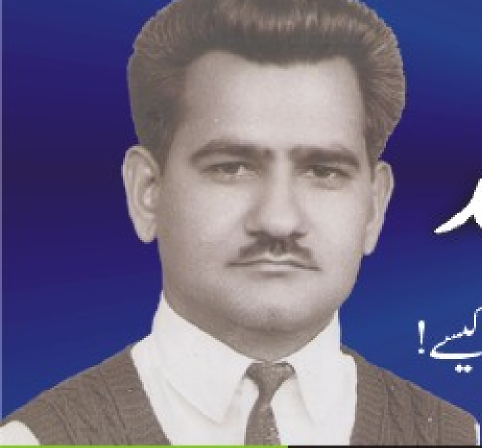

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے !

۱۸۔ کیا آپ مغربی جمہوریت کا نظام اور اسکا بے دین نظام حکومت اوران بد قماشوں ، رہزنوں ، معاشی قاتلوں ،وحشی بھیڑیوں اور ملک کو دولخت کرنے والے غداروں کے سیاسی ٹولے کوایک بارپھر بذریعہ الیکشن اس ملک کی راج دھانی ان معاشی قاتلوں کے سپرد کرنا چاہتے ہیں ۔کیا ملک کی عدلیہ مجرموں کے الیکشنوں کوروک یا اہل وطن مسلم امہ کوان مجرمان کی حکومتی بالا دستی کے باطل قوانین کی حکومتی گن پوائنٹ پر پیروی کرواسکتی ہے ۔کیا پاکستان اسلام آباد، لاہور، کراچی اورتمام اندرون ملک اور بیرون مما لک بڑے بڑے شہروں میں پھیلے ہوئے ایک فیصد جاگیردار، سرمایہ دارحکومتی ٹولہ یافوج شاہی نوکرشاہی ، افسر شاہی ، منصف شاہی کے شاہی ایوانوں ،سرکاری شاہی محلوں ، ذاتی رائے ونڈ ہاؤسز ،سرے محلوں ،شاہی پیلسوں کے مالکوں کا ملک ہے ۔کیا پاکستان اس ایک فیصد دہشت گردوں کی پیجارو ،مرسیڈیز ، لینڈ کروزر، اعلیٰ اقسام کی دوسری رشوت ، کرپشن ۔کمیشن اورلوٹ مار کے ہارن بجانے والی گاڑیوں کا نام ہے ۔کیا پاکستان ملک میں انکے پھیلے ہوئے اسمبلی ہالوں کا نام ہے ۔کیا پاکستان میں پھیلے ہوئے کنونشن ہالوں ، ایم این اے ہاسٹلز، ایم پی اے ہاسٹلز، پنجاب ہاؤس ، کشمیر ہاؤس ،فرنٹیئر ہاؤس ، بلوچستان ہاؤس ، اندرون اور بیرون مما لک لاتعداد ریسٹ ہاؤسز کی سپر نیچرل مخلوق کے کلبوں ، فحاشی بے حیائی ، زنا کاری کا نظام رائج کرنے کا نام پاکستان ہے ۔ پاکستان سپریم کورٹ بلڈنگ ، ہائی کورٹ بلڈنگز ، وزیر اعلیٰ ، گورنرز ، وزیر اعظم ہاؤسز ،صدر ہاؤس کا نام نہیں ۔ بلکہ یہ تو ۷۰ فیصد غریب ، مسکین کسانوں ، ۲۹ فیصد معاشی مقتول محنت کشوں ، پژمردہ ہنرمندوں اور بے بس مجبور مظلوم ، محکوم اور خودکشیاں اور خودسوزیاں کرنے والے تنگ دست اور بیروزگار عوام کا ملک ہے ۔ٹی وی اینکرز ، تجزیہ نگار کالم نویس بتائیں ، طالبان یا دہشت گرد کون ہیں ۔جاگیردار سرمایادار حکومتی ٹولہ انکا مراعات یافتہ فوج شاہی نوکرشاہی افسر شاہی منصف شاہی کا طبقہ یا ملکی عوام جوانکے خلاف آواز اٹھاتے ہیں ، انکی مجرمانہ حکومتی رٹ کوچیلنج کرتے ہیں وہ طالبان اور دہشت گردن ہیں !۔

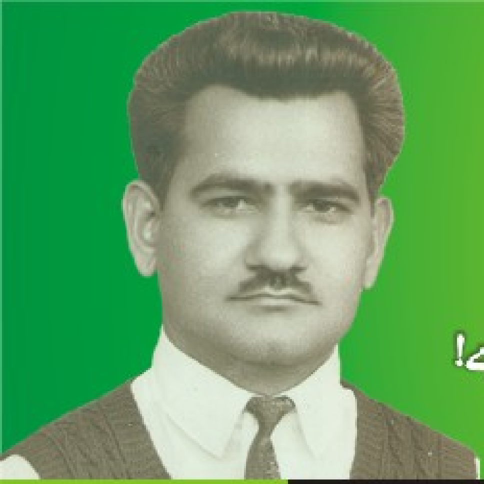

باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۹۔ کیا ہم نے پاکستان ان جمہوریت پسند ایک فیصد سمگلروں بلیکیوں، معاشی دہشتگردوں، کرپٹ نوکرشاہی، رشوت خور افسر شاہی، بد دیانت بریف کیس مافیہ پر مشتمل منصف شاہی، ملک توڑنے والا جمہوریت کا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ، ملکی وسائل، قومی خزانہ کی امانتیں لوٹنے والیاا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکی تعلیم و تربیت کرنے والے غیر اسلامی، غیر دینی، طبقاتی تعلیمی ادارے، طبقاتی تعلیمی نصاب اور طبقاتی تعلیمی نظام، جس سے عیسائیت، یہودیت، ہندوازم کے نظریات کے سکالر، دانشور اور مدبر تیار ہوتے اور اس غیر اسلامی طبقاتی تعلیمی مافیا کو ملک میں رائج کر کے ۷۰ فیصد کسانوں اور ۲۹ فیصد مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں، عوام الناس کو دین اور دنیا سے محروم کرنے کیلئے پاکستان بنایا تھا یا اسلامی نظام مملکت رائج کرنے اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے کیلئے پاکستان بنایا تھا۔

۲۰۔ کیا پاکستان ہم نے اسلام کی روشنی میں عدل و انصاف، مساوات کو قائم کرنے، دین کی روشنی میں ایک تعلیمی نصاب مرتب کر کے ملک میں اسکو نافذ العمل کر کے اسلامی کردار تیار کرنا تھا یا اسلام کے نظریات کو ختم کر کے اور مغربی جمہوریت کے باطل، غاصب نظام کیلئے یہ ملک حاصل کیا تھا۔ کیا یہ ملک کے تمام جمہوریت کے نظام کو چلانے والے اعلیٰ طبقاتی تعلیمی ادارے ان معاشی دجالوں، سیاستدانوں حکمرانوں اور انکی اولادوں کیلئے وقف ہیں۔

۲۱۔ کیا ملک کے ۷۰ فیصد کسان زمین کا دل چیر کر اور ملک کے کروڑ عوام کو گندم، مکئی، چاول، باجرہ، جوار، جو، گڑ، شکر، چینی، کپاس، پٹ سن، چنے، دالیں، اور طرح طرح کی سبزیاں ان گنت قسم کے پھل، بے شمار میوہ جات، مہیا نہیں کر رہا۔ کیا یہ کسان ملک میں دودھ کی نہریں، جاری نہیں کر رہے۔ کیا کسان مرغی، انڈے، چھوٹا گوشت، بڑا گوشت، کھالیں، پیدا کر کے ملکی ضرورتوں کو اور صنعتوں کو چلانے کیلئے خام مال مہیا نہیں کر رہا۔

۲۲۔ کیا ۲۹ فی صدی مزدور، ملک میں صنعتی انقلاب پیدا نہیں کر رہا۔ ملک کی تمام ملیں، فیکٹریاں، کارخانے ہر قسم کی صنعت کی یونٹ لگاتا اور چلاتا نہیں آ رہا۔ کیا مزدور ڈیم، نہریں، کنوئیں، ٹیوب ویلوں اور سڑکوں کے جال ملک میں نہیں پھیلا رہے۔ کیا مزدور اور کسان ملک کے ہر شعبے میں دن رات محنت و مشقت کر کے را میٹریل اور پیداوار وافر مقدار میں پیدا کر کے ملک کا زرمبادلہ، ملکی وسائل اور ملکی خزانہ نہیں بھرتے رہتے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۲۳۔ کیا ملک کی سوئی سے لے کر ایٹم بم تک، ایٹم بم سے لے کر میزائیلوں تک ان کی محنت کا ثمر نہیں۔کیا ملک کی رائفل سے لے کر توپوں تک، بکتر بند گاڑیوں سے لے کر ٹینکوں تک ملک کے ڈیفنس کی اہم ضروریات یہ مخلص اور پر عزم طبقہ مہیا کرتا نہیں آ رہا۔کیا وہ معدنیات، تیل، گیس، سونا، تانبا، نمک، چونا، قیمتی پتھر، سنگ مرمر اور کوئلہ حاصل کرنے کے لئے ٹھوس، سخت پتھروں، اور محکم پہاڑوں کے سینے پھاڑنے اور مقصد گوہر کو دستیاب اور حاصل کرنے کیلئے ہر وقت مصروف نہیں رہتا۔کیا وہ ملک کی سڑکیں موٹر وے، ہوائی اڈے، جہاز، ہیلی کاپٹر، پجارو، مرسڈیز، لینڈ کروزرز، چھوٹی بڑی ہر قسم کی موٹر سائیکل، کاریں، وین، بسیں، ٹرک، ٹرالے، انہی کے خون پسینے سے کمائی ہوئی مال و دولت اور زر مبالہ سے خریدی نہیں گئیں۔کیا غیر اسلامی اور بے دین مغربی جمہوریت کے غاصب قوانین کی تلوار سے ان ظالم، سفاک، بے رحم، رہزن جاگیر داروں، سرمایہ داروں، سیاستدانوں، حکمرانوں اور انکے مغربی تہذیب کے سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور اکیڈمیوں کے تیار کردہ عدل کش نظام اور ستم کے قانون سازوں، دانشوروں، سکالروں، مدبروں نے ان ۷۰ فیصد کسانوں، ۲۹ فیصد مزدوروں، محنت کشوں، ہنر مندوں اور عوام الناس کی تمام کی تمام مال و متاع، دولت اور بیت المال کو لوٹتے نہیں جا رہے۔کیا ان دہشت گردوں، معاشی اور معاشرتی قاتلوں کو ایک بار پھر مغربی جمہوریت کے بے دین نظام کے الیکشنوں میں ووٹ ڈال کر آپ خدا اور رسول ﷺ کے خلاف جنگ لڑنا چاہتے ہیں۔اے چودہ کروڑ اہل وطن مسلمانو! ۷۰ فیصد کسانو! اور ۲۹ فیصد مزدورو! محنت کشو! ہنر مندو! اور مختلف پیشوں سے منسلک مسلمانوں! اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت نہ دو۔ان ایک فیصد دہشت گرد بے دین جمہوریت پسند ٹولہ کی بدکرداری اور بدبختی کے جلائے ہوئے جہنم کی آگ کو اسلامائزیشن کی اجتماعی رحمتوں کی بارش سے ٹھنڈا کر دو۔اس سے سب کی نجات ہو جائیگی ورنہ کشمیر، چیچنیا، افغانستان بوسنیا، کوسوو، فلسطین کا حشر تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے۔الیکشن میں حصہ لیکر خدا اور رسول ﷺ کے خلاف کھلم کھلی جنگ لڑنا کہاں تک درست ہے۔

باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۲۴۔ کیا ۷۰ فی صد کسانوں اور ۲۹ فی صد مزدوروں، محنت کشوں، ہنر مندوں، اور عوام الناس کی اولادیں، دیہاتوں میں کھیتی باڑی کا کام، دفتروں میں چپڑاسی، دفتری، چوکیدار، ڈرائیور، مالی، ماشکی، بھنگی، سپاہی، گن مین کلرک وغیرہ سرکاری اور غیر سرکاری، اداروں میں یہ طبقاتی اور معاشرتی شودر بدترین غلاموں سے زیادہ بہتر کام کرتے نہیں چلے آ رہے۔ کیا محنتی، جفاکش، ایماندار، متقی، پرہیز گار انسانی شکل میں ربوبیت کے فرائض ادا کرنے والا کسان ایک دیوتا کی حیثیت سے کھیتی باڑی کر کے ہر قسم کی خوراک کی پیداوار مہیا نہیں کرتا چلا آ رہا۔ اور تلخیٔ دوراں سے بے نیاز، محنت کے خوگر مزدور، جمہوریت کے غاصب نظام کے کچلے ہوئے محنت کش، اور اپنے فن کے لاجواب ہنر مند، ملک کی صنعتی انڈسٹری کی تعمیر و ترقی کو چار چاند لگاتے نہیں چلے آ رہے۔ کیا یہ بے مثل و بے مثال اعلیٰ کردار کے شاہکار پاکستان کی مصنوعات کا بہترین معیار اور وافر سٹاک مہیا کرتے چلے نہیں آ رہے۔ کیا یہ ملکی دولت اور زرمبادلہ کمانے میں کوئی کمی یا کسر چھوڑتے ہیں۔ کیا یہ ۷۰ فی صد کسان، اور ۲۹ فی صد مزدور، محنت کش، ہنر مند، ملک کے لئے ہر قسم کا رامیٹیریل اور ضروریات زندگی وافر مقدار میں دن رات محنت کر کے مہیا نہیں کرتے چلے آ رہے۔ کیا ۲۹ فی صد مزدور صنعتی انقلاب، اور صنعتی مصنوعات ملک کی ضرورت سے وافر مہیا نہیں کرتے چلے آ رہے۔ کیا یہ زندگی کے ہر شعبہ میں تعمیر و ترقی کے فرائض دلجمعی اور احسن طریقہ سے ادا نہیں کرتے آ رہے۔ کیا وہ یا ان کی اولادیں اس خون جگر سے کمائی ہوئی دولت اور محنت و مشقت سے اکٹھا کیا ہوا خزانہ طویل جدوجہد سے تیار کئے ہوئے وسائل سے استفادہ حاصل کر رہی ہیں یا ورثے میں ملے ہوئے انگریزوں کے پروردہ جمہوریت کے جاگیر دار، سرمایہ دار، سیاست دان، حکمران، ان کی افسر شاہی، نوکر شاہی، اور منصف شاہی کے معاشی دہشت گرد اور ظالم غاصب یہودی ایجنٹ یہ تمام کی تمام ملکی دولت، خزانہ اور ان کی محنت کی کمائی اپنی عیش و عشرت کی عدل کش زندگی گذارنے کے تصرف میں بڑی بے رحمی سے لاتے نہیں آ رہے۔

بابا جی عنایت اللہ

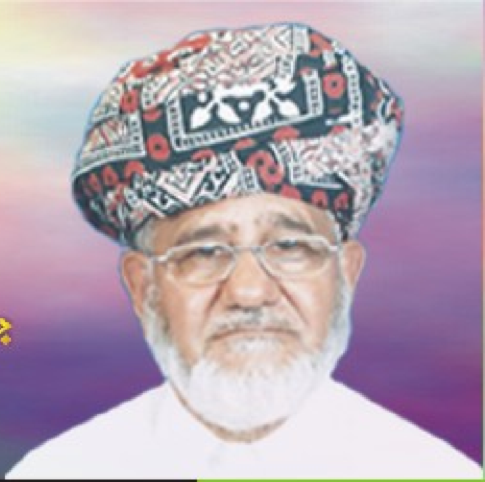

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۲۵۔ کیا **ملک** کی تمام دولت، تمام ذرائع آمدن، تمام وسائل، تمام خزانہ، تمام زرمبادلہ، **ملک** کی تمام سرکاری بلڈنگیں، دفاتر، وزیر اعظم ہاؤس، صدر ہاؤس، سپریم کورٹ بلڈنگ، کنونشن ہال، کشمیر ہاؤس، پنجاب ہاؤس، فرنٹیئر ہاؤس، بلوچستان ہاؤس، تمام ڈی سی ہاؤسز، کمشنر ہاؤسز، سیشن جج ہاؤسز، ہائی کورٹ بلڈنگز اور ریسٹ ہاؤسز، تحصیل آفسز، **ملک** میں پھیلے ہوئے ضلعی سطح پر تمام سرکاری دفاتر اور ریسٹ ہاؤسز، بیرون ممالک تمام سرکاری دفاتر پر **مشتمل** بلڈنگیں اور سفیر ہاؤسز، وال ٹو وال قیمتی قالین، لاجواب اور نایاب قسم کا ساز و سامان، انکی شاہی رہائش گاہیں، بیشمار ٹیلیفون، پنکھے، دلہن کی طرح سجے سجائے ساز و سامان پر **مشتمل** یہ سرکاری بلڈنگیں، ائیر کنڈیشنڈ دفاتر، اور دفتروں میں آرام کیلئے چیمبر سرکاری سکول، کالجز، یونیورسٹیاں، اکیڈمیاں، سرکاری گاڑیاں، سرکاری ڈرائیور، سرکاری اردلی، سرکاری چوکیدار، سرکاری مالی، سرکاری گن مین، سرکاری ٹیلی فون، اور ہر قسم کی سرکاری املاک، اور **ملک** میں پھیلی ہوئی ہر سرکاری چیز اور انکا تمام عیش و عشرت کا ساز و سامان ان کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں، اور ہر شعبہ میں کام کرنیوالے کارکنوں کی ملکیت ہیں یا نہیں۔ ان مالک کسانوں اور وارث مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس کو سیاست اور الیکشن کے ذریعہ ہپناٹائز کر کے **ملک** میں رائج غیر اسلامی، بے دین، مغربی سکالروں، دانشوروں کا تیار کردہ مغربی جمہوریت کا طرز حکومت قائم کر رکھا ہے۔ سرکاری خزانہ پر ہر لمحہ، ہر وقت، ہر روز، یہ رہزن ڈاکے مارتے اور درندوں کیطرح معاشی قتل عام کئے جا رہے ہیں۔ انکا شاہانہ شاہی اخراجات اور نادر شاہی تصرفات **ملک** کی دولت خزانہ اور تمام وسائل اور اندرونی بیرونی قرضے نگلتے اور دیمک کی طرح چاٹتے چلے جا رہے ہیں۔ انکے باطل اور غاصب کالے قوانین، کالے نظام کالے جاگیرداروں، کالے سرمایہ داروں، کالے سیاستدانوں، روسیاہ حکمرانوں نے **ملک**را انکا تمام کا تمام مال و متاع، دین اور دنیا کا انمول سرمایہ یہ راہزن ۱۹۴۷ سے ان سے چھینتے اور لوٹتے چلے آرہے ہیں۔ اسکے علاوہ انہوں نے اصل دولت ملت اسلامیہ سے اسلامی نظریہ، اسلامی طرز حکومت، اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت، اسلامی عدل و انصاف، اسلامی تعلیم و تربیت، اسلامی اصول و ضوابط، اسلامی معاشی نظام، اسلامی ضابطہ حیات اور دستور مقدس کی نورانی تعلیمات کو سرکاری سطح پر منسوخ کر کے اہل وطن مسلمانوں کو قرآن و سنت سے الگ تھلگ کر رکھا ہے۔ انکا نظریاتی قتل عام کیا جا رہا ہے۔ کیا آپ ان نظریاتی اور معاشی قاتلوں کو ملت اسلامیہ کی تباہی اور بربادی کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے بذریعہ الیکشن ایک بار پھر حکومت دینا چاہتے ہیں اور **ملک** کو مزید تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ **ملک** کے مختلف منشوروں کے خالقوں کی وزارتوں کی جنگ اور حکومتیں تشکیل دینے کیلئے ملکی خزانہ ایک بار پھر داؤ پر لگانا چاہتے ہیں۔ ان تمام بیماریوں کا علاج صرف قرآن حکیم کے دستور مقدس کے نفاذ سے ہی ہو سکتا ہے۔ خدا کرے کہ آپ ایسا کریں۔ امین۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۲۶۔ کیا ملک کے تمام سرکاری ملازم چپڑاسی سے لے کر کمشنر تک پیادہ سے لے کر سول جج، سینئر سول جج، ایڈیشنل سیشن جج، سیشن جج، ہائی کورٹوں کے تمام جج، سپریم کورٹ کے ججوں سے لے کر چیف جسٹس سپریم کورٹ تک ہر محکمہ کے ادنیٰ ملازم سے لے کر اعلیٰ ملازم تک، فوج کے بٹ مین سے لیکر سی۔ این۔ سی تک، سپاہی سے لے کر ڈی ایس پی، ایس پی، ایس ایس پی، ڈی آئی جی، آئی جی، ہوم سیکرٹری اور ملک کے تمام سرکاری اور نیم سرکاری محکموں کے تمام کے تمام ملازمین ان ۷۰ فی صد کسانوں اور ۲۹ فی صد مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور چودہ کروڑ عوام کے ملکی انتظام اور سسٹم چلانے کیلئے یہ تمام لوگ اردلی سے لے کر وزیر اعلیٰ، گورنر، وزیر اعظم صدر پاکستان، تک یہ تمام لوگ ان کے ملازم نوکر، اور خادم ہیں یا نہیں۔ کیا سرکاری خزانہ ان کسانوں اور مزدوروں کی ملکیت نہیں، کیا تمام وسائل صنعتی مصنوعات تمام کارخانے اور تمام اداروں کے ملازمین ان کے نوکر اور خادم نہیں ہیں۔ کیا ملکی خزانہ انکی امانت نہیں۔ کیا حکمران اس خزانہ کے امین نہیں۔ کیا ایسے امانت خور پوری قوم کے مجرم نہیں۔ کیا سیاسی جماعتیں الیکشنوں میں کامیابی کے بعد اپنے مجرم رہنماؤں کو جرموں سے پاک کر کے ملک میں دوبارہ لے کر نہیں آئینگی۔ کیا جرائم ملک میں ایسے ہی ختم ہوتے اور پروان چڑھتے رہیں گے۔ یا اللہ ہمیں ان ظالموں سے نجات عطا فرما۔ امین۔ کیا یہ ملکی، ملی، معاشی، معاشرتی دہشت گرد نہیں۔ کیا یہ حکمرانی کے قابل ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۲۷۔ کیا ملک کا جاگیرداروں، سرمایہ داروں، سیاست دانوں، حکمرانوں، ان کے نظام پر مشتمل حکومت چلانے والے، افسروں، منصفوں، اور ملازموں کو جمہوریت کے ان چھ، سات ہزار افراد پر مشتمل ظالم، غاصب، ڈاکو، راہزنوں، معاشی قاتلوں، اور معاشرتی دہشت گردوں کے ایک مختصر اور قلیل ٹولہ کو ملک کے عظیم کسانوں، اور مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں، اور ملک کے اہل وطن مسلمانوں کے سرکاری خزانہ یعنی بیت المال کو سرکاری سطح پر لوٹنے۔ عدل و انصاف کے منافی اور متضاد طریقوں سے بڑی بڑی تنخواہیں، سرکاری محل، سرکاری گاڑیاں، ٹیلی فون، ہر محکمہ میں اردلی خانسامہ، ڈرائیور اور بے شمار ملازمین ان گنت سرکاری سہولتیں، رشوت، کمیشن، کرپشن، سفارش، ہر قسم کی لوٹ کھسوٹ کا عمل انہوں نے ملک میں جاری کر رکھا ہے۔ ان کا رہن سہن، شاہی اخراجات، بود و باش، شاہی سہولتیں، اور عیش و عشرت کی زندگی مغرب کے ترقی یافتہ ممالک کو ورطہء حیرت میں ڈالے بیٹھی ہے۔ وہ تو دو تین نوکروں کا سوچنا کجا وہ تو ایک ملازم تک رکھ نہیں سکتے۔ ان سیاسی دہشت گردوں نے ملک میں مساوات، اور عدل و انصاف کو نگل لیا ہے۔ کیا پاکستان اسلام آباد، لاہور، کراچی، اور ملک کے تمام شہروں، تحصیلوں میں سرکاری شاہی دفاتر، اور انکی رہائشوں کا نام ہے۔ کیا یہ ملک پچانوے فی صد کرپٹ بد دیانت بے حیا، افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی، کی لوٹ کھسوٹ اور جمہوریت کے ان بدنما، بے حیا، بدشکل، بدکرداروں، سرکاری خزانہ، لوٹنے والے راہزنوں، ملکی، غیر ملکی قرضے ہضم کرنے والے معاشی قاتلوں، معاشرتی غاصبوں کا ملک ہے۔ یا دین دار دیانت دار، ایمان دار، محنتی۔ حضور ﷺ کے قریب سادہ شریفانہ مختصر ضروریات نیک دل جانثاروں، ۷۰ فی صد کسانوں، ۲۹ فی صد مزدوروں، ہنرمندوں، محنت کشوں، جو ملک کا کاروبار چلانے میں ہمہ تن مصروف چودہ کروڑ مخلص مسلم امہ کا ملک ہے۔ کیا وہ ان حقائق کے جاننے کے بعد بھی الیکشن میں ان غاصبوں، ظالموں اور رہزنوں کو ووٹ ڈال کر ایک بار پھر انکو سرکاری خزانہ اور بے دین جمہوریت کی کنگ شپ حوالے کرنا چاہتے ہیں۔ اب عوام کو انکا دین کی روشنی میں احتساب کرنا ہوگا۔ ۷۰ فیصد عوام جس الیکشن میں حصہ نہ لیں، اس الیکشن کو کون تسلیم کرتا ہے پاکستان کا حکومتی ٹولہ یا عدل کش عدلیہ کے ممبران ہی اسے تسلیم کر سکتے ہیں۔

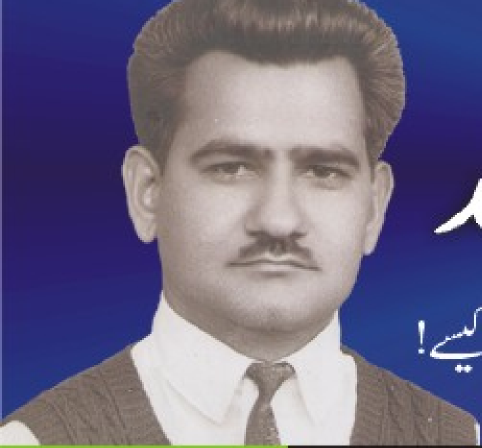

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۲۸۔ کیا یہ مادہ پرست ہندوؤں، عیسائیوں، یہودیوں کے منشور ضابطہ حیات کے پیروکار نہیں۔کیا انہوں نے ان کے تعلیمی نصاب کو پورے ملک کے تعلیمی اداروں، میں سرکاری طور پر نافذ العمل کر کے مسلمانوں کی نسلوں کی ۱۹۴۷ سے عیسائیت، یہودیت، ہندوازم کے نظریات کی تعلیم وتربیت نہیں کرتے آرہے۔کیا ان بے دین سیاستدانوں نے پاکستان میں اسلامی تعلیمی نصاب کو سرکاری طور پر مسترد اور منسوخ نہیں کر رکھا۔کیا ان مغربی کلچر کے ایجنٹوں نے ملک کے تمام ادنیٰ سے اعلیٰ سرکاری اہلکاروں، افسر شاہی کے سکالروں، منصف شاہی کے دانش وروں، اور ہندوازم کے طبقاتی مدبروں کو سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں، اکیڈمیوں میں مغربی جمہوریت کے اسلام کش نظام کو چلانے کے لئے تیار نہیں کرتے آرہے۔کیا یہ ظالم جاگیردار ٹولہ اور رہزن سرمایہ دار دہشت گرد طبقہ اہل وطن مسلم امہ اور انکی نسلوں کو مغربی جمہوریت کے کفر، شرک، اور ملوکیت کے نظام میں ملت اسلامیہ کی تعلیم وتربیت اور نشوونما نہیں کرتے آرہے۔

۲۹۔ کیا یہ جاگیردار، سرمایہ دار، سیاستدان، حکمران مسلمان ہیں جنہوں نے اسلامی ضابطہ حیات کے خلاف ملک میں جمہوریت کا نظام نافذ کر رکھا ہے۔کیا حضور نبی کریم ﷺ کی شان ان کا قرآن حکیم کا دستور مقدس نعوذ باللہ مغرب کے دانش وروں، اور انکے تخلیق کردہ جمہوریت سے بھی فرسودہ نظام حکومت ہے۔اے جاگیردارو! سرمایہ دارو!۔اے حکمرانو! اے افسر شاہی، نوکر شاہی، منصف شاہی کے مدبرو! سکالرو! دانش ورو! مفکرو! اے جمہوریت کے پروانو! جواب دو! کیا تم مادہ پرستی کے روپ میں عیسائی ہو، یہودی ہو، ہندو ہو، کافر ہو، منافق ہو، مسلمان ہو، یا ان کے ایجنٹ ہو۔خبردار اپنی اصل کو پہچانو۔اس سوال کا جواب ۷۰ فیصد کسانوں اور ۲۹ فیصد مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور اہل وطن مسلمانوں کو دینا ہوگا۔کہ آپ کون ہیں۔اس سوال سے تمہاری تدبیریں، تمھارے ہوش وحواس سے مانوس نہیں رہیں۔ اس سے قبل بھی صدائے وقت میں صورتحال سے ملت اسلامیہ اور سیاستدانوں کو جمہوریت کے نظام کی تباہ کاریوں اور اس میں مضمر بربادیوں کی نشاندہی کی جاچکی ہے۔اس وقت ملت اور حکمران مل کر گھوڑا بھی اور سوار بھی بچا سکتے ہیں۔صداقت کی میز پر بیٹھ کر سچائی کا دامن پکڑلو۔آپس کی چپقلشیں دور کرلو۔پوری انسانیت کیلئے مہر ومحبت، عدل وانصاف، لطف وکرم، اخوت وخدمت، شفقتوں اور رحمتوں کے حصول کیلئے رحمت العالمین ﷺ کا چراغ روشن کرلو۔ بھاگنے کا وقت ختم ہو چکا ہے۔کوئی متبادل راستہ نہیں۔تباہی وبربادی، قتل وغارت اور بربریت کی تلوار سر پر کھڑی ہے۔ایسا نہ ہو کہ فطرت کا عمل جاری ہوجائے۔اسلامائزیشن کا عمل ہی صرف اور صرف نجات کا سبب بن سکتا ہے۔ورنہ اقتدار کے سورج کے غروب ہونے کا تھوڑا سا انتظار کرلو۔اللہ تعالیٰ ہم اور آپ پر رحم فرماویں اور ایک دوسرے کے قتال اور اس المیہ سے بچائیں۔آمین

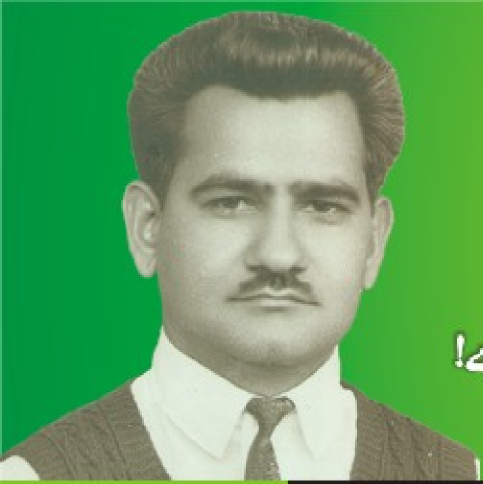

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۳۰۔ مغربی جمہوریت کے سیاسی سکالروں، اس نظام حکومت کو چلانے والے قانون دانوں پر مشتمل افسر شاہی کے کرپٹ دانشوروں، عدل وانصاف کے عدل کش منکروں، اور طبقاتی نظام کے اعلیٰ طبقے کے غاصب مدبروں انکے تیار کرنے والے مغربی طرز کے سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں، اکیڈمیوں کا زہر، ان کے دل ودماغ میں پوری طرح اتر چکا ہے۔ وہ الیکشن کے ذریعہ غاصب، جابر، ظالم علاقہ کے دہشت گردوں، معاشی رہزنوں کو اپنے اپنے علاقے، محلے، گاؤں یونین کونسل، تحصیل ناظم، ضلعی ناظم ایم پی اے، ایم این اے، سینٹروں، کے چناؤ کے طریقہ کار سے تو آشنا ہیں۔ جہاں ملک میں اربوں روپوں کے اخراجات دھاندلیوں، رشوتوں، قتل و غارت، توڑ جوڑ کے ذریعہ ملک کے تمام چھوٹے بڑے معاشی، معاشرتی غنڈوں، لٹیروں، رشوت خوروں، رہزنوں، ڈاکوؤں، عدل کش درندوں، بلیکیوں، سمگلروں، منشیات کے شاہوکاروں، کا ہجوم ہر سطح پر حکومتوں کے ایوانوں تک پہنچا دینے کے بے حیا فن سے اچھی طرح آشنا ہیں۔ لیکن ان کو اسلامی طریقہ کار جس میں ملکی خزانہ کے اخراجات نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔ یہ بات وقت کے مدبروں، داناؤں، سکالروں، دانش وروں، کی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ یعنی اپنے محلّہ کے معززین میں سے پانچ نیک دل صالح، ایماندار، دیانت دار، سمجھ دار، خوف خدا سے لیس دین دار، صاحب اعتماد انسانوں، کے نام چن کر جن کی عمر پچیس سال کے لگ بھگ ہو علاقہ کے نیک سیرت افراد یا شخصیتوں کو مجلس شوریٰ کا رکن چن کر علاقہ کی ذمہ داری سونپ دینے کا عمل ان کے لئے ممکن نہیں۔

۳۱۔ اسی طرح محلّہ، گاؤں، یونین کونسل، تحصیل اور ضلعی حلقہ بندیوں کے مطابق مجلس شوریٰ کے عہدیداروں کو سیلکٹ کر کے دین کی روشنی میں ذمہ داریاں ملک کی تمام انتظامی، عدالتی مشکلات کا واضح حل اور اس کا حصول ملت کو نصیب ہوگا۔ کیا آپ نے جرگہ سسٹم سرحدی علاقوں میں اس قسم کے فرائض ادا کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا یا سنا۔ کیا سعودی عرب میں ہر جمعہ کو مجرموں کو سزائیں دیتے کبھی نہیں دیکھا۔ دوکانیں کھلی رہتی ہیں۔ کوئی چور رہزن، ڈاکو یا دہشت گرد دیکھنے کو نہیں ملتا۔ اگر ضلعی انتظامیہ ایماندار اور دیانت دار چند لوگوں پر مشتمل ہوگی۔ غلطی کرنے والوں کا احتساب اسی وقت اور اسی جگہ ہوتا جائے گا۔ اس کرپٹ رشوت خور، عدل کش، سسٹم اور نظام کی انتظامیہ اور عدلیہ سے چھٹکارا نصیب ہوگا۔ جن کی عدالتوں میں انصاف کے حصول کے لئے کئی عمریں درکار ہوتی ہیں۔ انصاف کی بھیک حاصل کرنے کیلئے قارون کا خزانہ درکار ہوتا ہے۔ ملکی عدالتیں مجرم اور جرائم کی پرورش کرتی ہیں۔ غریب انسان اس ملک میں قیامت تک نہ عدالتوں کے اخراجات برداشت کرسکتا ہے۔ نہ اسکے پاس مزدوری چھوڑنے کا کوئی بندوبست ہوتا ہے اور نہ ہی وہ ان ظالم منصفوں سے انصاف حاصل کرسکتا ہے۔۔ ملک میں درس وتدریس کا نصاب جدید علوم اور دین کی روشنی میں سکولوں، مدرسوں، کالجوں، یونیورسٹیوں میں ایک تعلیمی نصاب کے نظام کو قائم کرنے سے انکی معاشی۔ معاشرتی۔ ریاستی دہشت گردی۔ قانونی بالادستی اور اجارہ داری کا خاتمہ ہوگا۔ کسی مغربی فلاسفر، سکالر، دانش ور، مدبر، منکر کی ملک کے کسی ادارے سے طبقاتی تعلیم کا اجرا نہیں ہوسکے گا۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۳۲۔ ملک وملت کا کردار، تعلیم وتربیت، دین کی روشنی میں اجاگر ہوگا۔ شاہی تنخواہوں، عیش وعشرت کے شاہی کلب بند ہوں گے۔ شاہی محلوں میں مغرب پرست عیاش اور بدقماش لوگوں کا قبضہ نہیں ہوگا۔ بلکہ یہ عظیم بلڈنگیں عظیم رفاہی کاموں کے لئے مختص ہوں گی۔ سرکاری شاہی گاڑیوں کا کلچر ختم ہوگا۔ سرکاری خزانہ اور وسائل سائنس، ٹیکنالوجی، صنعتی ترقی، زراعت اور زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی کا سفر جاری وساری ہوجائے گا۔ اسلامی تشخص اس جہان رنگ وبو میں اپنی فطرتی خوبیاں اور خوشبوئیں سمیٹ کر ابھرے گا۔ جو پوری انسانیت کیلئے باعث رحمت ہوگا۔

۳۳۔ مسلمان بچیوں کو دین کی حدود میں رہ کر علیحدہ تعلیم وتربیت کا مستقل بنیادوں پر اجرا کرنا نہایت ضروری اور اہم ہے۔ ملت کی تقدیر بدلنے میں جو فرائض مستورات سرانجام دے سکتی ہیں۔ وہ مرد نہیں دے سکتے۔ مائیں بچے اور بچیوں کی پرورش بھی کرتی ہیں اور ان کو بولنا بھی سکھاتی ہیں۔ جس محبت، خلوص اور پیار سے ایک ماں فطرتی جذبوں کی ودیعت سے جو بچے کی پرورش کر سکتی ہے۔ دنیا میں اسکا کوئی نعم البدل نہیں۔ ماں کی گود ایک عظیم درسگاہ ہے۔ مائیں تعلیمیافتہ ہوں تو ملت عظیم تیار ہوتی ہے۔ پرائمری تک بچے بچیوں کی مخلوط تعلیم مستورات کے سپرد کرنا اور اعلیٰ تعلیم کے لئے مستورات کے الگ تھلک سکول کالج، یونیورسٹیاں، اکیڈمیاں قائم کر کے مستورات کیلئے تعلیمی ماہرین کا تیار کرنا بھی اشد ضروری ہے۔ بچے، بچیوں اور لڑکیوں کا شعبہ درس وتدریس ماہرین مستورات کے سپرد کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اسی طرح ہیلتھ کے تمام شعبوں کی ماہرین ڈاکٹر تیار کر کے ہسپتالوں میں ملک کے تمام بچے، بچیوں اور مستورات کی دیکھ بھال کے فرائض انکے سپرد کرنا ایک بہتر شگون ثابت ہوگا۔ کپڑے کی سلائی، کڑھائی کے اداروں کے فرائض سونپنے سے مستورات کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہوگا اور روزگار کے دروازے عورتوں کیلئے کھل جائینگے۔ دین کی اطاعت اور اتباعت کی روشنی میں مستورات کی ۵۱ فی صدی آبادی سے پورا پورا استفادہ کرنا اسلئے ضروری ہے کہ عورت گھر کی چاردیواری سے لے کر ملت کے اخلاق وکردار، تعلیم وتربیت کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ اس میں کونسی قباحت ہے کہ اگر مستورات کو دین کی روشنی میں الگ فیلڈ دیکر ان سے ملی ذمہ داریاں بھی لی جائیں اور دین کے احکام کی پابندی بھی کی جائے۔ ماں، بہن، بیٹیوں کی عزت وعصمت کی حفاظت بھی اور انکو روزگار بھی مہیا کیا جا سکے۔

بابا جی عنایت اللہ

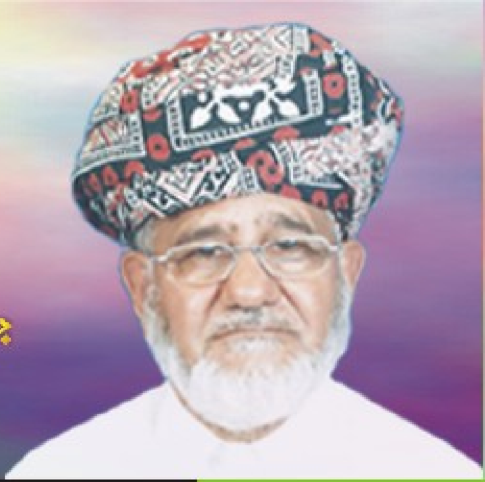

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

جمہوریت کے الیکشن، اسمبلیوں میں مستورات کا آزادیٔ نسواں کے تحت اضافی کوٹہ۔ قومی سانحہ ملت اسلامیہ کی دین کے ساتھ کھلی جنگ

۳۴۔ مغرب کی طرح مخلوط معاشرہ، مخلوط تعلیم، مخلوط نظام قائم کرنے کیلئے مستورات کو فیکٹریوں، ملوں، کارخانوں، اور سرکاری محکموں میں مردوں کے شانہ بشانہ، محنت ومشقت میں شمولیت کرنا اسلامی نظریات پر ان مغرب پسند ایجنٹوں کا ایک اور حملہ شروع ہو چکا ہے۔ صنعتی انقلاب۔ ملکی ترقی اور آزادیٔ نسواں کے نام پر مغرب کی طرز پر قرآن حکیم کی تعلیمات کے خلاف مخلوط معاشرہ تیار کرنا یہ مغربی دانشوروں، سکالروں اور مدبروں کا اسلام دشمنی کا واضح ثبوت ہے۔ اس مخلوط معاشرے کی پالیسی اپنانے سے ماں۔ بہن۔ بیٹی کو دین کی تعلیمات کے خلاف بے حیائی، بدکاری، کلبوں، ڈانس ہالوں، فرینڈ شپ کے تعلق سے ناجائز بچے پیدا کرنے، ہسپتالوں اور چائلڈ ہاؤسوں کی طرف رخ موڑنے اور مستورات کو پبلک پراپرٹی میں مبتلا کرنے کیقرآن حکیم کے خلاف ایک اور گھناؤنی اور عبرتناک سازش ہے۔ مسلمان مستورات جو گھر کی چاردیواری میں بیٹھ کر ملی معماروں کے فرائض سرانجام دیتی چلی آرہی ہیں۔ ان باپردہ، باحیا، نیک فطرت، صالح، پاکدامن، ماں، بہن، بیٹیوں کو دفتروں، کلبوں، فیکٹریوں، کارخانوں، اور مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے کا عمل مغرب پرستی، ہوس پرستی، نفس پرستی، جنس پرستی، زنا، بدکاری کی آگ میں دھکیلنے اور بھڑکانے کے مترادف ہے۔ اسلام کا عطا کردہ ازدواجی نظام، گھریلو نظام، مرد وزن کے تقدس کو قائم رکھنے کا نظام، رشتوں کے تقدس کا نظام، ماں۔ بہن۔ بیٹی کو تحفظ فراہم کرنے کا نظام، عورت کے نان نفقہ کی ذمہ داری اٹھانے کے فرائض کا نظام، ماں۔ بہن۔ بیٹی۔ بیوی، خالہ۔ پھوپھی۔ نانی۔ دادی کے رشتوں کے تقدس کے نظام کو درہم برہم کر کے مغربی تہذیب کو اپنانے اور اسکی اذیتوں کو برداشت کرنے اور انکے ہم پلہ معاشرہ تیار کرنے کے فرائض ان یہودی، عیسائی، ہندو نسل کے ایجوکیٹڈ ایجنٹوں، سکالروں کے سپرد ہو چکا ہے۔ مغربی دانشوروں کے جمہوریت کے ظالم غیر قرآنی نظام کی حکومت قائم کرنے اور ملک پر قابو پانے کے بعد یہ اسلام کش بے حیائی کا نظام قائم کرتے اور فروغ دیتے چلے آرہے ہیں۔

۳۵۔ کیا آپ محمد مصطفیٰ ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں۔ کیا قرآن پاک ایک سچی کتاب ہے۔ کیا قرآن پاک کا عطا کیا ہوا دستور مقدس اور مغربی سکالروں کا ترتیب دیا ہوا جمہوریت کا باطل نظام اور غاصب سسٹم اور حکومتی طریقہ کار نعوذ باللہ اسلامی ریاست میں نافذ رکھا جانا چاہیئے۔

۳۶۔ کیا آپ ایک اسلامی ریاست اور کروڑوں ملت اسلامیہ کے فرزندان پر مغربی سکالروں کا تیار کردہ جمہوریت کا دستور مقدس کے خلاف تباہ کن نظام حکومت ملک میں قائم رکھنا چاہتے ہیں۔

۳۷۔ کیا آپ مغربی جمہوریت پر مبنی ملکی انتظامیہ کی کرپشن، رشوت، سفارش، ڈاکے، معاشی اور معاشرتی دہشت گردی اور انکے ظلم وستم کو مزید برداشت کرنا چاہتے ہیں۔

۳۸۔ کیا آپ مفتوحہ قوم کے لئے تیار کردہ ۱۸۵۷ء کے ایکٹ کے تحت انتظامیہ کے نظام اور سسٹم کو مزید مسلط رکھنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ نوکر شاہی، افسر شاہی کے کرپٹ سسٹم کے سکالروں کو ملک کا نظم وضبط ان کے سپرد کرنا چاہتے ہیں۔

۳۹۔ کیا آپ ملت اسلامیہ پر جمہوریت کے تیار کردہ نظام اور سسٹم کو ان کے بد دیانت بریف کیس مافیا کے منصفوں کو ملت اسلامیہ کے کروڑوں فرزندان کا عدل و انصاف کا قلمدان مزید انکے ہاتھ میں دینا چاہتے ہیں۔

۴۰۔ کیا آپ انگریز کے زرخرید جاگیرداروں، سرمایہ داروں، سیاستدانوں کو ۱۸۵۷ء کے ایکٹ کے تحت جمہوریت کے نظام کے مطابق الیکشنوں میں ووٹ ڈال کر ان مغربی عیاش، بدقماش، راہزن، لیڈروں کو ایک بار پھر ملک کا حکومتی قلمدان سپرد کرنا چاہتے ہیں۔

۴۱۔ کیا ان سات آٹھ ہزار سیاسی دہشت گردوں کو ملکی خزانہ لوٹنے والے رہنماؤں، ملکی، غیر ملکی اور آئی ایم ایف کے قرضے ہڑپ کرنے والے ڈاکوؤں۔ بینک لوٹنے والے غاصبوں۔ اعلیٰ اور قیمتی وزارتوں کی خرید و فروخت کرنے والے سیاسی بھیڑیوں، ۷۰ فی صد کسانوں اور ۲۹ فی صد مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام کو ٹیکسوں، بلوں، منی بجٹوں، قیمتوں میں اضافوں زکوٰۃ اور عشر سے چھینی ہوئی دولت کو ہضم کرنے والے ہاتھیوں، وزیر اعظم ہاؤس میں ریس کے گھوڑے پالنے والے جواریوں، رائے ونڈ ہاؤس اور سرے محل بنانے اور خریدنے والے معاشی قاتلوں، سیاسی حکمرانوں، بینک لوٹنے والے دہشت گردوں، ملکی چینی ہندوستان کو فروخت کرنے اور ملکی تجارت پر اجارہ داری قائم کرنے والے لیڈروں، ملک کو دولخت کرنے والے اور پاکستان کے ایک حصہ کو بنگلہ دیش میں بدلنے والے ظالم سیاستدانوں، حکمرانوں اور ان کی سرکاری مشینری پر بار بار لعنت بھیجنے کی بجائے ان کو حکومتی قلمدان مہیا کرنا ظلم اور جرم ہے یا نہیں۔ ملکی راز افشا کرنے والے اور سکھوں کی لسٹیں ہندوستان کی حکومت کو مہیا کرنے والوں کے پھر جمہوریت کے جال میں پھنسنا چاہتے ہیں۔

اب انکے کڑے احتساب کا وقت انکے شاہی محلوں پر دستک دے رہا ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۴۲۔ کیا آپ جمہوریت کے نظام حکومت کے تحت ۷۰ فی صد کسانوں ۲۹ فی صد مزدوروں، محنت کشوں، ہنر مندوں اور عوام الناس کو معاشی اور معاشرتی زندگی کے عذاب میں پھر ایک بار اور مبتلا کرنا چاہتے ہو۔غریب کسان، مزدور اور عوام روٹی کپڑے سے محروم، تعلیم سے محروم، ہسپتالوں سے محروم، سڑکوں سے محروم، محنت و مشقت اور کاروبار سے محروم، سر چھپانے سے محروم، عدل و انصاف سے محروم، انسانی بنیادی حقوق سے محروم، ننانوے فی صدی عوام بھوک اور ننگ کے ہاتھوں تنگ آ کر خودکشیاں اور خودسوزیاں کرتے پھریں۔صحراؤں میں بوند بوند پانی کو ترسیں، اپنی اور جانوروں کی خوراک کو تلاش کریں۔کسان اور مزدور دن رات محنت و مشقت کر کے ملکی وسائل، خام مال کی فراہمی، صنعتی ترقی، ملک کی تعمیر و تکمیل کے فرائض ادا کریں اور پھر بھوک ننگ اور مفلسی کا عذاب بھی برداشت کریں۔یہ ظالم سیاست دان، حکمران ان کی افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی، وزیر اعظم ہاؤس، پریذیڈینسی، سپریم کورٹ بلڈنگ، وزیر ہاؤس، مشیر ہاؤس، سفیر ہاؤس، سیکرٹری ہاؤس، کمشنر ہاؤس، ڈی سی ہاؤس، اے ڈی سی جی ہاؤس، اے سی ہاؤس، ڈی ایس پی ہاؤس، ایس پی ہاؤس، ڈی آئی جی ہاؤس، آئی جی ہاؤس، ملک میں تمام افسر شاہی ہاؤس، جج اور جسٹس ہاؤس ملک میں پھیلے ہوئے ریسٹ ہاؤس، کلبوں، اور سرکاری گاڑیوں اور مرسیڈیز، لینڈ کروزر، پجارو، اور طرح طرح کی بے شمار اقسام کی بے شمار گاڑیاں، ان وزیروں، مشیروں، سفیروں، ان کی افسر شاہی، منصف شاہی، فوج شاہی۔نوکر شاہی کے سرکاری ان گنت تحفے، اور شاہی سہولتیں، ان کا مقدر ہیں۔ان کی حفاظتوں کے لئے گن مین، پٹرولنگ سٹاف، پولیس وین، کاریں، گاڑیاں، ان کے علاوہ ان گاڑیوں کا پٹرول، مینٹیننس، ڈرائیور، اور ہر قسم کے اخراجات سرکاری خزانہ سے وصول کریں۔ان کی تنخواہوں کے اضافوں وزیر اعلیٰ، گورنروں، وزیر اعظم، صدر پاکستان کی ڈبل تنخواہوں کی نوید کی خبریں ملک کے اخبارات میں شائع اور مشتہر ہوتی رہتی ہیں۔یہ تفاوتی تنخواہوں، اور اضافی تنخواہوں اور سرکاری بے شمار سہولتوں رشوت کمیشن اور کرپشن سے ملک کے وسائل، خزانہ، اندرون ملک اور بیرونی ممالک قرضے ہضم کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔دوسری طرف پانی، بجلی، گیس کے نرخوں میں اضافوں، ٹیکسوں میں اضافوں، نئے ٹیکسوں کا اجرا سے ۹۹ فی صدی آبادی پر ان کا معاشی ظلم و ستم جاری و ساری چلا آ رہا ہے۔یہ کون سی مخلوق ہے جو اہل وطن کروڑوں عوام سے ووٹ حاصل کر کے اس ظالمانہ جمہوریت کے نظام اور سسٹم کے تحت ایک فی صدی معاشی اور معاشرتی دہشت گرد انہی اہل وطن مسلمانوں کی مال و متاع لوٹنے، چھیننے اور ڈاکہ ڈالے چلے آ رہے ہیں۔کیا آپ ان مغربی جمہوریت کے نظام حکومت کے عیسائیوں، یہودیوں، ہندوؤں کے نظریاتی ایجنٹوں، کو ملک کا نظم و نسق اور حکومت ووٹوں اور الیکشن کی پلیٹ میں رکھ کر ایک بار پھر پیش کرنا چاہتے ہو۔کیا آپ اس المیہ کا بار بار شکار ہونا چاہتے ہو۔

۴۳۔ مغرب نے عورت ذات کو یعنی ماں، بہن، بیٹی، بیوی کو گھر کے محفوظ قلعہ اور اس کی چار دیواری سے باہر نکالا۔مردوں نے ماں، بہن، بیٹی، بیوی کے نان نفقہ اور ان کو تحفظ فراہم کرنے کی ذمہ داری سے بے نیازی اور غفلت سے کام لیا۔سن بلوغت تک پہنچنے تک انہیں مردوں کی طرح نان نفقہ اور ضروریات زندگی حاصل کرنے کے لئے جاب اور روزگار کی تلاش کرنے کے لئے گھر کی چار دیواری سے باہر نکال دیا۔مردوں کے شانہ بشانہ عورتوں نے فیکٹریوں، کارخانوں، ملوں، سرکاری اور نیم سرکاری محکموں میں جاب تلاش کئے۔اور محنت ومزدوری سے اپنی معاشی ضروریات کو پوری کرنا شروع کر دیا۔ہر شعبہ زندگی میں عورتوں مردوں کے ملاپ سے مخلوط معاشرہ تیار ہوا۔ انہوں نے مذہبی حدود وقیود کو توڑ دیا۔ان کی خانگی اور گھریلو زندگی تباہ وبرباد ہو کر رہ گئی۔اس آزادانہ ملاپ اور عورت کی حصول ضروریات زندگی کی دوڑ ازدواجی زندگی دم توڑ گئی۔فرینڈ شپ کا رواج عام ہو گیا۔جنسی تعلق کی آزادی اور ملکی قانونی تحفظ نے ان کو گناہ اور جرم کی زندگی کی طرف دھکیل دیا۔انجیل مقدس کی تعلیمات سے انحراف کیا۔فطرتی رشتوں کا تقدس ادب اور محبت جیسے آسمانی روحانی تحائف ان کے معاشرے میں مفقود ہو گئے۔آج ہمارے حکمران مغربی تہذیب کے رسیا اور انکے ایجنٹ انہی عیاشیوں میں گم ہو گئے۔انکی پالیسیوں کا اجرا من وعن کرتے چلے آرہے ہیں۔ان مغربی سکالروں، مفکروں، مدبروں اور دانش وروں نے۔کو ایجوکیشن اور مخلوط معاشرہ تیار کرنے کے طور طریقے اصول وضوابط اور قانونی تحفظ فراہم کرنا شروع کر رکھا ہے۔انہوں نے آزادی نسواں کے نام پر ملک میں دین کے خلاف مغربی تہذیب کو پھیلانے کے راستے اختیار کر رکھے ہیں۔

۴۴۔ عورتوں کو گھر کی چار دیواری سے نکال کر سیاست اور فیکٹریوں، ملوں، کارخانوں، سرکاری اور نیم سرکاری محکموں غرضیکہ ہر شعبہ زندگی میں ان کی شمولیت کے دروازے کھولے جا رہے ہیں۔مخلوط معاشرہ تیار کرنے کے راستوں پر گامزن ہوتے جا رہے ہیں۔وہ ایسی پالیسیاں ملک میں رائج کرتے چلے آرہے ہیں جس سے اسلام کی تعلیمات معاشی اور معاشرتی نظریات اسلامی معاشرہ کی تمام اقدار کو ایک ایک کر کے ختم کرتے اور روندتے چلے جا رہے ہیں۔ہمارے ملک میں ۵۱ فی صدی مستورات موجود ہیں۔اسلامی تعلیمات کے مطابق ازدواجی زندگی کے نظام کے تحت مرد کو بیوی بچوں کے نان ونفقہ کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔بیوی گھر کی نگہداشت کرتی ہے۔وہ بچوں کو جنم دیتی ہے۔ان کی پرورش یعنی آیا کے فرائض سرانجام دیتی ہے۔بیوی بچوں کی خوراک لباس صحت کا خیال یعنی نرس کے فرائض بھی ادا کرتی ہے۔وہ برتنوں کی صفائی گھر کی صفائی، یعنی خاکروب کی ڈیوٹی بھی دیتی ہے۔بیوی بچوں کے کپڑے اپنے اور اپنے خاوند کے کپڑے دھونے اور سینے کا کام بھی سرانجام دیتی ہے۔یعنی دھوبی اور درزی کے فرائض بھی ادا کرتی ہے۔وہ گھر میں کھانا تیار کرنے اور اس کے تقسیم کرنے اور بچوں کی عمر کیمطابق ان کو خوراک مہیا کرنے کی ڈیوٹی بھی ادا کرتی ہے یعنی خانساماں اور بہرے کے فرائض بھی ادا کرتی ہے۔وہ گھر کی اور تمام ضروریات کی نگہداشت اور حساب کتاب کو احسن طریقہ سے عمل میں لاتی اور چلاتی ہے۔یعنی وہ ایک اچھے مینیجر کے فرائض بھی ادا کرتی ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۴۵۔ ماں کی گود بچوں کیلئے ایک عظیم درس گاہ کے فرائض بھی ادا کرتی ہے۔ جہاں وہ ان کو پالتی ہے۔ بولنا سکھاتی ہے ابتدائی تعلیم وتربیت دیتی ہے۔ خدا اور رسول ﷺ کا تصور بچوں کے ذہن وقلب میں اتارتی ہے۔ وہاں اچھے اخلاق اور کردار کا سبق سکھاتی ہے۔ یعنی وہ ایک بہترین استاد کے فرائض بھی ادا کرتی ہے۔ وہ گھر اور چاردیواری کا تحفظ کرتی ہے۔ یعنی وہ چوکیدار کے فرائض بھی ادا کرتی ہے۔ خدا اور رسول ﷺ کے احکامات کے مطابق نان نفقہ کی ذمہ داری مرد کو سونپی گئی ہے۔ وہ اپنے فرائض ادا کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ مستورات اپنے کام سرانجام دیتی ہیں۔ ماں، باپ، بہن، بیٹی بیٹے کے رشتوں کے تقدس ادب ومحبت کی ازلی اور ابدی نسبتیں پروان چڑھتی ہیں۔ معاشرہ ایک خوبصورت ردھم کے ساتھ انسانی زندگی کے قافلے کو رواں دواں رکھتا چلا جا رہا ہے۔ گھر دارالامن اور دارالقرار کی حیثیت رکھتا ہے۔ مغرب کے معاشرے نے عورت کے نان نفقہ کی ذمہ داری اور اہم فرض ادا کرنے کی بجائے اس کو حصول رزق، ضروریات زندگی حاصل کرنے، معاشی ذمہ داری ادا کرنے کیلئے فیکٹریوں، کارخانوں اور زندگی کے ہر شعبہ میں روزگار تلاش کرنے، مردوں کے ساتھ شانہ بشانہ محنت ومشقت کرنے کی ذمہ داری عائد کر دی۔ اسطرح مخلوط معاشرہ تیار ہوتا رہا۔ کئی نسلیں مخلوط معاشرہ کو پروان چڑھانے میں صرف ہوگئیں۔ گھریلو زندگی تباہ ہوتی اور فرینڈشپ کا ہولناک سسٹم چل پڑا۔ جنسی تعلق قائم ہوتے اور بچے جنم پاتے رہے۔ چائلڈ ہاؤس میں پہنچتے رہے۔ ازدواجی زندگی دم توڑتی چلی گئی۔ دوست بدلتے رہے۔ فحاشی، بے حیائی، بدکاری، زناکاری جیسی مہلک بیماریاں عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کو نگل گئیں۔ ازدواجی زندگی اپنے انعامات سے محروم ہوگئی۔ عمریں جوانی اور بڑھاپے کے لباس بدلتی رہیں۔ عورت تنہائی کے عذاب میں تڑپتی۔ پھڑکتی اور سسکتی رہی۔ نہ اولاد مل سکی نہ خاوند۔ وہ ماں کی مامتا اور خاوند کی قربت سے محروم ہوتی گئی۔ کیا آپ بھی ایسا کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس جمہوریت کے کھیل کو کھیلنے کے لئے ان بے حیا ایجنٹوں کو ووٹ ڈالتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی ہمت نہ دے۔ کہ آپ دونوں جہان تباہ کرسکیں۔ آمین۔

۴۶۔ کیا کروڑوں اہل پاکستان مسلمان مغربی ثقافتی، تہذیبی غیر دینی تباہ کن مخلوط معاشرہ اور اسکی اقدار کو ملکی سطح پر مروج کرنا چاہتے ہیں؟

۴۷۔ کیا آپ مغربی صنعتی، سائنسی ترقی کا راستہ اختیار کرنے کی بجائے طبقاتی تعلیمی نصاب، طبقاتی تعلیمی ادارے، طبقاتی تعلیمی نظام، طبقاتی معاشرہ، طبقاتی افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی مخلوط تعلیمی نظام اور مخلوط معاشرہ کا کلچر تیار کرنا چاہتے ہیں۔

۴۸۔ کیا آپ مغرب کی طرح عورت ذات کو یعنی ماں بہن بیٹی اور مستورات کو گھر کی چاردیواری سے باہر نان نفقہ اور معاشی ضروریات زندگی کے حصول کی خاطر اسلام کی تعلیم وتربیت اور دین کی حدود وقیود کے خلاف اس کو روزگار کی تلاش میں گھر کی چاردیواری سے باہر بھیجنا چاہتے ہیں؟

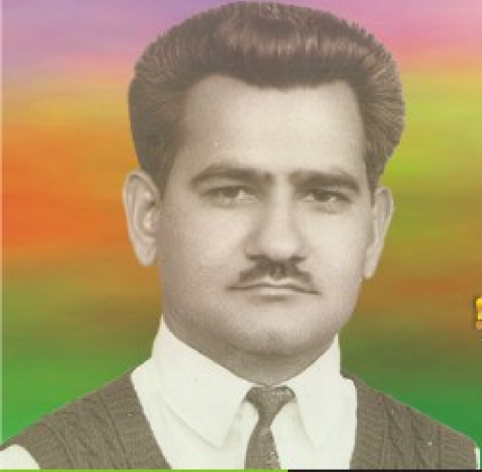

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۴۹۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی ماں، بہن، بیٹی اور تمام مستورات فیکٹریوں، کارخانوں، سرکاری اور غیر سرکاری اداروں اور زندگی کے ہر شعبہ میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کریں اور قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات کے خلاف گناہ کی زندگی میں ملوث ہو جائیں۔

۵۰۔ کیا آپ مخلوط معاشرہ تیار کرنا چاہتے ہیں۔ ماں بہن بیٹی کی اور تمام مستورات کی ازدواجی زندگی اور خانگی زندگی مفلوج کرنا چاہتے ہیں؟

۵۱۔ کیا آپ مغرب کی طرح شادی کے مذہبی طریقہ کار کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ماں، بہن، بیٹی اور مستورات کا طیب پاکیزہ، الہامی، قرآنی، فطرتی رشتہ ختم کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ مخلوط معاشرے سے فرینڈشپ کے جنسی تعلق سے بچے بچیاں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان کو چائلڈ ہاؤسز بھجوانا چاہتے ہیں؟

۵۲۔ کیا آپ عورت کے فطرتی تقدس اور اس کی شرم و حیا کو تار تار کرنا چاہتے ہیں۔ اور دین کی حدود و قیود کو روندنا چاہتے ہیں؟

۵۳۔ کیا آپ عورت سے عورت پن چھیننا اس کے جسم کو نوچنا اس کی پاکیزگی و عصمت اور اس کے انمول ضمیر کو آزادیٔ نسواں کا نام دے کر پاش پاش کرنا چاہتے ہیں؟

۵۴۔ کیا آپ مغرب کی طرح عورت سے گھر اور گھر ہستی کی اکائی کو چھیننا چاہتے ہیں۔ کیا آپ عورت سے ماں کی ممتا اور اولاد سے ادب و محبت، عزت و احترام، خدمت و عظمت اور دعا دینے اور دعا لینے کے فطرتی جذبوں کو روندنا اور پامال کرنا چاہتے ہیں؟

۵۵۔ کیا آپ عورت سے ماں، بہن، بیٹی، پھوپھی، خالہ، دادی، نانی، بیوی کے رشتوں کا تقدس ختم کرنا چاہتے ہیں۔؟

۵۶۔ کیا یہ غلط ہے کہ مغربی عورت معاش کی تلاش میں گھر سے نکلی۔ گھر کا راستہ بھول گئی۔ جنسی درندوں کے نرغے میں آ گئی۔ اس نے انسان کے بچوں کو جنم دیا۔ لیکن اولاد سے محروم رہی۔ اور جیون ساتھی کو تلاش کرتی رہ گئی۔ مغربی معاشرے نے عورت کو تنہائی کے عذاب میں مبتلا کر دیا ہے۔ اس کی معصومیت اور سادگی ہاتھ ملتی اور روتی رہی۔ خشک آنسو آہوں کی شکل میں بہتے رہے۔ روح کو جلاتے رہے۔ وہ زخموں سے چور اور دکھوں میں سلگتی رہی۔ وہ تنہائی کی آگ میں اکیلی جلتی اور بھسم ہوتی رہی۔ مغربی دانش وروں، مدبروں، مفکروں، ماہرین نفسیات اور اس شعبے کے سکالروں نے ان سے عیسائیت کی تعلیم چھین لی۔ اور عورت جیسی عظیم ہستی کو پبلک پراپرٹی بنا کر رکھ دیا۔ ازدواجی زندگی کے رشتے اور ان کی فطرتی محبت چھین لی گئی۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۵۷۔ کیا کروڑوں مسلمان اہل پاکستان کے لوگ خدا اور رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے اصول وضوابط، ضابطہ حیات، ازدواجی زندگی کے قوانین اور دستور مقدس کے نفاذ کو اب بھی پس پشت ڈالنا چاہتے ہیں۔کیا آپ مغربی تہذیب کو اپنانا چاہتے ہیں۔کیا آپ مغرب کی طرز کے فری سٹائل ڈانس ہالوں، کلبوں کو پاکستانی معاشرے کا حصہ بنانا چاہتے ہیں۔کیا آپ مخلوط معاشرے کی اذیتوں میں مبتلا ہونا چاہتے ہیں۔کیا آپ جاگیرداروں سرمایہ داروں کو مزید حکمرانی کرنے کی ایک بار پھر اجازت دینا چاہتے ہیں۔کیا آپ طبقاتی تعلیمی نظام، طبقاتی تعلیمی ادارے، طبقاتی تعلیمی نصاب اور طبقاتی مخلوطی تعلیم مغرب پرست ایجنٹوں کا طبقاتی معاشرتی نظام اور طبقاتی معاشی نظام قائم رکھنا چاہتے ہیں۔

۵۸۔ کیا آپ ان طبقاتی تعلیمی اداروں سے نوکر شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کے بے دین، بدنصیب، بے حیا، معاشی دہشت گرد، جمہوریت کے سودائیوں کو ملک کا نظم ونسق ایک بار پھر بے دین الیکشنوں کے ذریعہ حوالے کرنا چاہتے ہیں۔کیا ان غاصبوں کی اعلیٰ تفاوتی تنخواہیں، اعلیٰ سرکاری رہائشیں، اعلیٰ سرکاری گاڑیاں، کھلا پٹرول، سرکاری ڈرائیور، اعلیٰ سرکاری دفاتر، گن مین، چوکیدار چپڑاسی، مالی، خانسامہ اور ان گنت سہولتیں، تنخواہوں میں بے شمار اضافوں کے تحفے ان کو ایک بار پھر جاری کرنا چاہتے ہیں۔

۵۹۔ پاکستانی مستورات کو ایجوکیٹ کرنے کیلئے حکومتی سطح پر ہر دور کے حکمران بڑا واویلا مچاتے نظر آتے چلے آرہے ہیں۔۵۱ فیصد مستورات کو مخلوط تعلیمی نظام کا حصہ بنایا جارہا ہے۔ملک کی ۵۱ فیصد مستورات پر مشتمل آبادی کو ایجوکیٹ کرنے کی بات تو مسلمانوں کی سمجھ میں آتی ہے۔مستورات کو تعلیمات کا زیور پہنانا تو اسلامی معاشرے کی بنیادی ضرورت اور اہم کڑی ہے۔لیکن مغرب کے بے حیا، بدکار، بدکردار، قرآن حکیم کی تعلیمات کے طریقہ کار کے خلاف جنسی دہشتگردی کی طرف رخ موڑنا اور مخلوط تعلیمی نظام اور اسمبلیوں میں مستورات ممبران کی تعداد بڑھانے اور اسلام کے خلاف مغربی تہذیب کے مطابق مخلوط معاشرہ تیار کرنے کی بات حضور نبی کریم ﷺ کی امت کی سمجھ میں نہیں آتی۔اسلام معاشرے میں ماں، بہن، بیٹی، بیوی کو سرکاری غیر سرکاری اسمبلیوں، دفتروں، کارخانوں، فیکٹریوں، ملوں میں مردوں کے شانہ بشانہ، ہوٹلوں اور کلبوں کی زینت بنانے کی اجازت نہیں دیتا۔اسلام عورت کو عزت واحترام، پاکیزگی عصمت، ادب، محبت، اسکی حفاظت، اسکے تقدس، اسکی شرم وحیا، اسکی شان عظیم کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔اسلام عورت سے چادر اور چاردیواری کے بنیادی حقوق کو چھیننے کی اجازت نہیں دیتا۔اسلام مغرب کی طرح عورت کو پبلک پراپرٹی بنانے کی بھی اجازت نہیں دیتا۔اے سیاستدانوں! حکمرانوں! مغربی تہذیب کے شاہکارو! سکالرو! مدبرو! دانشورو! آزادی نسواں کے نام پر خدا اور رسول ﷺ کی تعلیمات کے خلاف کھلی جنگ لڑنے کا عمل ترک کردو۔مغرب پرست ایجنٹوں اور انکی چند مستورات کی خاطر ملک وملت کے اسلامی کردار اور طرز حیات کو مسخ کرنے کی کوئی بھی مسلمان اجازت نہیں دے سکتا۔اے مجرموں اس جرم سے باز آجاؤ!

۶۰۔ ان مغربی جمہوریت کے فدائین اور پرستاروں کو بتاؤ کہ ۷۰ فیصد کسانوں اور ۲۹ فیصد مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں، سفید پوش عوام کی اولادیں تو بنیادی تعلیم سے محروم چلی آرہی ہیں۔ وہ تو انکو دو وقت کا کھانا مہیا کرنے، انکو لباس پہنانے، انکی بیماری کا علاج معالجہ کروانے کی سکت نہیں رکھتے۔ وہ تو آئے دن بیروزگاری، معاشی بدحالی کی اذیتوں سے تنگ آکر خودکشیاں، خودسوزیاں کرنے پر مجبور ہوتے چلے آرہے ہیں۔ وہ تو صحراؤں اور بیابانوں میں بوند بوند پانی کو ترسیں۔ بیابانوں، صحراؤں میں بسنے والے کسان اور انکے جانور خشک سالی کے ہاتھوں سورج کی آگ اور ریت کی تپش سے بری طرح جلتے، جھلستے اور خوراک اور پانی میسر نہ ہونے کی وجہ سے سسک سسک کر دم توڑتے رہیں۔ دوسری طرف وزیراعظم ہاؤس، گورنر ہاؤس، پریذیڈینسی، سپریم کورٹ ہاؤس، انگنت وزیر، مشیر، سفیر، وزیراعلیٰ ہاؤسز، نوکر شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کے وسیع وعریض شاہی محلوں پر مشتمل شاہی رہائشیں۔ اسمبلی ہال، کنونشن ہال، سندھ ہاؤس، بلوچستان ہاؤس، فرنٹیر ہاؤس، پنجاب ہاؤس، کشمیر ہاؤس، شاہی محلوں پر مشتمل ملک میں پھیلے ہوئے ریسٹ ہاؤسز، شاہی ایئر کنڈیشنڈ دفاتر، شاہی ایئر کنڈیشنڈ سرکاری گاڑیوں کی زندگی اور میدانوں، صحراؤں، پہاڑوں، بیابانوں میں کسانوں کی زندگی۔ فیکٹریوں، کارخانوں، ملوں میں کام کرنے والے محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس کی زندگیوں کا تصور اور معاشی مقتولوں اور بنیادی ضرورتوں، روٹی، پانی سے محروم ۹۹ فیصد عوام الناس کی زندگیوں کا موازنہ آپنی کور، بے نور اور ملوکیت میں غرق آنکھوں سے یہ سیاہ پردے اٹھا کر صرف چند لمحوں کیلئے انکی طرف دیکھ تو لو، خدارا یہ عدل کشی، یہ عدم مساوات بند کرو۔ اس بھوکے، ننگے اور جان لیوا ٹیکسوں کے زخموں سے چور، بجلی، پانی، سوئی گیس کے بلوں سے تنگ آکر خودکشیاں، خودسوزیاں کرنے والے مظلوم عوامی اژدھا سے بچ نکلو۔ اللہ تعالیٰ آپکو ایسا کرنے کی توفیق عطا فرماویں۔ امین۔

۶۱۔ ہر دور کے بد بخت اہل اقتدار، ظالم جاگیردار، بے رحم سرمایہ دار، سنگدل افسر شاہی، سفاک منصف شاہی، درندہ صفت حکمران ۹۹ فیصد عوام الناس کی مال و متاع، دولت، خزانہ، اور انکی دن رات کی محنت سے پیدا کیے ہوئے وسائل لوٹتے اور عیش و عشرت کی زندگی گذارنے میں مصروف آرہے ہیں۔ وہ انکے تعلیمی اداروں تک رسائی حاصل کرنے کی مالی سکت نہیں رکھتے۔ ان اداروں کے تعلیمی بوجھ اٹھانے کے کیسے قابل ہو سکتے ہیں۔ ملک کے دیہی علاقوں میں بتاؤ کتنے ہائی سکول ہیں، کتنے کالج ہیں، کتنی یونیورسٹیاں ہیں کتنے ٹیکنیکل ادارے، کتنے کمپیوٹر سنٹر، کتنے انجینیرنگ انسٹی ٹیوٹ موجود ہیں جہاں سے انکی نسلیں تعلیم و تربیت حاصل کر سکتی ہیں۔ وہ تو ان تعلیمی اداروں کے اخراجات ادا کر سکنے کے متعلق کبھی سوچ بھی نہیں سکتے۔ اگر ان کا کوئی بچی بچہ مڈل یا میٹرک کر بھی لے تو وہ کبھی بھی ان اداروں کی میرٹ لسٹ کے نمبروں تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ انکے کسی بچے کو نہ کہیں داخلہ، نہ کہیں ملازمت مل سکتی ہے۔ انکے ساتھ شودروں سے بدترین سلوک انگریز کے مسلط کردہ ۱۸۵۷ء کے ایکٹ کے تحت ہوتا چلا آرہا ہے۔ جمہوریت کے مذہب کی بنیادی خوبی یہ ہے کہ ملک کے تعلیمی اداروں کے تمام دروازے ۷۰ فیصد کسانوں، ۲۹ فیصد مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس کے لئے بند کر دیئے گئے ہوئے ہیں۔ جمہوریت کے جابر نظام اور اس کو چلانے والی ملکی انتظامیہ اور عدلیہ کی باطل تعلیم اور غاصب سسٹم کے ایک فیصد شاہکار سیاست دانوں، حکمرانوں، افسر شاہی کے سکالروں، منصف شاہی کے دانشوروں، نوکر شاہی کے مدبروں نے بڑی ہنرمندی سے قبضہ کر رکھا ہے۔ ملک کے ۹۹ فیصد مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور سفید پوش عوام الناس کے محنت و مشقت سے جمع کیے ہوئے انگنت دولت، وسائل، خزانہ پر اس ملت کے بد بخت لٹیرے خادموں، بے حیا راہزن نوکروں نے بیت المال پر ۱۹۴۷ء سے لیکر آج تک ہر وقت، ہر روز ڈاکے اور شب خون مارتے چلے آرہے ہیں۔ یہ وہ ظالم ہیں جو غریب، یتیم، بیوہ، مسکین، اپاہج، بیروزگار، بوڑھوں، چھوٹے طبقوں کے پنشنروں، ناداروں اور بے بسوں، مجبوروں کی مدد و معاونت کرنے کی بجائے ان سے بجلی، گیس، پانی، مہنگائی، منی بجٹوں، مکانوں کے ٹیکسوں، لاتعداد انگنت ٹیکسوں کے ذریعہ انکا معاشی خون چوستے چلے آرہے ہیں۔

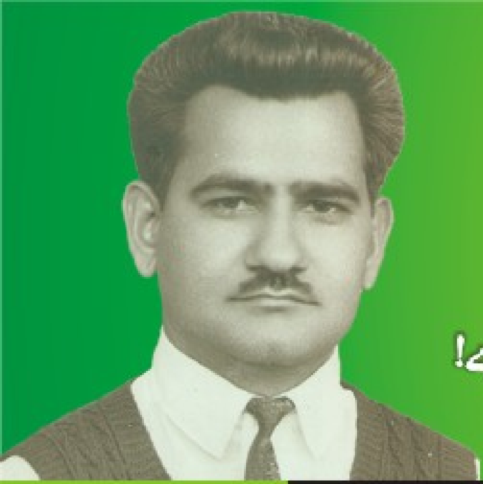

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۶۲۔ اب یہ لوگ ۵۱ فیصد مستورات کی آبادی کی نمائندگی کی بنا پر اپنی بہو، بیٹیوں، ماؤں بہنوں کو آزادیٔ نسواں کے نام پر سیاست کے کھیل میں اضافہ کرتے چلے آرہے ہیں۔آئندہ انکی مستورات حکومتی اقتدار میں بھی برابر شامل ہوں گی۔مشیر، وزیر، سفیر بنتی رہینگی۔مخلوط تعلیم کے ذریعہ انہی کی اولادیں ۵۱ فیصد مستورات کے حقوق کا تحفظ کرنے کیلئے افسر شاہی، منصف شاہی اور نوکر شاہی کے اقتدار کی کرسیاں سنبھالیں گی۔کیا یہ عدم مساوات کا غیر فطرتی، غیر دینی سلسلہ ملک میں رواں دواں رہنا چاہیئے۔کیا ان ایک فیصد مرد و زن کو دستور مقدس کی دھجیاں اڑانے کی اجازت ہونی چاہیئے۔کیا مسلمانوں پر جمہوریت کے کلچر کی پیروی کرنا واجب ہے۔کیا حضور نبی کریم ﷺ کی شان عظیم اور قرآن حکیم کا عطا کردہ دستور مقدس نعوذباللہ مغرب کے دانشوروں کے تخلیق کردہ جمہوریت کے نظام حکومت سے بھی فرسودہ ہے۔ملک کے تمام جاگیرداروں، سرمائے داروں، سیاستدانوں، حکمرانوں، افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی کے سکالروں دانشوروں مدبروں، مفکروں سے فیصلہ لے لیتے ہیں۔ کیا جمہوریت کے مذہب کی سرکاری طور پر پیروی کرنے کے بعد ہم کیا کہلا سکتے ہیں۔عیسائی، یہودی، ہندو، کافر، منافق یا مسلمان۔اپنے فیصلہ سے ملت اسلامیہ کو آگاہ کردیں۔تاکہ ملت اسلامیہ کے فرزندان اور اہل پاکستان کو اپنے مذہب، اپنے دین، اپنے نظریاتی نقطہ نظر کی پہچان ہو سکے۔

۶۳۔ مغربی جمہوریت اور اسلامی مجلس شوریٰ یعنی اسلامی جمہوریت کے نظام میں فرق کیا ہے۔مغربی جمہوریت میں نچلی سطح سے لیکر اعلیٰ سطح تک کے معاشی خوشحال اور مین پاور والے طاقتور لوگ شامل ہوتے ہیں۔یہ لوگ تھانے، کچہریوں، سرکاری دفتروں، پٹواریوں سے کام نکلوانے کے فن سے آشنا ہوتے ہیں۔گاؤں کے چوہدری اور اپنے اپنے علاقے کے معاشی اور معاشرتی حیثیتوں کے وارث اور مالک افراد ہوتے ہیں۔ان میں سے بیشتر چوراچکاری، لوٹ کھسوٹ اور علاقے کے امن وسکون کو برباد کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔اسی معاشی اور معاشرتی طاقت کی بنا پر یہی لوگ الیکشنوں میں حصہ لیتے اور شمولیت کرتے ہیں۔سیاسی پارٹیوں سے وابستہ ہوتے ہیں۔لڑائی جھگڑے، قتل و غارت، فتنہ وفساد کا کھیل کھیلنے کے عادی ہوتے ہیں۔غریب عوام کو کرش کرنے انکی بہو، بیٹیوں، بہنوں کی عزت لوٹنے کا عمل انکی زندگی کا حصہ ہوتا ہے۔انتظامیہ اور عدلیہ کا مجرموں کو مجرمانہ تحفظ اور انکے خلاف آواز نہ اٹھا سکنے کی سکت اسی جمہوریت کے عمل کا حصہ ہے۔جمہوریت کے ظلم کی گرفت نچلی سطح سے لیکر اعلیٰ ایوانوں تک آہنی ہاتھوں میں چلی آرہی ہے۔اسکی بنیادی وجہ یہ ہوتی ہے کہ یہی لوگ الیکشنوں کے اخراجات برداشت کرنے، سیاسی اور حکومتی ایوانوں تک رسائی حاصل کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔اور ملک کی تمام دولت، وسائل اور خزانہ، ملکی غیر ملکی قرضوں کو چاٹتے چلے آرہے ہیں۔اسلامی جمہوریت کے مجلس شوریٰ کے ممبران کا چناؤ گاؤں، علاقہ، یونین کونسل، تحصیل اور ضلع کی سطح پر قرآن حکیم کے نظریات کی روشنی میں کوئی جاگیردار، سرمایہ دار، نسلی غدار، سمگلر، بلیکیا، معاشی دہشت گرد، جھوٹا، فاسق، فاجر، منافق یا کسی بھی بد عملی کا شکار بدکردار ازخود اپنا نام الیکشن کے لئے پیش نہیں کرسکتا۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۶۴۔ بلکہ اہل علاقہ گاؤں سے لیکر یونین کونسل، تحصیل، ضلع، صوبہ اور ملک یعنی ہر سطح پر مجلس شوریٰ کے ارکان کو دین کی روشنی میں ایسے افراد کا انتخاب کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔ جو خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں عملی طور پر سب پر سبقت لینے والے، نمایاں ہوتے ہیں۔ صاحب بصیرت، دیدہ ور، نیک دل، صالح خیال، دیندار، ایماندار، دیانتدار، امین، پرہیز گار، متقی مخلص، عدل پسند، شریف النفس، حلیم، بردبار، صبر و تحمل کا شاہکار انسان جو حضور نبی کریم ﷺ کے قریب ترین سادہ و سلیس زندگی گذارنے کا خوگر ہو۔ جو اسلام کی روح کی سلامتی کا محرم ہو۔ جو اسلامی اقدار کو بروئے کار لانے کا آشنا ہو۔ ایسے پاکیزہ فطرت شخص کا چناؤ اہل علاقہ از خود تجویز یا سلیکٹ یا چناؤ کرتے ہیں۔ کوئی شخص بھی اپنا نام کسی عہدے کیلئے پیش کرنے کا مجاز نہیں ہوتا۔ اس سلیکشن میں نہ کسی ظالم، غاصب، فاجر، منافق، بددیانت، عدل کش، رشوت خور، شرابی، خزانہ لوٹنے والے رہزن، بینک ہضم کرنے والے لٹیرے، ملکی اور غیر ملکی قرضے خرد برد کرنے والے ڈاکو، رشوت، کمیشن، کرپشن میں ملوث بدکردار کی گنجائش تک نہیں ہوتی۔ محدود تنخواہیں، کم از کم ضروریات پر انحصار انکی طرز حیات کا روشن پہلو ہوتا ہے۔ اس طرح ۴۵۔۵۰ سال کی عمر کے ممبران کا چناؤ عمل میں لانا مناسب اور موزوں رہتا ہے۔ نیک اور اعلیٰ کردار کے مجلس شوریٰ کے ممبران کی سلیکشن حضور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات، اخلاق و کردار، عدل و انصاف اور مساوات محمدی ﷺ کے قریب ترین ہونا لازم ہوتا ہے۔ ملک میں صرف اور صرف حاکمیت اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے منشور کی ہوتی ہے۔

۶۵۔ ملکی سطح پر حضور نبی کریم ﷺ کے طریقہ کار اور کردار کی روشنی میں ملت اسلامیہ پاکستان کی قیادت گاؤں، محلّہ، یونین کونسل، تحصیل، ضلع، صوبہ اور ملکی سطح پر نیک دل، دیندار، ایماندار اور عدل وانصاف کے وارثوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ انکی زندگی سادہ وسلیس مختصر اور ملک کے عام شخص کے مطابق کم سے کم ضروریات پر مختص ہوتی ہے۔ اس طرح ملک کی دولت، وسائل، خزانہ خود کار نظام کے تحت عادل اور منصف ہاتھوں میں چلا جاتا ہے۔ عوام اسلامی اصول وضوابط کے مطابق ان مجلس شوریٰ کے ممبران کے کریکٹر و کردار اور زندگی کے ہر پہلو پر کڑی نگاہ رکھنے کے مجاز ہوتے ہیں۔ نہ کوئی جھوٹ بول سکتا ہے اور نہ ہی کوئی جھوٹا مقدمہ درج کرا سکتا ہے۔ نہ ہی مغربی تہذیب کے دانشور ججوں کا عدل کش سسٹم، نہ روز بدلنے والے جرائم کی قانونی توضیح، نہ صبح سے لیکر شام تک عدالتوں کے باہر کھڑے رہنے کی اذیتیں، نہ سو پچاس کی لسٹ کا انتظار، نہ پیادہ سے سمنوں کی تعمیل کی رشوتیں، نہ وکیلوں کی بڑی بڑی فیسیں نہ انکو تلاش کرنے کی مختلف عدالتوں میں دوڑ، نہ اسکے غیر حاضر ہونے کا خوف، نہ مرحوم کے لواحقین کو جانشینی کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے اخبارات کے اخراجات اور نہ ہی مجرموں کی طرح ججوں کی دہلیزوں پر صبح سے شام کرنے کی طویل صعوبتیں، نہ رائج الوقت طریقہ کار سے انصاف حاصل کرنے کیلئے بدبخت، رشوت خور، بددیانت ججوں، ریڈروں کو رشوت، سفارش، کرپشن کا عبرتناک ضمیر کش عمل، نہ جائز کیس میں حکم امتناعی (سٹے آرڈر) حاصل کرنے کیلئے ججوں کے ٹاؤٹ وکیلوں کو بطور کمیشن دو ہزار سرکاری فیس ادا کرنے کا فکر، نہ انکی موقعہ کی رپورٹ کے مطابق حقائق کو پس پشت ڈالنے اور مسخ کرکے انصاف کی دھجیاں بکھیرنے کا جج کا فیصلہ، نہ قبضہ گروپ کے قبضہ کا ڈر، نہ مظلوم کی فریاد رائیگاں جانے کا خطرہ، نہ جمہوریت کے ظالم، باطل اور اسلامی معاشرہ کے کردار کو نیست ونابود کرنے والے بے دین ملک کے تمام شاہی اخراجات والے تعلیمی ادارے جو اس ملکی نظام حکومت کو چلانے کیلئے یہ بدبخت، بدکردار سکالر، دانشور، مدبر تیار کرتے ہیں۔ جو ملت اسلامیہ کے تشخص کو کینسر کی طرح تباہ برباد کئے جا رہے ہیں۔ جنکی وجہ سے ملی کریکٹر تباہ ہو چکا ہے۔ اور ملک رشوت، کمیشن، کرپشن اور بددیانتی کیوجہ سے ایک الگ تھلگ پہچان پوری دنیا میں کروا چکا ہے۔ ملک میں اس نظام کو پاش پاش کرنا ملت کے ہر فرد کا ایک طیب فریضہ ہے۔ عدلیہ کا انتظام سپریم کورٹ بلڈنگ سے نکال کر مسجد شریف تک پہنچانا، قومی تشخص کو بحال کرنا ہر مسلمان کا فرض بنتا ہے۔

عدل ہی ملک وملت کو آسودگی بخشتا ہے۔

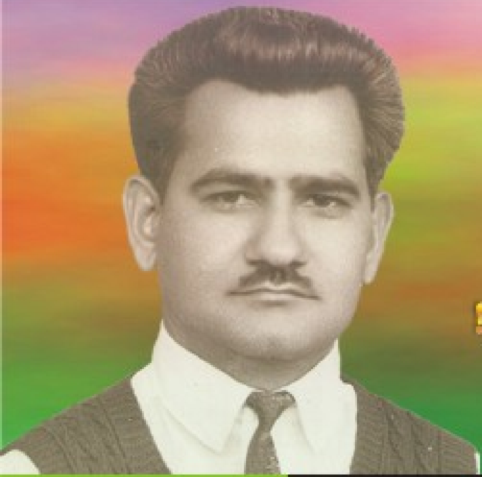

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۶۶۔ کیا ہمارے تعلیمی ادارے جمہوریت کے نظام کو چلانے کیلئے پرائمری سکول، ہائی سکول، کالجز، یونیورسٹیاں، اکیڈمیاں، اور ٹریننگ سنٹر مغربی کلچر کے نظام حیات کی تعلیم وتربیت نہیں کرتے آرہے؟

۶۷۔ کیا ۱۸۵۷ء کے ایکٹ کے تحت ملک کے تمام محکموں شعبوں، کی انتظامیہ کے نوکر شاہی سے لے کر افسر شاہی تک کے تمام ارکان کی تعلیم وتربیت کرتے چلے نہیں آرہے؟

۶۸۔ کیا ۱۸۵۷ء کے ایکٹ کے تحت ملک کی انتظامیہ اور عدلیہ کے نوکر شاہی سے لے کر منصف شاہی تک کا تعلیمی نصاب اور تعلیم وتربیت جمہوریت کی انتظامیہ، عدلیہ کے نظام کو چلانے کے لئے انہی پرائمری سکولوں، ہائی سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور اکیڈمیوں سے تیار کرتے نہیں آرہے؟

۶۹۔ کیا سودی، مادی معاشیات کا سرکاری نظم وضبط اور ملکی کاروبار چلانے کے لئے انہی اداروں میں میٹرک، ایف اے، بی اے، ایم اے، پی ایچ ڈی، تک کے سودی معاشیات کے سکالر تیار نہیں کرتے آرہے؟

۷۰۔ کیا ملک میں ہندوازم کے طبقاتی معاشرے کو تیار کرنے کے لئے طبقاتی تعلیم، طبقاتی تعلیمی ادارے، طبقاتی تعلیمی نصاب، ملک میں جاری وساری نہیں ہے؟

۷۱۔ کیا انگریزی زبان کی حکمرانی قائم رکھنے کے لئے تمام مضامین کے نصاب انگریزی زبان میں نہیں؟

۷۲۔ کیا چین، روس، روس کی بارہ ریاستیں، جرمن، ناروے، ڈنمارک، جاپان، اٹلی، یونان، فرانس، اور دنیا کے بیشتر ترقی یافتہ ممالک اپنی نسلوں کو اپنی قومی زبان میں تعلیم وتربیت نہیں کرتے چلے آرہے؟

۷۳۔ کیا ستر فی صدی دیہاتیوں کے پاس ہائی سکول، کالج، یونیورسٹیاں، اکیڈمیاں میڈیکل کالجز انجینئرنگ کالجز یا کوئی ٹریننگ سنٹر ملک میں موجود ہے

۷۴۔ کیا ۲۹ فی صدی شہروں میں مزدور، محنت کش، ہنرمند، چھوٹے طبقہ کے اہل کار، نان گزیٹڈ سٹاف اور عوام الناس لاکھوں روپے کے تعلیمی اخراجات ایک ایک بچے کے ادا کر سکتے ہیں؟

۷۵۔ کیا اس ملک کے اعلیٰ تعلیمی طبقاتی ادارے جاگیردار، سرمایہ دار، ٹولہ افسر شاہی، منصف شاہی، سمگلروں، بلیکیوں، یا معاشی غاصبوں کی اولادوں کے لئے مختص نہیں ہیں؟

۷۶۔ کیا ہم رائج الوقت تعلیمی نصاب جو جمہوریت کے مذہب کو پروان چڑھاتا ہے۔ مسلمان نسلوں کو مادہ پرست فلاسفرز کے نظام کے دانش ور، سودی مادی معاشیات کے سکالرز، ہندوازم کی طبقاتی افسر شاہی، نوکر شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، کے مدبر تیار نہیں کرتے چلے آرہے؟

۷۷۔ کیا ہم مادہ پرست نظریات کے اینٹی کرسچن جمہوریت کے عیسائیت کے دانش ور، مادی سودی معاشیات کے سکالر اور ہندوازم کے طبقاتی مدبروں کو اپنے تعلیمی اداروں سے تیار کر کے ملک کے نظم و نسق، قانون، اور تمام ضابطوں کی سرکاری طور پر پیروی کرنے کے بعد بتاؤ! ۔ہم اپنی نسلوں کو کس نام سے پکار سکتے ہیں، عیسائی، یہودی، ہندو، کافر، منافق، یا مسلمان!

۷۸۔ کیا ہم آنے والی نسلوں کو منافقت کے عذاب سے نجات دلا سکتے ہیں؟

۷۹۔ کیا ہم اسلامی آئین اور اسلامی کردار عملی طور پر ملت اسلامیہ کے نونہالوں کو دے سکتے ہیں؟

۸۰۔ کیا ہم سرکاری سطح پر اسلامی نظریات کو پاکستان کی زمین میں دفن کر نہیں چکے اور بقایا تعلیمات کو ختم کرنے کیلئے یہ حکومتی ایجنٹ کوشاں نہیں؟

۸۱۔ کیا نظریاتی ریاست کے پاس اس کا اصل اثاثہ موجود ہے؟

۸۲۔ کیا آپ کرپٹ افسر شاہی، بددیانت بے حیا عدل کش بریف کیس مافیا پر مشتمل عدلیہ کے بے دین مغربی طبقاتی سکالروں، استحصالی دانش وروں کے سپرد ملک کی باگ ڈور ایک بار پھر الیکشنوں کے توسط سے ان کے حوالے کرنا چاہتے ہیں۔ خدا نہ کرے کہ آپ ایسا کریں۔

۸۳۔ ملک میں آزادیٔ نسواں اور تحفظ حقوق نسواں کے فروغ کیلئے حکمرانوں نے ایم پی اے، ایم این اے، سینیٹروں کی ۵۱ فیصد مستورات کی آبادی کے لحاظ سے انکی سیٹوں کا اضافہ کر دیا ہے۔ تا کہ وہ پاکستان میں مستورات کی نمائندگی کر کے ان کے حقوق کا تحفظ کر سکیں۔ حکمرانوں اور انکے مشیروں نے ۶۸ مستورات کو قومی اسمبلی میں ایم۔ این۔ اے کی سیٹوں پر لا بٹھایا ہے۔ اسطرح انہوں نے ایک تو خدا اور رسول ﷺ کے دین کی حدود کو توڑا ہے۔ دوسرے اسکے بنیادی نظریات کو مسخ منسوخ اور روندا ہے۔ یاد رکھو جب کوئی منافق مسلمان حکمران اسلامی ملک میں اسلامی ضابطہ حیات کو توڑتا ہے۔ اس ملک کی مسلمان رعایا اس پر خاموشی تان لیتی ہے۔ قہر الٰہی ایسی اقوام پر نازل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ مستورات کا پردہ میں رہنا اسلام کا بنیادی اور اہم رکن ہے۔ اسکو توڑنے والا عمل زنا کی طرف پہلا قدم تصور کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انکی جگہ ان پر دوسری جابر اور ظالم اقوام کو غالب کر دیتا ہے۔ انکی نسلوں کو غلامی کی اذیتوں کی زنجیریں انکے گلوں میں پہنا دیتا ہے۔ مغرب پرست عیاشوں نے ملت اسلامیہ کو دین کے خلاف جنگ میں جھونک دیا ہوا ہے۔ فطرت کی طرف سے عبرتناک غیبی سزا کیلئے یہ دین کے منافق حکمران اور انکی بے دین ظالم آکاس بیل کی طرح پھیلی ہوئی سرکاری افسر شاہی اور منصف شاہی تیار رہیں۔ کروڑوں اہل اسلام بتائیں کہ انہوں نے ان حکمرانوں کو ایسے دین کش احکام جاری کرنے کی اجازت دی ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۸۴۔ دوسری طرف مستورات کی آزادی کے متعلق سن لو۔ ۷۰ فیصد کسانوں اور ۲۹ فیصد مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس کے پاس نہ تعلیم، نہ سرمایا، نہ وسائل، نہ کالج، نہ یونیورسٹی، نہ میڈیکل کالج، نہ ٹیکنیکل کالج۔ نہ انکے پاس شاہی فیسیں، نہ انکے پاس کتابیں، نہ انکے پاس کتابوں کے اخراجات برداشت کرنے کی استطاعت۔ وہ تو خوراک سے محروم، لباس سے محروم، ریگستانوں، صحراؤں اور میدانوں، پہاڑوں میں خوراک اور پانی سے محروم، وہ اور انکے بچے قحط سے دوچار، مغربی جمہوریت کا نظام حکومت اور اس پر قابض فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی انکے اور انکے بچوں کے قاتل ہیں۔ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ **ملک** کا ۹۹ فیصد شودر طبقہ صرف وسائل، دولت خزانہ اور زرمبادلہ محنت ومشقت سے اکٹھا کر سکتے ہیں۔ یہ جمہوریت کے اعلیٰ ایوانوں پر مسلط برہمن حکمران، انکی نوکر شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، فوج شاہی اپنے شاہانہ تصرف میں لاتے، رہزنوں کی طرح لوٹتے اور ڈاکوؤں کی طرح چھینتے چلے آرہے ہیں۔ وہ جمہوریت کے اس کالے نظام اور سسٹم کے مطابق ۹۹ فیصد شودر نہ اپنی بنیادی ضروریات پوری کر سکتے ہیں اور نہ ہی زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا کسی فرد کے تصرف میں لا کر اسکی جان کو بچا سکتے ہیں۔ کتنے ظلم اور افسوس کی بات ہے۔ دولت کماتے ۹۹ فیصد کسان، مزدور محنت کش، ہنرمند عوام ہیں یہ رہزن، ظالم لٹیرے ملکی وسائل اور خزانہ دیمک کی طرح چاٹ یہ درندے جاتے ہیں۔

۸۵۔ محنت ومشقت سے پیدا کیئے ہوئے وسائل کے علاوہ، وہ انگنت ٹیکسوں، منی بجٹوں، قیمتوں میں اضافوں اور منگائی کی ٹکٹکیوں پر لٹک کر سسک سسک کر مر سکتے ہیں۔ بیروزگاری کے ہاتھوں خودکشیاں، خودسوزیاں کر کے وہ اپنی جان دے سکتے ہیں۔ وہ اس **ملک** کے اعلیٰ ایوانوں تک کیسے پہنچ سکتے ہیں۔ انکو یا انکی نسلوں کو انکی نمائندگی قیامت تک نصیب نہیں ہوسکتی۔ جبکہ **ملک** کے تمام اعلیٰ ایوانوں کے دروازے ان غاصب، ظالم، فوجی ڈکٹیٹروں، سیاستدانوں، حکمرانوں کے محلوں میں جا کھلتے ہیں۔ اسطرح آبادی کی بنیاد پر مشتمل مستورات کی اعلیٰ ایوانوں کی نمائندگی بھی انکے گھروں میں تقسیم ہوگئی ہے۔ اسمبلی اور وزارتوں کے اعلیٰ ایوانوں میں انکی بیٹیاں، بہنیں، بھانجیاں، بہوویں اور انکے علاوہ انکی رشتہ دار مستورات، اب حکومت اور حکمرانی کریں گی اور جام سے جام ٹکرائیں گی اور بے حیائی پھیلائیں گی۔ اسکے علاوہ مخلوط معاشرہ کی بنا پر **ملک** کی انتظامیہ، عدلیہ اور **ملک** اور بیرون ممالک کی تمام انتظامی امور انکے اور انکی بیٹیوں کے ہاتھ میں چلے جائیں گے۔ علاوازیں **ملک** کی تمام دولت، تمام وسائل، تمام خزانہ اور **ملک** کے تمام ذرائع پر یہی مرد وزن معاشی اور معاشرتی رہزن بتدریج قابض ہوتے جائیں گے۔

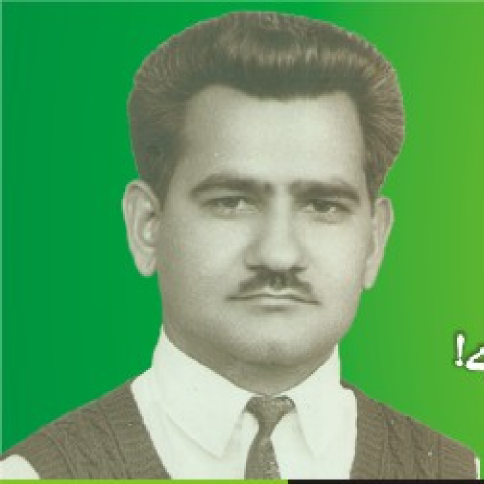

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۸۶۔ ملک کے دانشور، ملک کے قلمی محافظ، ملک کے طالبعلم، اہل دل، اہل علم، اہل ایمان، اہل دین، اہل قرآن، اہل اسلام ان دینی ، دنیاوی رہزنوں، لٹیروں، منافق فوجی ڈکٹیٹروں، سیاستدانوں اور ظالم حکمرانوں کے اس دین کش بے حیائی کے مغربی جمہوریت کے عمل کو کیا روک نہیں سکتے۔اور ملکی دولت پر ایک خوفناک شب خون مارنے کا تدارک نہیں کر سکتے۔کیا عوام نے انکو اسطرح ملک میں دین کشی کرنے کی اجازت دی ہے۔ملک میں ریفرنڈم کروا کر فیصلہ کر لیں۔اگر یہ ملک میں اسلام کی ساخت کو تباہ نہیں کرنا چاہتے یا ملک میں امن چاہتے ہیں تو فوراً ان احکام کو واپس لیں۔اے اخبار نویسو، کالم نگارو، ٹی وی اینکرو، تجزیہ نگارو، اپنا رول ادا کرو۔انکو روک لو، انکے ہاتھ پکڑ لو، ان سے نجات حاصل کر لو، ملک کو عبرت گاہ نہ بننے دو۔معصوم ملت کی ۹۹ فیصد مسلمانوں کی نسلوں کو اس عبرتناک اسلام کش جہنم نہ ڈھکیلو۔اس ہولناک تباہی سے ملت کو بچالو۔انکے خلاف آواز اٹھانے والے دہشت گرد نہ بناتے جاؤ۔حقائق کا تجزیہ کرو کہ دہشت گرد کون ہیں۔ملکی وسائل، خزانہ، اسلامی تہذیب لوٹنے، عوام کو پولیس، رینجرز، فوج کی گن پوائنٹ پر زیر کرنے اور قرآن حکیم کی حاکمیت کو ختم کرنے والے دہشت گرد ہیں یا کروڑوں مسلم امہ اور انکی نسلوں کے فرزندان۔تمام ذرائع ابلاغ کے متعلقین سے ملتجی ہوں کہ وہ حقائق کی روشنی میں اپنی ذمہ داری کا حق ادا کریں۔اگر عوام کا ذرائع ابلاغ کے سرکاری ایجنٹوں، ملک دشمن مبلغوں، ملکی معاشی اور معاشرتی بھتہ خور دہشت گردوں کی طرف رخ مڑ گیا تو انکو کوئی بچانے والا نہیں ہوگا۔اللہ تعالیٰ آپ کو صداقتوں کی شمع روشن کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔امین

۸۷۔ ذرا غور فکر سے کام لیں۔ملک میں ۵۱ فیصد مستورات کے حقوق کو کون مسخ کر رہا ہے۔اس کا ذمہ دار کون ہے۔مستورات کے ساتھ اجتماعی زیادتیاں کون کرتا ہے۔انکی عزتوں کو کون درندے نوچتے ہیں۔ہوٹلوں میں عورتوں کے ساتھ رنگ رلیاں کون مناتے ہیں۔کلبیں کن کے دم سے آباد ہیں۔کالجوں اور یونیورٹیوں میں مخلوط تعلیم اور مخلوط معاشرہ دین کے خلاف تیار کرنے کی پالیسیاں کون مرتب کرتا ہے۔ملک میں بے حیائی دین کے خلاف کون پھیلاتے ہیں۔ان کا اصل مجرم کون ہے۔ان مجرموں کو تحفظ فراہم کون کرتا ہے۔یہ کیوں تسلیم نہیں کرتے کہ مستورات سے یہ تمام زیادتیاں، یہ تمام جرم، یہ تمام ظلم، جمہوریت کے نظام اور سسٹم کے ظالم حکمران اور یہ بے دین بدنصیب سکالر، دانشور، مفکر انکے اصل مجرم ہیں۔جو مغربی جمہوریت کے نظام حکومت کی آغوش میں پلتے چلے آرہے ہیں۔یہی حقوق نسواں کے تحفظ کے علمبردار ہی ان تمام جرائم کے مجرم ہیں۔اسلام نہ اسطرح کا معاشرہ تیار کرتا ہے اور نہ ہی ایسے معاشرتی جرائم کی اجازت دیتا ہے۔ان حالات اور ان تمام جرائم کا تدارک صرف صرف دستور مقدس کے نفاذ میں مضمر ہے۔اس فوجی سیاسی مغربی جمہوریت کے نظام کو چلانے والے دینی دنیاوی دہشت گرد حکمران اور چاروں صوبوں کی اسمبلیاں اور قومی اسمبلی میں پہنچنے والے ایم پی اے، ایم این اے، مشیر، وزیر بیبیاں ان مستوری جرائم پر کبھی قابو نہیں پا سکتیں بلکہ ملک میں مخلوط معاشرہ تیار کر کے مزید معاشی اور معاشرتی تباہی پھیلا سکتی ہیں۔پاکستان میں ان بیبیوں نے دین کی حدود کو توڑ کر ان اعلیٰ ایوانوں پر رسائی حاصل کی ہے۔انکے ہولناک مضمرات سے انکو کیسے آگاہ کیا جائے۔کہ مرد و زن کے ملاپ کا فطرتی نتیجہ کیا نکلتا ہے۔

۸۸۔ یہ کیسے جمہوریت پسند مسلمان حکمران ہیں۔ کہ وہ مغرب کیطرح مستورات کو گھروں سے نکال کر فیکٹریوں، کارخانوں، ملوں، سرکاری غیر سرکاری ملازمتوں اوراعلیٰ ایوانوں تک پہنچاتے چلے جارہے ہیں۔ مغربی تہذیب کے باطل، بے دین اور تباہ کن بے حیا مخلوط معاشرہ کے اصولوں اور انکے ضابطوں کو ایک مسلمان ملک میں نافذ کر کے بے حیائی، بدکرداری اور جنسی کینسر پھیلائے جارہے ہیں۔ یعنی زندگی کے ہر شعبہ میں مردوں کے شانہ بشانہ مستورات کو کام کرنے کی پالیسی پر گامزن کرنا چاہتے ہیں۔ وہ مسلم لاز اور ضابطہ حیات کو ریزہ ریزہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ مردوں کو مستورات کے نان نفقہ کی ذمہ داری کو سبوتاژ، روندنا اور ختم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ مسلم تہذیب کی گھریلو اکائی کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ پاکستان میں مغرب کی طرح غیر شرعی بچے پیدا کرنے کے چائلڈ ہاؤس قائم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ بن باپ بچوں کو جنم دینے کی پالیسی پر گامزن ہونا چاہتے ہیں۔ وہ مسلمان عورتوں کو پبلک پراپرٹی بنانا چاہتے ہیں۔ وہ عورت سے تمام روحانی رشتے ماں، بہن، بیٹی، بیوی، نانی، دادی، خالہ، پھوپھو کے چھیننا چاہتے ہیں۔ اے اہل وطن مسلمانوں اس ناگہانی آفات اور عذاب کو روک لو۔ اس ملت کو تباہ ہونے سے بچالو۔ اس جمہوریت کے مذہب سے ملت اسلامیہ کو نجات دلوانا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ یا اللہ اس ظلمت کدہ کو عبرت کدے میں نہ بدلیو۔ یا اللہ ہم پر رحم فرما۔ ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں جس سے ہم بچ سکیں۔ اس گھڑی تیرا فضل ہی درکار ہے۔ یا اللہ تو اپنے فضل سے ملت اسلامیہ کو نان کریچن جمہوریت کے مذہب کی کفر نگری سے نکال کر دستور مقدس کی سرسبز اور پرنور علم، عمل اور کردار کی خلد میں داخل فرما۔ مسلمانوں کو دین کی روشنی میں پوری انسانیت کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرما۔ امین

۱۔ پاکستان کروڑوں عوام پر مشتمل مسلمانوں کا ملک ہے۔ اسلام کے نام پر 14 اگست 1947ء کو قائم ہوا۔ 1857ء سے لیکر 1947ء تک پاک وہند انگریزوں کا مفتوح ملک رہا۔ آزادی کی تحریک چلی۔ دوقومی نظریہ کے تحت ہندوستان کی تقسیم ہوئی۔ اس کے تحت مشرقی پاکستان، مغربی پاکستان اور ہندوستان دو الگ ملک معرض وجود میں آئے۔

۲۔ ہندوستان کی تقسیم صرف اس بنیاد پر ہوئی کہ مسلمان اپنے عقیدہ، نظریہ، دین اور قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزار سکیں گے۔ ہندو اپنے دھرم، مذہب، نظریات کی روشنی میں ہندوستان میں اپنے عقیدے اور نظریہ کے مطابق نظام زندگی بسر کر سکیں گے۔

۳۔ 1947 سے لیکر آج تک پاکستان جاگیردار، سرمائے دار طبقوں کی گرفت میں چلا آرہا ہے۔ جن کی تعداد ملک میں چھ سات ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ انہوں نے مغربی جمہوریت کے مذہب کی سرکاری طور پر ملک میں پیروی جاری کر رکھی ہے۔ اسی کی تعلیم تربیت، اسی کے قوانین، اسی کے ضوابط، اسی کی انتظامیہ، اسی کی عدلیہ، اسی کا ٹیکس کلچر، اسی کے سیاست کے اصول، اسی کے نظریات، اسی کے سکول، اسی کے کالج، اسی کی یونیورسٹیاں اور پورے ملک میں پھیلے ہوئے شاہی تعلیمی ادارے، اسی کا طبقاتی تعلیمی نصاب، طبقاتی تعلیمی ادارے، طبقاتی معاشی نظام، طبقاتی معاشرتی سسٹم، وہی سیاستدان، وہی فوجی سیاسی حکومتی شاہی ٹولہ، وہی حکمران، ۱۸۵۷ء سے لیکر ۱۹۴۷ء تک انگریزوں کے ساتھ مل کر اور ۱۹۴۷ء سے لیکر آج تک پاکستان پر متواتر ومسلسل ملکی غدار قابض اور حکمرانی کرتے چلے آرہے ہیں۔

۴۔ پاکستان کے 70 فی صد کسانوں کے گلے میں مغربی جمہوریت کا جان لیوا پھندا ڈالا گیا۔ پاکستان کا کسان طبقہ محنت کا خوگر، ہمت کی دولت سے مالا مال، سخت ترین پیشہ، کھیتی باڑی سے منسلک ہے۔ ہر قسم کی اجناس، عمدہ گندم، لاجواب چاول۔ مکئی، باجرہ، چنے، ہر قسم کی دالیں، اعلیٰ قسم کی کپاس، ہر قسم کی سبزیاں، طرح طرح کے پھل، بیشمار قسم کے میوہ جات، دُودھ کی نہریں، چھوٹا بڑا گوشت، مرغی، بکرا، گائے، مچھلی، قیمتی لکڑی، ملک کی تمام ملوں، فیکٹریوں، کارخانوں کے رامیٹیریل مہیا کرنے والا محنت کا شاہکار اور پاکستان کی پہچان ہے۔ کروڑوں انسانوں، بچے، بوڑھوں کو خوراک، لباس مہیا کرنے کی ذمہ داری، کروڑوں جانوروں کو پالنے کے فرائض ادا کرتا چلا آرہا ہے۔ پاکستان کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی، ملک کی پیداوار، وسائل، ہر قسم کا خام مال، دولت، خزانہ ہر قسم کی ترقی کے لوازمات انہی کی محنت، مشقت کا ثمر ہیں۔

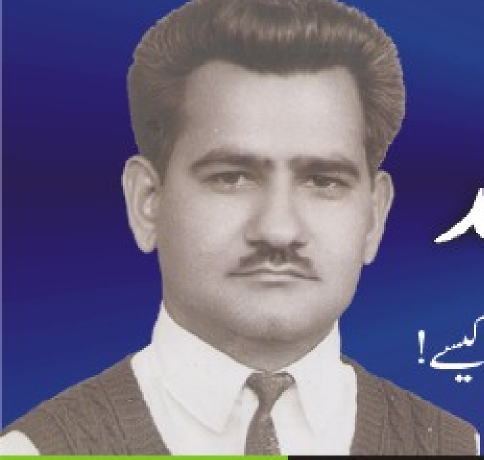

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۵۔ دوسری طرف 29 فی صد مزدور، محنت کش، ہنر مند اور مختلف پیشوں اور کاروبار سے منسلک عوام، ملک کی تمام سڑکوں، ڈیموں، ائیر پورٹس، بندر گاہیں، چھوٹے گھروں سے لیکر شاندار محلوں تک اور ہر قسم کی تعمیر و تکمیل کرنے والے مزدور۔ گھر گھر بجلی، گیس، پانی پہنچانے والے محنت کش، ملیں، فیکٹریاں، کارخانے تعمیر کرنے اور چلانے والے مزدور، محنت کش، ہنر مند، ملکی دولت، وسائل، خزانہ، زرمبادلہ، اندرونی، بیرونی تجارت ہر قسم کے کام کاج اور فرائض ادا کرنے والے ان محنت کش، ہنر مند افراد کا کوئی نعم البدل نہیں ہے۔ کیا کوئی ان حقائق کو جھٹلا سکتا ہے کہ ملک کی ترقی ان کے دم سے ہے۔

۶۔ کیا 70 فی صد کسان جو دیہاتوں میں رہائش پذیر ہیں ان کے پاس اسلام آباد، لاہور، کراچی، اور دوسرے شہروں جیسی سہولتیں ملک کے کسی ایک دیہات میں موجود ہیں۔ کیا ان کے پاس شاہی قسم کے انگلش میڈیم سکول، کالج، یونیورسٹیاں، اور بے شمار اقسام کے ٹیکنیکل ادارے اور ٹریننگ سنٹر کسی ایک گاؤں میں موجود ہیں۔ جہاں سے ان کی اولادیں اور نسلیں جدید علوم اور تعلیم حاصل کر سکیں۔ اسکے علاوہ کیا انکی مالی اور معاشی حالت ایسی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو تعلیم دلوا سکیں۔ کیا انکے وسائل خزانہ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے مردوزن اور انکے مرعات یافتہ شاہی طبقہ کی فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی، ذرائع ابلاغ کے مبلغوں نے چھین نہیں رکھا۔

۷۔ کیا پاکستان کے 70% دیہاتوں کے پاس کوئی اعلیٰ قسم کی بلڈنگیں، شاہی ایوان، شاہی محل، سرکاری سکول، کالج اور یونیورسٹیوں کی اعلیٰ عمارات موجود ہیں۔ کیا انکی معاشی حالت اس قابل ہے کہ وہ بچوں کی تعلیم وتربیت شہروں میں بھیج کر کرواسکیں جبکہ ان کے پاس دو وقت کا کھانا میسر نہیں ہے۔ کیا ان کے پاس ان حکمرانوں کی طرح سرکاری ہسپتال ہیں۔ جہاں سے وہ علاج معالجہ کرواسکیں۔ کیا وہ خوراک اور پانی کی نایابی کی وجہ سے قحط اور اموات کا شکار ہوتے نہیں رہتے۔ کیا اس ملک کے تمام وسائل، دولت اور خزانہ انکی ملکیت نہیں۔ کیا 29% مزدور محنت کش، ہنر مند اس ملک کی تمام تعمیرات کا کام، ملوں، فیکٹریوں کارخانوں، چھوٹے گھروں سے لیکر ملک کے تمام شاہی محلوں، شاہی ایوانوں اور ملک کا تمام تعمیراتی حسن انکی محنت کے دلکش شاہکار نہیں۔ کیا ملک کی تمام ملوں، فیکٹریوں، کارخانوں اور صنعتوں کی مصنوعات یہ لوگ تیار نہیں کرتے۔ کیا یہ ملک کی تمام دولت تمام پیدا کردہ وسائل اور ہر قسم کا خزانہ ان کی ملکیت نہیں۔ کیا یہ خوراک لباس اور رہائش سے محروم نہیں۔ کیا یہ تنگدستی، غربت اور معاشی بدحالی کی بدترین زندگی گذار نہیں رہے۔ کیا ان کے پاس ملک کے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں بچوں کو تعلیم دلوانے کے اخراجات ہیں۔ کیا انکی معاشی پوزیشن ایسی ہے کہ وہ بیماریوں کا علاج ملک کے اعلیٰ ہسپتالوں سے کرواسکیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ 70% کسان، 29% مزدوروں محنت کشوں، ہنر مندوں کے حقوق اور ذرائع چھینے جاتے ہیں۔ ان حقائق کو کون چھپا سکتا ہے کہ ملک کے تمام وسائل، دولت اور خزانہ ان کی دن رات کی متواتر و مسلسل، نسل در نسل، سخت محنت کا ثمر ہیں۔ وہ انکے حقیقی مالک اور وارث ہیں۔ وہ اور ان کی اولادیں ظلم کی حد تک تنگ دستی، غربت، بیماری، افلاس، بے روزگاری کی اذیتوں میں مبتلا ہوتی چلی آرہی ہیں۔

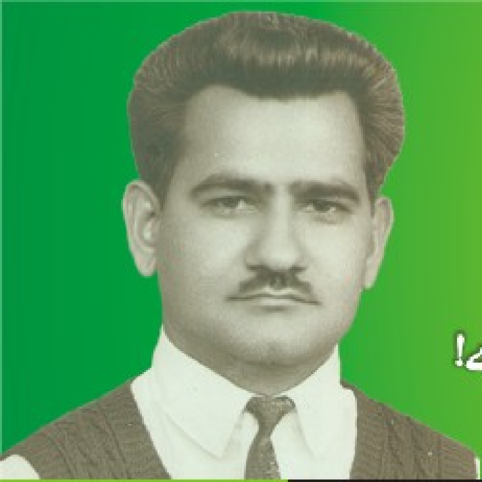

ان بدترین حالات وواقعات سے تنگ آ کر خودکشیاں اور خودسوزیاں کرتی چلی آ رہی ہیں۔ کیا کسان صحراؤں، بیابانوں میں خشک سالی سے دوچار ہوتے چلے نہیں آ رہے۔ کیا پانی اور خوراک کو صحراؤں اور بیابانوں میں تلاش کرتے نقل مکانی اور ہجرت کر کے، دھوپ، تپش، اور آگ برسنے والے سورج اور جھلسنے والی لو، تپتی ریت کی اذیتیں برداشت نہیں کرتے چلے آ رہے۔ کیا وہ اور ان کے بچے، ان کے جانور، بھوک پیاس سے تڑپتے، سسکتے، صحراؤں اور بیابانوں میں دم توڑتے چلے نہیں آ رہے۔ کیا ان کے وسائل، دولت اور خزانہ سے ملک کی تمام سرکاری ایئرکنڈیشن بلڈنگوں میں ان کا معاشی خون شامل نہیں ہے۔ سپریم کورٹ بلڈنگ ہو یا پریذیڈینسی، وزیراعظم ہاؤس ہو یا پارلیمانی بلڈنگ، کنونشن ہال ہو یا اسمبلی ہال وہ سب کچھ %70 کسانوں، %29 مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں کی ملکیت نہیں ہیں۔ جو لوگ ان ایوانوں تک رسائی حاصل کرتے ہیں وہ سب ان کے نوکر ملازم اور خادم نہیں ہیں۔ یہ ظلم یہ درندگی، یہ وحشی پن، یہ جبر، یہ انسانیت سوزی، یہ عدم مساوات یہ حق تلفی، یہ ڈاکے، یہ بے دینی، یہ عدل کشی، یہ باطل تعلیم، یہ غاصب سسٹم، یہ نفاق، یہ نفرت، یہ ملت کی مختلف جماعتوں میں تقسیم، یہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی، یہ صوبوں کی جنگ، یہ الیکشنوں کا رولا، یہ سیاسی گٹھ جوڑ، یہ جماعتوں کا الحاق، یہ حکومتوں کی تشکیل، یہ دینی جماعتاں، یہ مسلم لیگناں، یہ پیپلز پارٹیاں، ملک کی لاتعداد سیاسی جماعتاں، یہ نفرستان، یہ سیاستدان، یہ حکمران، یہ پاکستان یہ جمہوریت کے سودائی، یہ کفر کے فدائی، یہ اقتدار کے مردار کو چمٹی ہوئی گدھیں۔ سات ہزار جاگیرداروں، سرمائے داروں، سیاستدانوں، فوجی، سیاسی حکمرانوں کا مفتوحہ ملک بن چکا ہے۔ مغربی جمہوریت عیسائی، یہودی مادہ پرست مفکروں کے نظریات اور ہندوازم کے طبقاتی نظریات پر مشتمل ایک ایسا سیاسی مذہب تیار کر کے چودہ کروڑ مسلمانوں پر سرکاری طور پر مسلط کر رکھا ہے۔ ان نظریات کی تعلیم وتربیت، سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں، اکیڈیمیوں، ٹریننگ سینٹروں میں پڑھائی اور سکھائی جاتی ہے۔ ملک کے تمام تعلیمی اداروں میں ان نظریات کی تعلیم سے عیسائیوں کے مفکروں کی انتظامیہ کے قوانین، عدلیہ کے اصول وضوابط اور تمام محکموں کے ادنیٰ سے لیکر اعلیٰ سکالروں تک اسی تعلیم وتربیت سے تیار ہوتے ہیں۔ یہودیوں کے سودی معاشی نظام کے ادنیٰ اہلکار سے لیکر اعلیٰ افسران تک تمام معاشی دانش ورانہی کی مخصوص تعلیم سے تیار ہوتے ہیں۔ طبقاتی تعلیمی اداروں سے ہندوازم کے ادنیٰ سے لیکر اعلیٰ مدبروں تک یہی ادارے تیار کرتے ہیں۔ ان کے ذریعے ملک کے تمام سرکاری ادارے اپنے طبقاتی افسروں اور ماتحتوں کو بھرتی کر کے ان سے اپنی اپنی ذمہ داریاں اور فرائض ادا کرواتے چلے آ رہے ہیں۔ انتظامیہ کی افسر شاہی ہو یا عدلیہ کی منصف شاہی ہو، بینکنگ ہو یا فنانس ڈیپارٹمنٹ ہو، انڈسٹری ہو یا پلاننگ ڈیپارٹمنٹ ہو، ہوم ڈیپارٹمنٹ ہو یا انٹیریر ڈیپارٹمنٹ ہو، زکوٰۃ کا محکمہ ہو یا ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ ہو، اوقاف ہو یا محکمہ تعلیم ہو۔ انٹی کرپشن کا ڈیپارٹمنٹ ہو یا محتسب اعلیٰ کا محکمہ ہو، تھانہ ہو یا کچہریاں ہوں، ہیلتھ ہو یا ویلتھ کا محکمہ ہو، ملک کو کوئی بھی ڈیپارٹمنٹ ہو ان سب کے انچارج تمام اسمبلیوں کے ممبران، سینٹ کے ممبران، وزیر، مشیر وزیراعلیٰ، گورنر، وزیراعظم، صدر پاکستان، ملک کے ان ہزار بارہ سو الیکشنوں میں کامیاب حکمرانوں کی ملکیت بن جاتے ہیں۔ اور ان کی مرضی منشاء پر انحصار ہوتا ہے کہ وہ اسلام یا جمہوریت کے مذہب کو سرکاری حیثیت دیں یا اس سے بھی بدترین قوانین کا نفاذ ملک میں رائج کریں۔

۸۔ مغربی جمہوریت کے مذہب کے پجاری اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اسلام کے باغی دستور مقدس کا نفاذ ملک میں کیوں رائج کریں جبکہ آئین کے مطابق پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہے۔ سرکاری قومی زبان اردو ہے لیکن بدقسمتی سے یہ جاگیردار، یہ سرمائے دار، یہ دین و دنیا کے رہزن سیاستدان یہ بدترین غاصب حکمران، ملک میں دستور مقدس اور اردو زبان کے نفاذ سے دیدہ دانستہ جان بوجھ کر گریزاں ہیں۔ کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ دستور مقدس کے نفاذ کے بعد ان کی معاشی اور معاشرتی اجارہ داری اور اعلیٰ مقام ختم ہو جائیگا۔ انگریزی زبان کی بجائے اردو زبان کے نفاذ سے ان کی اہلیت اور کارگزاری کا پول کھل جائے گا۔ اور اس قلیل سی تعداد پر مشتمل اعلیٰ طبقے کی سرکاری اجارہ داری بھی ختم ہو جائے گی۔ اور کروڑوں عوام ان کی نسلیں انگریزی زبان کی قید سے آزاد ہو جائیں گی۔ یہ اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ کہ سرکاری خزانہ، دولت اور وسائل ان کے قبضہ قدرت میں نہیں رہیں گے۔ سرکاری ڈاکے ختم ہوں گے۔ رشوت، کمیشن، کرپشن، ختم ہوگی۔ سرکاری خزانہ سے شاہی اخراجات، شاہی تنخواہیں، شاہی گاڑیاں، شاہی محل، عدل وانصاف، دہشت گردی اور فسادات کو جنم دینے والے کالے قانون، کسانوں کی محنت ومشقت کو نگلنے والا ظالم نظام، مزدوروں کی محنت سے ہولی کھیلنے والے غاصب طریقے، سرکاری خزانہ ملکی وسائل، ملکی دولت، ملکی قرضے، غیر ملکی قرضے، کروڑوں عوام اور انکی نسلوں کے جمہوری نمائندے، یہ سیاست دان، یہ حکمران، یہ جاگیردار، یہ سرمایہ دار، اقتدار کی نوک پر ہضم نہیں کر پائیں گے۔ ان کی ملیں، ان کی فیکٹریاں، ان کے کارخانے، ان کے اندرونی اور بیرونی ممالک کاروبار، ان کے سرے محل، ان کے رائے ونڈ ہاؤس، ان کے وزیر اعظم ہاؤس، ان کی پریذیڈنسی، ان کے وزیر اعلیٰ ہاؤسز، ان کے گورنر ہاؤسز، ان کے وزیر ہاؤسز، ان کے مشیر ہاؤسز، ان کے سفیر ہاؤسز، ان کے ہر شہر میں پھیلے ہوئے ذاتی پیلیس ختم ہوں گے۔ ان کی ہامانی، قارونی، اور فرعونی نظام کی اجارہ داری سرکاری سطح پر ختم ہوگی۔

۹۔ یہ سرکاری خزانہ آئی ایم ایف اور تمام بیرونی اور اندرونی قرضوں کو ہڑپ کرنے کے عدل کش قوانین اور انڈر گراؤنڈ رشوت، کمیشن، کرپشن کے اندھے راستے جنکے تمام دروازے صرف ان کے محلوں میں کھلتے ہیں۔ وہ مکمل طور پر بند ہوں گے۔ نہ ان کی طرح سرکاری خزانے کا شاہانہ اصراف ہوگا۔ نہ رشوت ہوگی۔ نہ کرپشن ہوگی۔ نہ کمیشن ہوگی، نہ ملک کا بجٹ، ان کی ملکیت ہوگا۔ نہ یہ راہبر راہزن ہوں گے۔ نہ قوم کی وحدت لاتعداد جماعتوں میں الگ الگ منشوروں میں منقسم ہوگی۔ نہ صوبوں میں نفرت ہوگی نہ نفاق۔ ملک امن کا گہوارہ ہوگا۔ مغربی جمہوریت کے عیسائی مفکرین کا انتظامیہ اور عدلیہ کا نظام یہودیوں کا سودی معاشی نظام، ہندوازم کے طبقاتی سکالروں کے نظام کی سرکاری بالادستی اور سرپرستی ختم ہوگی۔ سکولوں، کالجوں، اور یونیورسٹیوں میں دین کی روشنی میں شاہین بچوں کی تعلیم وتربیت سے آنے والی نسلیں مسلمانوں کا تشخص پیش کر سکیں گی۔ پاکستان میں مجلس شوریٰ یعنی اسلامی جمہوریت کے نظام سے انتظامیہ اور عدلیہ کا رول ملک میں عدل وانصاف کے محافظوں یعنی عادل اور صاحب اعتبار لوگوں کے ہاتھوں میں ہوگا۔ ملک میں ایک تعلیمی نظام ہوگا۔ اردو زبان ملک میں قومی زبان کا مقام حاصل کر پائے گی۔ کروڑوں عوام کو ان کے کان، زبان، اور شعور واپس ہونگے۔ قوم ان ظالم بے دین دانشوروں، بے نور مفکروں، ظلمات کے مدبروں، سے نجات پائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کھلی جنگ لڑنے والے منافقوں کا خاتمہ ہوگا۔ اور ان کے قانونی جرائم سے ملت اسلامیہ کی نجات ہوگی۔ ملک میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا نظام قائم ہوگا۔ سرکاری طور پر دستور مقدس کی حکمرانی ہوگی۔ دستور مقدس، اسلامی نظریہ اور اسلامی تعلیمات کو مغربی جمہوریت کے سکالروں، دانشوروں کے شکنجوں سے آزادی نصیب ہوگی۔ اس عدل کش، غیر فطرتی مغربی جمہوریت کے کلچر کی سرپرستی اور بالادستی سرکاری سطح پر منسوخ اور ختم ہوگی۔ جس کی وجہ سے اہل پاکستان مسلمان دینی تعلیمات سے محروم، دینی نظریہ کی پیروی سے محروم، دینی اصول و ضوابط سے محروم، دینی ماحول سے محروم، دینی کردار سے محروم، دینی ضابطہ حیات سے محروم، دینی اخلاقیات سے محروم، دینی عدل سے محروم، دینی مساوات سے محروم، دینی عدل وانصاف سے محروم، دینی راہنمائی سے محروم، دینی نظریات سے محروم، رحمت اللعلمین کے اسوہ حسنہ سے محروم، ہوتے چلے آرہے ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

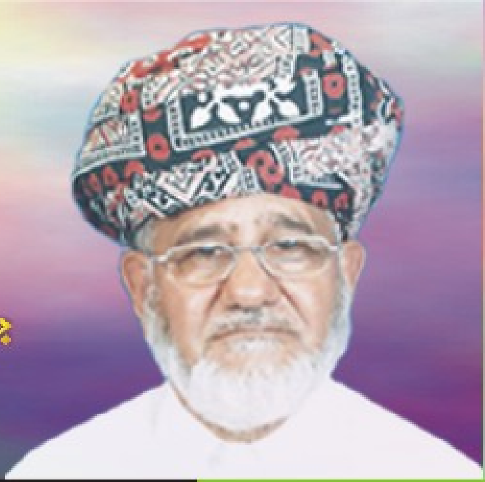

۱۰۔ انگریز نے ۱۸۵۷ء کے ایکٹ کے تحت ایک مفتوحہ **ملک** کے عوام کو غلامی کی زنجیریں پہنانے اور قیدیوں کی طرح ظلم وستم اور اذیتوں میں گذارنے کے لئے کالے قوانین مسلط کئے۔ انکو چلانے کیلئے ایک ظالم قسم کی انتظامیہ اور ایک عبرتناک بے رحم عدلیہ کو مسلط کیا۔ جنکا حقائق اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنا مقصود نہ ہوتا۔ بلکہ جس کے ذریعے وہ عوام کے وسائل، ذرائع، ملکی دولت اور تمام سرکاری خزانہ کو اکھٹا کرتے اور سمندر پار برطانیہ پہنچا دیتے۔ اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لئے سخت سے سخت سزائیں دیتے۔ ہر قسم کی معاشی قوت سلب کرتے، ہر قسم کا تشدد کرتے۔ یہاں سے لوٹی ہوئی دولت مغرب میں لے جاتے۔ معاشی برتری حاصل کرنے کے بعد انہوں نے ہر قسم کی صنعتی ترقی کا راستہ اختیار کیا۔ انہوں نے **ملک** کا نظم وضبط کنٹرول کرنے کے لئے مغربی جمہوریت کے طریقہ کار کو اپنایا۔ تمام انتظامیہ کے محکموں کا جال اور کالے قوانین **ملک** میں پھیلا دیئے۔ جن کے ذریعے وہ **ملک** کی تمام دولت لوٹتے، اکھٹی کرتے اور مختلف ٹیکسوں کو مسلط کرتے، ظلم وبربریت کی نوک پر ان سے معاشی اسباب لوٹتے اور ضبط کرتے رہتے۔ ان کے ساتھ جو غدار تعاون کرتا۔ اس کو جاگیر اور وظیفہ سرکاری طور پر بخشیش کر دیتے۔ یہی ظالم جاگیردار اور سرمایہ دار اپنے ہم وطنوں کو انگریز کے ساتھ مل کر ان کی معاشی طاقت چھین لیتے۔ اور معاشرتی طور پر اپاہج بنا دیتے۔ چوں چراں کرنے والوں کے ساتھ آہنی ہاتھوں سے نپٹ لیتے۔ پولیس سے بے رحمانہ تشدد، اور عدالتوں سے ناکردہ گناہوں کی سزائیں دلواتے رہتے۔ ہندوستان آزاد ہونے اور پاکستان کے وجود کے آنے کے بعد یہی جاگیردار اور سرمایہ دار، سیاستدان اور حکمران بنے۔ انہوں نے اسی انتظامیہ اور اسی عدلیہ کو مزید مضبوط اور موثر بنایا۔ ہر ماہ پی ایل ڈی کے ذریعہ جرائم کو قانون میں بدلتے رہتے ہیں۔ انگریز اپنا مفتوحہ **ملک** اپنے ان غدار ایجنٹوں کے سپرد کر گیا۔ جنہوں نے کروڑ مسلمانوں اور انکی نسلوں سے سرکاری طور پر ان کا دین اور لاتعداد ٹیکسوں، منی بجٹوں، قیمتوں میں بے پناہ اضافوں سے انکی معاشی طاقت چھینتے چلے آرہے ہیں۔ جرائم پر مشتمل قوانین سے عدل وانصاف، عیسائی مفکروں کی انتظامیہ اور عدلیہ کے سکالر، سودی یہودی معاشیات کے دانشور، ہندوازم کے طبقاتی نظریات کے مدبروں پر مشتمل سکولوں کالجوں یونیورسٹیوں سے مخصوص طبقاتی تعلیمی نصاب سے مسلمان نسلوں کو مغربی جمہوریت کا دین کش رائج الوقت مختلف نظریات کا زہر متواتر و مسلسل اتارتے چلے جا رہے ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۱۔ مغربی جمہوریت کے نظام کو جوں کا توں جاری رکھا۔ وقت کیساتھ اپنی مرضی اور ضرورت کے مطابق تبدیلیاں کرتے رہے۔ اپنا کنٹرول اور گرفت مزید مضبوط رکھنے کے لئے سخت اصول وضوابط اور قانون مرتب کئے۔ جس کے تحت یہی چھ سات ہزار جاگیردار، سرمایہ دار ملک کے سیاست دان اور حکمران بنتے چلے آرہے ہیں۔ ۱۹۴۷ء سے یہی عظیم غدار شرفا، معاشی اور معاشرتی غاصب اور دین و دنیا کے رہزن، دہشت گرد رہنما اس نظام حکومت کو چلاتے چلے آرہے ہیں۔ انہوں نے بھی انگریزوں کی طرح چودہ کروڑ عوام کو بدترین غلاموں کے کریکٹر کے علاوہ رشوت، کمیشن، کرپشن، سمگلنگ، نارکاٹکس، لوٹ کھسوٹ، قتل و غارت، بے حیائی ہر قسم کی اخلاقی، معاشی، معاشرتی انسانیت کش اقدار میں ڈھالنے اور اسلامی تشخص کو ختم اور مسخ کرنے کا عمل ملک میں جاری کر رکھا ہے۔ اہل وطن کے ساتھ انتظامیہ، عدلیہ اور ملک کے تمام ڈیپارٹمنٹ کی نوکر شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، فوج شاہی کا جو حسن سلوک ہے وہ صرف انسانیت سوز ہی نہیں بلکہ جنگی قیدیوں سے بھی بدترین، سلوک کرتے چلے آرہے ہیں۔ ۷۰ فی صد کسان، اور ۲۹ فی صد مزدور، محنت کش، ہنر مند، اور عوام الناس، کی تمام محنت و مشقت، سے کمائی ہوئی دولت، پیدا کیے ہوئے وسائل، ملکی خزانہ، ملکی غیر ملکی قرضے، ملک میں رائج ان گنت ٹیکسوں منی بجٹوں، تیل گیس، پانی بجلی اور تمام ضروریات زندگی کی اشیاء میں ہر روز، ہر وقت، قیمتوں میں اضافے کے ڈاکے ڈالتے چلے آرہے ہیں۔ انگریزوں کیطرح انہی پالیسیوں کے مطابق ملک کے تمام وسائل، دولت، خزانہ، ملکی غیر ملکی قرضوں، کی بندر بانٹ کر کے یہ دین و دنیا کے رہزن، ڈاکے مارتے اور لوٹتے چلے آرہے ہیں۔ ملک کی تمام ملیں، تمام کارخانے، تمام فیکٹریاں، ہر قسم کا کاروبار، بڑے بڑے ٹھیکے، بڑے بڑے ڈاکے، بڑے بڑے سرے محل، بڑے بڑے رائے ونڈ ہاؤس، اندرون ملک اور بیرون ملک پھیلے ہوئے شاہی محل پیلیس ہاؤس، ان کی ملکیت ہیں۔ عوام آج بھی تنگ دستی، غربت، اور بے روزگاری سے تنگ آ کر ان کے اس ظلم کے خلاف خودکشیاں، خودسوزیاں، کرتے چلے آرہے ہیں۔ کسان آج بھی صحراؤں میں خشک سالی سے تنگ آ کر نقل مکانی کرتے چلے آرہے ہیں۔ اپنے جانوروں سمیت پانی کی بوند بوند کو ترستے دم توڑتے، صحراؤں کی ریت ہی ان کا کفن دفن کرتی چلی آرہی ہے۔ جبکہ انکے سرکاری میخانوں میں مختلف اقسام کے فارن مشروبات کے کروڑوں کے جام ہر دور میں چلتے رہتے ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۲۔ اس کے علاوہ انہوں نے جمہوریت کے تحت کروڑوں مسلمانوں کا مذہب اسلام کی بجائے مادہ پرست عیسائیت، یہودیت، ہندوازم سرکاری طور پر رائج کر رکھا ہے۔قومی زبان اردو کی بجائے سرکاری زبان انگریزی مسلط کررکھی ہے۔سکولوں کالجوں، یونیورسٹیوں میں مادہ پرست عیسائیت، یہودیت، ہندوازم کے سکالروں کے نظریات کی تعلیم جاری وساری ہے۔دستورمقدس اور قران پاک کی تعلیم وتربیت، اور اسلامی نظریات کوانہی ظالم بے دین، منافق سیاسی رہزنوں نے سرکاری طور پر منسوخ ومسترد کررکھاہے۔ یہودیت کے سودی سکالروں، جمہوریت کے عیسائی دانشوروں، اور ہندوازم کے کورچشم دیدہ وروں سے کیسے نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔جب تک دستورمقدس کا نفاذ سرکاری طور پر ملک میں لاگواور رائج نہ ہو۔جبکہ اس وقت پورا معاشرہ نظریات کی ابتری اور تضاد کا بری طرح شکار ہو چکا ہے۔

۱۳۔ ۱۸۵۷ء سے لیکر آج تک مغربی جمہوریت کے مذہب کی تعلیمات کا زہر ملک کے تمام تعلیمی ادارے، مسلمان نسلوں کے دل ودماغ میں اتارتے چلے آرہے ہیں۔انگریز چلا گیا، وہ اپنی معاشی برائیوں، اور معاشرتی بدکاریوں کے اصول وضوابط اور نظام حکومت کا چارج اپنے نمائندوں، ایجنٹوں، جاگیردار، سرمایہ دار، ٹولہ کے ہاتھوں میں دے گیا۔خود غرضی، نفس پرستی، نفرت، نفاق، غاصبیت، آمریت، لوٹ مار، قتل وغارت، صوبائیت، مختلف نظریات، پر مشتمل ۸۷ سیاسی جماعتوں کے منشوروں نے ملت کی وحدت کوریزہ ریزہ کررکھا ہے۔اس سیاسی کھیل سے ملت کا اتحاد بکھرتا چلا جارہا ہے۔ملک کا ایک حصہ یعنی مشرقی پاکستان ان مجرم سیاستدانوں اور راہزن فوجی سیاسی حکمرانوں کے اسی کھیل کی علیحدگی کا سبب بنا۔نیک دل صالح فطرت، محب وطن سیاستدان بھی اس پر تڑپے، ہاتھ ملتے رہ گئے مگر وہ اس نظام اور سسٹم کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔آج بھی مسلم لیگناں، پیپلز پارٹناں، دینی جماعتناں، گھاٹ گھاٹ کی بولی بولنے والی سیاسی جماعتناں، ملک میں مختلف نظریات مختلف عقائد میں ملت اسلامیہ کو منقسم کرتی جارہی ہیں۔ملت کا شیرازہ بکھرتا جارہا ہے۔انہوں نے اتنے بڑے ملی سانحہ سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔آج بھی انکی جنگ پریذیڈنسی، وزیراعظم ہاؤس، وزیراعلیٰ ہاؤسز، گورنر ہاؤسز، وزیر، مشیر، سفیر ہاؤسز، ایم پی اے، ایم این اے سینیٹروں کی سیاسی سیٹوں پر رسائی حاصل کرکے ملک کے شاہی ایوانوں تک، ملکی دولت تک، ملکی وسائل تک، ملکی خزانہ تک، ملکی تجارت تک، ملکی غیرملکی قرضوں تک ہر سرکاری شاہی دفاتر تک، سرکاری شاہی گاڑیوں تک، اور سرکاری خزانہ لوٹنے والی عدل کش تنخواہوں تک، ملک پر قبضہ کرکے شاہانہ زندگی گذارنا، معاشی معاشرتی دہشت گردی، ملک کا نظم وضبط، کنٹرول حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ان لٹیروں ڈاکوؤں رہزنوں بدبخت تاجروں نے کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس سے انکے منہ سے لقمہ، انکے پیدا کردہ وسائل کے علاوہ ان پر ظالم اقسام کے ٹیکسوں، بلوں، اضافی بلوں، منی بجٹوں، قیمتوں میں اضافوں اور بے شمار جابرانہ حربوں سے کروڑوں عوام سے دولت چھین کر مغربی بینکوں میں لاکھوں کروڑوں، اربوں ڈالروں کے اکاؤنٹ کھول رکھے ہیں۔ ان معاشی قاتلوں کا ۹۷ ارب ڈالر سوئس بنکوں میں پڑا ہے ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔یہ ایک دوسرے کے خلاف احتساب کمیشن بٹھاتے رہتے ہیں۔وہ بھی سرکاری خزانہ سے اعلیٰ تنخواہوں، شاہی سرکاری سہولتوں، شاہی سرکاری رہائشوں، شاہی سرکاری گاڑیوں، ٹیلیفونوں، سرکاری نوکروں کی افواج، چپڑاسی، گن مینوں، مالی چوکیدار کی مراعات حاصل کرتے رہتے ہیں اور یہ بھی ٹی وی ڈراموں میں بے حیائی کی طرح بے حیا ملکی خزانہ کو ذاتی تصرف میں لاتے، رشوت کمیشن کرپشن سے جیبیں بھرتے اور معاشی طور پر پھیلتے رہتے ہیں۔

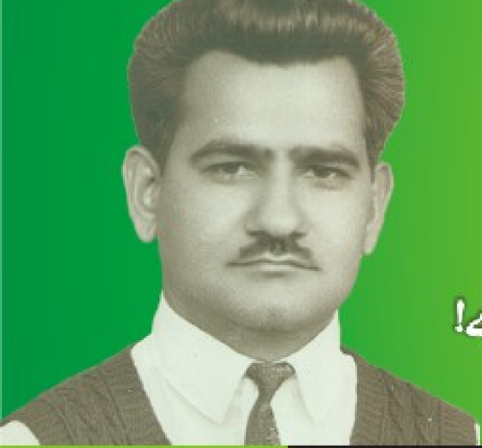

باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۴۔ ان اعلیٰ ایوانوں کے نمائندگان کی تعداد میں مستورات کے تحفظ کے نام پر اضافوں، مشاورتوں اور وزارتوں کے اضافوں، انکے ہارس ٹریڈنگ کے اخراجاتوں، انکے ساتھ افسر شاہی کی سرکاری افواج کے بجٹوں اور ان کی تنخواہوں میں ڈبل اضافوں، بیشمار سرکاری شاہی سہولتوں کیلئے سرکاری خزانہ اکٹھا کرنے کیلئے انگنت ٹیکسوں اور یوٹیلٹی بلوں کے بیشمار اضافوں، منی بجٹوں کا زہر ہر وقت، ہر روز ۷۰ فیصد کسانوں، ۲۹ فیصد محنت کشوں اور عوام الناس کے جسموں اور ذہنوں میں اتارا جاتا ہے اور ان سے معاشی خون ان سرنجوں کے ذریعہ کھینچا جاتا ہے۔ اس عمل سے ایک تو غربت کا شکنجہ عوام الناس پر کسا جاتا ہے۔ دوسری طرف اس منگائی کی بنا پر ہماری مصنوعات کا ریٹ دنیا کی مارکیٹوں کے ریٹوں کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اس طرح ہماری بیرونی تجارت بھی بری طرح متاثر ہوتی چلی جارہی ہے۔ **ملک** کے بیشتر صنعتی ادارے تباہ اور بند ہو چکے ہیں اور **ملک** بیروزگاری سے دوچار ہے۔ ان ظالم، بے رحم درندہ صفت فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے پیدا کردہ ان حالات و واقعات کی بنا پر عوام بیروزگاری کے لامتناہی عذاب میں مبتلا ہوتے چلے جارہے ہیں۔ جس کی وجہ سے **ملک** میں، خودسوزیاں اور خودکشیاں کرنے پر عوام مجبور کردیئے جاتے ہیں۔ انکا حساب اور احتساب ہونے کا وقت اب شروع ہو چکا ہے۔

۱۵۔ انکے احتساب کرنے والے محتسبوں کی بات نہ پوچھو۔ وہ تو صاحب اقتدار کے صاحب اعتماد باضمیر لوگ ہوتے ہیں۔ وہ اعلیٰ سرکاری عہدوں پر فائز ہوتے ہیں۔ سرکاری محل سرکاری گاڑیاں سرکاری ڈرائیور، سرکاری ٹیلی فون، سرکاری ریسٹ ہاؤس، سرکاری اندرون بیرون ممالک کے دورے، اتم درجے کی خزانہ چاٹنے والی اعلیٰ تنخواہیں، بےشمار سرکاری سہولتیں، رشوت، کمیشن، کرپشن اس کے علاوہ ان کے اختیارات کی قیمت الگ ہوتی ہے۔ حکمران ان معاشی ڈاکوؤں کا احتساب اپنے من پسند کے شاہی ٹولہ کے افراد کو نوازنے اور **ملک** کے بجٹ پر ایک اور کنٹریکٹ فکس تنخواہ کا احتسابی شب خون مارنے کا عمل جاری رکھتے ہیں۔ **ملک** میں ہر جرم اقتدار کی نوک پر قانون میں ڈھلتا چلا جاتا ہے۔ ان حالات و واقعات کی روشنی میں **ملک** کا سدھار اس مغربی جمہوریت کے غاصب نظام اور کرپٹ سسٹم اور ان جاگیردار اور سرمائے دار وزیر اعظموں، صدروں، گورنروں، وزیروں، مشیروں، ایم پی اے، ایم این اے، اسمبلیوں، سینیٹروں، لٹیروں، راہزنوں، کے بس کا روگ نہیں۔ یہ فریضہ تو اخوت و محبت اور مساوات کی چٹائی پر بیٹھ کر حضور اکرم ﷺ کا کوئی پروانہ ہی ادا کرسکتا ہے جو اپنا سب کچھ بیت المال کے لئے وقف کردے اور خوف خدا کی زرہ پہن کر اس آمریت اور ملوکیت کے نظام کو پاش پاش کردے۔ یہ نفاق، اور باہمی نفرت کلمہ شریف ہی باہمی محبت میں بدل سکتا ہے۔ فرعون کی زندگی گذارنے والے موسیٰ علیہ السلام کی عاقبت کے وارث نہیں ہوسکتے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۶۔ ان سیاستدانوں، ان حکمرانوں، ان اہل بصیرت کور چشموں کو کیسے سمجھایا جائے کہ ظلم، زیادتی، حق تلفی، معاشی قتل، بے گناہ قتل وغارت، اور عبرت ناک اذیتیں، دہشت گردی ہی تو تیار کرتی ہیں۔ جو اپنے حقوق کو حاصل کرنے کے لئے امریکہ، روس جیسے ممالک کے ایوانوں میں خودکش حملوں سے گریز نہیں کرتے۔ اس کا تدارک کرنے میں سائنس بھی عاجز ہے اور جدید ٹیکنالوجی والے ممالک بھی۔ پاکستان سیاستدان اور حکمران بھی ان خودسوزی، خودکشی، کرنے والے بے روزگاروں، صحراؤں، ریگستانوں میں بوند بوند پانی کو ترسنے والوں کو بھوک ننگ سے دوچار ستر فی صد کسانوں اور ۲۹ فی صد مزدوروں محنت کشوں کی دولت، وسائل پر ہاتھ صاف کرنے والوں اور ان سے عدل وانصاف، مساوات اور انکے بنیادی حقوق چھیننے اور ڈاکہ مارنے والے معاشی، معاشرتی دہشتگردوں کو خاموش وارننگ سے سبق سیکھنا چاہیئے۔ ملک کے خزانہ، وسائل اور دولت کو سات آٹھ ہزار افراد پر مشتمل فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نے مغربی جمہوریت کے کلچر کے جرائم سے ملک کو معاشی قتل گاہ بنا رکھا ہے۔ کیا ملوکیت کے نظام کی پیروی کرنا پاکستان کے مسلمانوں کے لئے اب جائز ہو چکا ہے۔ عوامی اژدہا ان ظالموں، معاشی دجالوں، کو نگلنے کے لئے اب بیتاب کھڑا ہے شائید اس بات کی ان غاصبوں کو سمجھ نہیں آ رہی۔

۱۷۔ پاکستان کا مسلمان، جمہوریت کے مذہب کے غیر دینی سرکاری نظریات، رسم ورواج، نظام اور سسٹم اور روایات میں گم ہو چکا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ دین کی تعلیمات اور کردار سے بھی محروم کر دیا گیا ہے۔ اسم محمد ﷺ کے نام کے اجالے کی جوش وخروش والی تمنا کا دروازہ کھٹکھٹانے کا عمل اب جاری ہو چکا ہے۔ اسلامی معاشرے کے قیام کا وقت آج اہل پاکستان کے دروازے پر دستک دے رہا ہے۔ مسلمانوں سے دین کی روشنی اور اسکا ذوق سفر چھیننے والے رہزن، مسلمانوں اور اسلام کے بدترین دشمن ہیں۔ ان سے نجات حاصل کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے۔

۱۸۔ ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک ہمارے سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں، اور تعلیمی اداروں نے مسلمان نسل کو مادہ پرست عیسائیت، یہودیت، اور ہندوازم کے مدبروں کے نظریات کی تعلیم وتربیت کی چتا میں جھونک رکھا ہے۔ ملک کی تمام سرکاری مشینری، اور تمام کاروبار انہی نظریات کیا دہ پرست سیاہ ضمیر سکالروں، ظلمات میں ڈوبے ہوئے دانشوروں، بے نور مدبروں کے ہاتھ میں ملک کی انتظامیہ اور عدلیہ کا نظام اور اہم فرض سپرد کر رکھا ہے۔ ملت اسلامیہ کے جسد کو مغربی جمہوریت کے مختلف نظریات، پر مشتمل لاتعداد سیاسی جماعتوں کے لاتعداد منشور کینسر کی طرح چمٹے ہوئے ہیں۔ وحدت ملت اور وحدت عمل کا شعور ختم اور مسخ کیا جا رہا ہے۔ اسلام کی خوبصورت عمارت پاکستان میں مادہ پرست عیسائیت، یہودیت، اور ہندوازم کے نظریات کے سکالر، دانش ور، اور مدبر پیدا کئے جا رہے ہیں۔ ان تمام فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نے ملک کی تمام مساجد کو مسجد قرطبہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ ملک میں دستور مقدس، اسلامی عمل، اسلامی اقدار، اسلامی ضابطہ حیات سرکاری طور پر منسوخ اور معطل کیا جا چکا ہے۔ اسلامی تعلیمات اور قرآن وفقہ کا علم صرف مساجد میں پڑھا اور پڑھایا جا رہا ہے۔ یاد رکھو! اہل پاکستان کے ۷۰ فی صد کسان ۲۹ فی صد مزدور مسلمان ہیں۔ یہی ان کا فرقہ ہے۔ یہی ان کا دین ہے۔ اور یہی ان کی جمیعت ہے۔ کروڑوں مسلمانوں کو یہ صاحب اقتدار سیاستدان اور حکمران مغربی جمہوریت کے کلچر کو سرکاری طور پر نافذ العمل کر کے مادہ پرست عیسائیت کے سکالروں، یہودیت کے مادی دانشوروں، ہندوازم کے فلسفیوں کے نظریات کے جبر وتشدد، ظلم وبربریت کے قوانین وضوابط کی گرفت میں بری طرح مقید کئے بیٹھے ہیں۔ ملت کے ہر شعبہ کے اخلاق وکردار کی تعمیر وتکمیل باطل اصول وضوابط کے زیر سایہ رشوت، کمیشن، کرپشن، بددیانتی، نفس پرستی، خودغرضی، لوٹ کھسوٹ، سرکاری غبن، ڈاکہ زنی، قتل وغارت، عدل کشی، عدم مساوات ریاستی دہشت گردی، کی بنیادوں پر حکومتوں کی سرپرستی میں استوار ہوتی چلی آ رہی ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

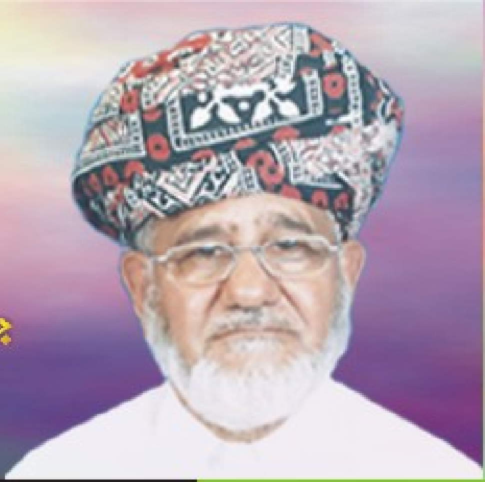

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۹۔ ہمارے سیاست دان ہمارے لیڈران، ہمارے حکمران دین کے نہیں، مسجدوں کے نہیں، کربلا والوں کے نہیں، بلکہ مغربی جمہوریت کے نظام کے رائج کردہ ملک میں سرکاری اداروں کے نظام، ستم کے یزیدی طرز کے ظلمت کدہ کے پیشوا بنے بیٹھے ہیں۔ فاسد اغراض و مقاصد کے پرستار اور لذت نفس کے پجاری حکمران بنے بیٹھے ہیں۔ ان بدبختوں نے اس غاصبانہ، ظالمانہ طرز حیات کی تقلید کو اپنی نماز بنا رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور ہدایتوں کو دنیاوی اغراض وغائیت اور منفعتوں کے لئے پس پشت ڈالا ہوا ہے۔ قرآن حکیم کی تعلیمات کو پس پشت ڈالنے اور ملت کو گمراہ کرنے کا فساد قتل وخوں ریزی سے کہیں بڑھ کر مہلک ہے۔ اس فتنہ انگیزی اور بدترین خون ریزی کا تدارک صرف اور صرف حکم خداوندی کی اطاعت میں ہے۔ اہل وطن کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس کے چند سوالات درج ذیل ہیں۔ ان کے جوابات، اہل منشور فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکے افسر شاہی کے سکالروں، منصف شاہی کے دانشوروں، فوج شاہی کے ڈکٹیٹروں ملک کے ان دیدہ وروں کی خدمت اقدس میں پیش ہیں۔ تاکہ وہ ملک وملت کی رہنمائی فرما سکیں۔ ملت اس سے استفادہ کر سکے۔ امین

۲۰۔ کیا ملک ان چھ، سات ہزار انگریز کے پروردہ جاگیرداروں، سرمایہ داروں پر مشتمل سیاست دانوں، اور حکمرانوں کی ملکیت ہے؟ مارشل لا حکومتیں ہوں یا سیاسی دور ہو۔ یہ ہر حکومت کے ایوانوں میں موجود ہوتے ہیں۔

۲۱۔ کیا ملک کے تمام وسائل، دولت، خزانہ، جس کو ملک کے ۷۰ فی صد کسان اور ۲۹ فی صد مزدور، محنت کش، ہنرمند اور عوام الناس پیدا کرتے اور جمع کرتے ہیں۔ وہ ان کسانوں، محنت کشوں کی ملکیت اور میراث نہیں ہیں؟

۲۲۔ کیا ملک کی تمام دولت، خزانہ، وسائل اہل وطن کروڑوں عوام کی امانتیں نہیں۔ کیا سیاست دان، لیڈران، حکمران، جمہوریت کی آڑ میں آپس میں اقتدار کی نوک پر عدل وانصاف اور مساوات کی تمام اقدار کو روند کر رہزنوں کی طرح لوٹتے اور ڈاکہ ڈالتے اور ہضم کرتے چلے نہیں آ رہے۔

۲۳۔ کیا یہ لوگ مغربی جمہوریت کے گھناؤنے طریقہ کار سے ملک کے خزانہ پر قابض ہو کر اپنی من مرضی کی سرکاری خزانہ سے از خود رائج کردہ جرائم پر مشتمل عدل کش قوانین کے نفاذ سے شرمناک حدود کو تجاوز کر کے شاہی تنخواہیں، بے شمار سرکاری سہولتیں، ان گنت سرکاری مراعات، عدل وانصاف کے اصولوں کو پامال کرتے ہوئے مساوات کش اخلاق سوز اور اسلامی اقدار کے سراسر منافی، شاہانہ تصرف میں نہیں لاتے آ رہے۔ جب کہ اہل وطن کروڑوں مسلم امہ، انکی نسلیں ان کی اس بدکرداری کی وجہ سے معاشی طور پر بری طرح مفلوج اور معاشرتی طور پر عدل سے محروم سسک سسک کر دم توڑتے جا رہے ہیں۔

۲۴۔ کیا صدر ہاؤس، وزیراعظم ہاؤس، پارلیمنٹ ہاؤسز، کنونشن ہال سپریم کورٹ بلڈنگ، گورنر ہاؤسز، وزیر اعلیٰ ہاؤسز، وزیر، مشیر، سفیر، سپیکر ہاؤسز، ہامانی، قارونی فرعونی نظام کی منہ بولتی، چیختیں مارتی عبرت کدے کی نشانیاں نہیں ہیں۔ جہاں عوام الناس کے کروڑوں نہیں اربوں ڈالروں کے زر مبادلہ سے ہولی کھیلی جاتی ہے یا اسلام کی تعلیمات اخلاق و کردار عدل وانصاف یا مساوات محمدی ﷺ کی ترجمانی کی سندیں ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۲۵۔ کیا لندن و پیرس کو مات دینے اور شرمندہ کرنے والی ان شاہی محلوں کی وال ٹو وال قالین، قیمتی فرنیچر، لاجواب جدید ڈیکوریشن، شاہی آسائشوں سے مزین قیمتی سازو سامان، میں ملوکیت کا تعفن آتا ہے یا اسلامی اقدار کی خوشبو آتی ہے۔ یہ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ، انکا استحصالی مغربی جمہوریت کا نظام حکومت انکی افسر شاہی، منصف شاہی، فوج شاہی، نوکر شاہی کی افواج پاکستان میں اسلامی نظریات کے قاتل اور ملوکیت کے محافظ بن چکے ہیں۔

۲۶۔ کیا سرکاری خزانہ سے ان کو بھاری تنخواہیں، بے شمار سرکاری سہولتیں، ان گنت سرکاری مراعات، شاہی سرکاری رہائشیں، کروڑوں ڈالروں کے زرمبادلہ سے خریدی ہوئی بلٹ پروف گاڑیاں، لاتعداد لینڈ کروزرز، پجاروز، مرسڈیز، ان گنت دوسری سرکاری گاڑیاں، ان گاڑیوں کی مینٹیننس کے اخراجات، پٹرول، گیس، ڈیزل کے اخراجات، ڈرائیوروں کی تنخواہیں، بجلی، گیس، پانی، اور ان کی رہائشوں کے شاہی اخراجات ٹیلی فونوں کے بے شمار سرکاری اخراجات چودہ کروڑ غریب، محنت کش، مزدور، ہنرمند، دن رات کی تگ و دو اور محنت و مشقت کے شاہکار، عظمت کے پیکر کسانوں، بے بس، یتیم، بیوہ، نادار محتاج، اپاہج، بے روزگار، بھوک، ننگ اور بیماریوں سے تنگ آکر خودکشیاں اور خودسوزیاں کرنے والے عوام کی خواہش مرضی اجازت سے ان کے ٹیکسوں سے اکٹھا کیا ہوا سرکاری خزانہ کی امانت کو ہضم کرتے یا ذاتی تصرف میں لاتے چلے نہیں آرہے ہیں۔ یا اقتدار کی ظلم و بربریت کی تلوار کی دہشت گردی سے یہ ملی خزانہ لوٹتے چلے نہیں آرہے ہیں۔ کیا یہ سیاستدان، حکمران، ملی راہزن ہیں یا ڈاکو ہیں، یا شب خون مارنے والے دہشت گرد ہیں یا ملک وملت کی امانتوں کے امین ہیں۔

۲۷۔ کیا مغربی جمہوریت کے بے دین کالے قوانین وضوابط اور ملوکیت کے اصولوں پر مشتمل طرز حکومت کو چلانے والی نوکر شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، فوج شاہی کے شاہی تعلیمی اداروں کی فارغ التحصیل شاہی افواج، ان حکمرانوں کی سرپرستی میں پورے ملک میں کینسر کی طرح پھیلی، دیمک کی طرح ملی خزانے کو اہل اقتدار سے مل کر چاٹتی، بھاری تنخواہیں، شاہی سرکاری رہائشیں، سرکاری شاہی دفاتر، سرکاری پٹرول، سرکاری ٹی اے، سرکاری ڈی اے، سرکاری میڈیکل اخراجات، سرکاری اندرون ملک اور بیرون ممالک غیر ضروری دورے، بے شمار سرکاری سہولتیں، ان گنت سرکاری مراعات، سرکاری سٹیٹس کی جاگیریں، رشوت، کمیشن، کرپشن کے مجرم، ملک میں کینسر کی طرح پھیلا ہوا شاہی طبقہ کروڑوں غریب اور ۳۷۔ ارب ڈالر کی مقروض عوام سے اجازت لے کر یہ سرکاری خزانے سے شاہانہ اخراجات کرتے چلے آرہے ہیں۔ یا اہل اقتدار سیاستدانوں حکمرانوں کے ٹولہ سے مل کر جبر و تشدد، ظلم و بربریت اور اقتدار کے ظالم شکنجوں، ہتھکنڈوں اور جرائم پر مشتمل از خود تیار کردہ سرکاری عدل کش جرائم پر مشتمل قوانین، ضوابط سے زبردستی ڈاکے مارتے اور لوٹتے چلے آرہے ہیں۔ کیا اس خزانہ کے مالک اور وارث انکے ظلم والے ہاتھوں کو روک نہیں سکتے۔

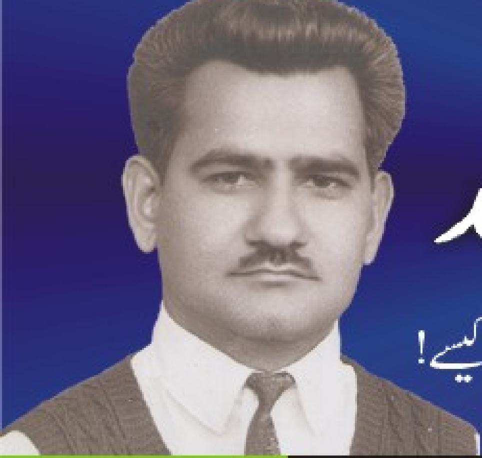

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

ندائے وقت | پاکستانی مسلمان، ملوکیت کے نظام وستم کی زد میں، شہدائے کربلا کے بنیادی مشن، عظیم قربانی، بے مثال کردار کی بے حرمتی کے مجرم | **باب** 5 **پیرا** 28-32

۲۸۔ کیا **ملک** کا ۱۹۴۷ سے سرکاری بجٹ اور ۳۸ ارب ڈالرز کے غیر ملکی قرضہ جات ان چھ سات ہزار جاگیرداروں، اور سرمایہ داروں، سیاست دانوں، حکمرانوں ان کی افسر شاہی، نوکر شاہی، منصف شاہی کے راہزن، ڈاکو، دہشت گرد، اقتدار اور قانون کی بالادستی سے ۷۰ فی صد کسانوں ۲۹ فی صد مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں، پر مشتمل کروڑوں غریب عوام بیروزگار، تنگ دست، معاشی اپاہج، نادار دو وقت کی روٹی سے محروم خودکشیاں، خودسوزیاں کرنے والوں کا **ملک** ہے یا ان چند بدقماش ظالم، بے رحم، حکمرانوں معاشی دجالوں کا **ملک** ہے۔

۲۹۔ کیا سرکاری خزانہ اور بیرونی قرضے آئی ایم ایف کے قرضے آپس میں تقسیم کرتے چلے نہیں آرہے ہیں۔ کیا **ملک** میں بڑے بڑے قرضے ان کے علاوہ کسی کسان، مزدور، محنت کش، ہنرمند یا عوام کو کبھی جاری کیے ہیں۔ کیا یہ **ملک** ان راہزنوں، ڈاکوؤں لٹیروں، سیاست دانوں، لیڈروں، راہنماؤں، حکمرانوں، یا افسر شاہی، کے سرکاری دہشت گردوں کا ہے۔ ان مجرموں کو سزا کون دیگا۔ انکے معاشی معاشرتی جرائم کو کون روکے گا۔

۳۰۔ کیا ان رہزنوں میں سے بیشتر لاکھوں کروڑوں کے قرضے معاف کرواتے چلے نہیں آرہے۔ جب کہ ان کی جائیدادیں اور ان کے شاہی اخراجات، انکے شاہی محل، انکی شاہی گاڑیاں، انکے اندرون، بیرون ممالک پھیلے کاروبار، انکی لوٹ کھسوٹ انکے جرائم کی چیخیں مارتی اور اس نظام پر لعنت بھیجتی جوں کے توں معاشی دجالوں کی نشاندہی کرتی چلی نہیں جارہی ہیں۔ ان کو دنیا دیکھ سکتی ہے سوائے کور چشم محتسبوں کے۔ ان مجرموں سے یہ سرکاری امانتیں کون اگلوائے گا۔

۳۱۔ کیا **ملک** کی تمام ملیں، فیکٹریاں، کارخانے، **ملک** میں شاہی جاگیریں، شاہی محل، اندرون اور بیرون ممالک تجارت، سرے محل، رائے ونڈ ہاؤسز، شاہی پیلسوں پر پھیلی ہوئی جائیدادیں ان کے جرائم کی داستانیں نہیں ہیں۔ ان مجرموں سے یہ تمام مال ومتاع واپس کون لے گا۔

۳۲۔ کیا انہوں نے **ملک** میں رشوت کمیشن کرپشن، کمیشن، حکومتوں کی سودابازی، لٹیروں کو عام معافی، لوٹ کھسوٹ، احتساب کمیشنوں میں کیسوں کی معافیاں، الیکشنوں میں کامیابیوں کی بنا پر ہر قسم کے ڈاکے، غبن اور جرائم کے خاتمے، سیاسی رشوتوں، وزارتوں، مشاورتوں کے سودے انکے روزمرہ زندگی کا حصہ نہیں بنا آرہا۔ کیا عوام ان راہزنوں، راہبروں، راہنماؤں، حکمرانوں کو مغربی جمہوریت کی سیاہ کاریوں، بدکاریوں کے رائج الوقت نظام حکومت کا جھولا جھولتے نہیں دیکھتے آرہے۔ مجرم قانون، عدل کش ضوابط ان کی سلطنت کا حصہ نہیں ہیں۔ کیا یہ **ملک** وملت کی اس تباہی کے اصل مجرم نہیں ہیں۔ کیا یہ دہشت گرد نہیں ہیں۔ ان مجرموں کا احتساب کون کریگا۔

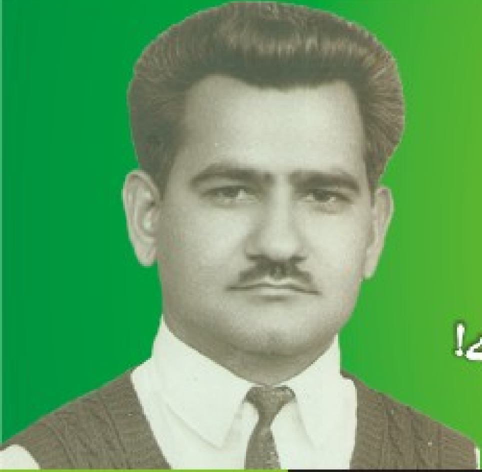

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۳۳۔ ہیلی کاپٹر خرید کرنے ہوں یا پی آئی کے جہاز یا ایف سیکسٹین یا کوئی اور سامان حرب ہو، گندم خرید کرنی ہو یا چاول فروخت کرنے ہوں، چینی خرید کرنی ہو یا فروخت کرنی ہو یا کسی قسم کی تجارت کرنی ہو، عمرہ یا حج جیسے متبرک فریضہ ادا کرنا ہو ان کی کروڑوں، اربوں کی کمیشن، رشوت اور ہر طرح کی کرپشن ان کی روزمرہ زندگی کا حصہ بنا آرہا ہے۔ کیا ہر قسم کی خرید وفروخت میں یہ راہزن حکمران بدقماشی کا عمل اقتدار کی نوک پر مل جل کر کرتے چلے نہیں آرہے۔ کیا ایسا کرنا ان کے اقتدار کی تلوار سے نہیں ہوتا آرہا۔ کیا ملک کے جرائم پر مشتمل تمام قوانین اور اعلیٰ منصف، عظیم محتسب اور رہزن حکمران ان جرائم کا تحفظ کرتے چلے نہیں آرہے۔ کیا انہوں نے مل جل کر ملک کا خزانہ، دولت اور ہر قسم کے وسائل لوٹنے کے گھناؤنے جرائم پر مشتمل کالے قوانین، مغربی جمہوریت کی آڑ میں تشکیل نہیں دے رکھے۔ کیا یہ قوم کے خادم ایم پی اے، ایم این اے، سینیٹر صاحبان از خود ایک سادہ زندگی مختصر ضروریات پر مشتمل ایک عام کسان، ایک عام مزدور، ایک عام ہنرمند کے فی کس آمدن کے مطابق سرکاری خزانہ سے اپنا اپنا عوضانہ ماہوار لینے کے لئے تیار ہیں۔ وزیر، مشیر، سفیر، وزیر اعلیٰ، گورنر، وزیر اعظم اور صدر پاکستان ایسا کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ جن کروڑوں اہل وطن مسلمانوں سے ووٹ لیکر آئے ہیں انہوں نے ان کو معاشی دجالوں کے طریقہ کار کی اجازت نہیں دی۔ خبردار کسی نے ملت اسلامیہ کی امانت کو اب لوٹنے کی جرات کی۔ دل کا کینسر، شوگر کا نزول، کالے، چٹے یرکان، بلڈ پریشر، گردوں کے نقائص اور طرح طرح کی بیماریوں کی شکل میں خوفناک عذاب انکے تعاقب میں ہے۔ اسکے علاوہ ناگہانی آفات سے انہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔ وقت ہے کروڑوں مسلمانوں سے اپنے کیئے کی معافی مانگیں اور اللہ تعالیٰ سے آہ وزاری اور مغفرت کی التجا کریں۔

۳۴۔ کیا ملک کا چوری کیا ہوا، لوٹا ہوا، ڈاکے سے چھینا ہوا، نوے ارب ڈالر مغربی ممالک کے بینکوں میں ان کا موجود نہیں۔ ملک کا کوئی محتسب، کوئی حکمران ان ظالموں تک رسائی حاصل نہیں کر سکا۔ ملک وملت کی معاشی سانس اکھڑی ہوئی ہے۔ یہ معاشی سمگلر اور معاشرتی دہشتگرد جرائم پر مشتمل اقتدار کی تلوار سرکاری قوانین کی نوک پر ملی خزانہ لوٹ کر فرعون کی طرح شاہانہ تصرف میں لاتے نہیں آرہے۔ کیا یہ تمام دولت مغرب کے بینکوں میں محفوظ نہیں کیئے جارہے۔ کیا ان کا احتساب ممکن ہے۔ جی ہاں۔ ان کی تمام جائیدادیں، ملیں، فیکٹریاں، کارخانے، صنعتی یونٹ، شاہی محل، شاہی پیلیس، ان کے بینکوں میں پڑے ہوئے ڈالر فوراً ضبط کرلو۔ کیونکہ یہ دولت کروڑوں عوام کی ہے۔ جو انہوں نے خود ساختہ قوانین کے ظلم وبربریت اور اقتدار کی نوک پر لوٹی ہوئی ہے۔ ایسا کرنے سے کوئی راشی، کوئی کمیشن خور، کوئی راہزن، کوئی ڈاکو، کوئی سمگلر، کوئی بلیکیا، نہ ملک سے بھاگ سکے گا اور نہ ہی قانون سے بچ سکے گا۔ ان کے شاہی اخراجات کو ایک محنت کش ایک مزدور ایک کسان ایک ہنرمند کے اخراجات کے مطابق معاشی غسل دے دو۔ ان کا فرعونی قارونی ہامانی نشہ خود بخود اتر جائے گا۔ ملت تاریک رات سے باہر نکل آئیگی۔ وقت ہے سنبھل جاؤ ورنہ عوامی اژدھا ان سب کو نگل جائے گا۔ انکے لئے معافی کے تمام دروازے بند ہونے والے ہیں۔

۳۵۔ کیاان صاحب اقتدار سیاستدانوں، لیڈروں، حکمرانوں کی شاہی سرکاری سہولتیں، سرکاری مراعات اور تنخواہوں میں ڈبل اضافوں کی خبریں اخباروں میں شائع ہوتی چلی نہیں آ رہیں۔ ان کے ساتھ ۷۰ فی صد کسانوں ۲۹ فی صد مزدوروں، غریب، مسکین اور مفلوک الحال عوام کو بجلی، گیس، پانی، تیل کی قیمتوں میں اضافوں اور ٹیکسوں کے ذریعہ عوام الناس کا آخری لقمہ چھیننے کی نوید کی خبریں بھی سنائی نہیں جا رہی۔ کیا یہ عدل کش نظام، مساوات کش سسٹم اور یہ ظلم و بربریت کا طرز حیات، جمہوریت کی چھتری تلے پروان چڑھتا چلا نہیں آ رہا۔ اس ملوکیتی نظام کو پاش پاش کون کریگا۔ ان ظالم حکمرانوں کا ہاتھ کون روکے گا۔ خبردار ٹیکس کلچر اور ملی خزانہ لوٹنے کا کلچر ختم کرو۔ اس وقت تک عوام سے کوئی ٹیکس لینے کا نہ سوچے جب تک وہ خود اپنی روزمرہ کی زندگی کے اخراجات ایک مزدور، ایک کسان کی ضروریات کے مطابق نہیں لے آتے۔ ملک کا بجٹ صرف کافی ہی نہیں بلکہ تمام قرضے دنوں میں اتریں گے۔ ان معاشی اور معاشرتی مجرموں کی بچت اسی میں ہے۔

۳۶ کیا اس ملک کے ۷۰ فی صد کسان ہر قسم کا رامیٹیریل، خام مال، خوراک، لباس، پھل، میوہ جات، سبزیاں اور ہر قسم کا چھوٹا بڑا گوشت دودھ کی نہریں، نمک، مرچ، گرم مصالحہ، جڑی بوٹیاں، دنیا کی چالیس فی صد عمدہ کپاس اور دنیا کا بہترین چاول، دالیں، گڑ، شکر، چینی، خوردنی تیل، گھی، مکھن، زندگی کی ہر ضروریات وافر مقدار میں مہیا نہیں کرتے چلے آ رہے۔ کیا ان کی بے پناہ ہمت و محنت سے پیدا کیئے ہوئے تمام وسائل، تمام دولت، تمام خزانہ مختلف جرائم پر مبنی انتظامی حربوں سے جمہوریت کے پجاری چھینتے اور ہضم کرتے چلے نہیں آ رہے۔ اگر ان کا معاشی قتل بند نہ ہوا تو ان کی اولادیں موجودہ نظام کو غلط حرف کی طرح مٹا دیں گی۔ دینی اور دنیاوی مجرمو! اپنے اعمال اور کردار کو درست کرلو۔ اسلامائزیشن کا عہد پورا کردو۔ اسی میں تمہاری بہتری اور نجات ہے۔ تقدیر نامہ تمہارے اعمال کا آئینہ ہے۔

۳۷۔ کیا ملک کے ۲۹ فی صد مزدور، محنت کش ہنرمند اور عوام الناس انکے سرکاری محلوں ان کے ذاتی شاہی محلوں، پیلیس ہاؤسوں، ہلوں، کارخانوں، فیکٹریوں، نہروں، ڈیموں، سڑکوں، ہوائی اڈوں اور ملک میں ہر طرح کی تعمیر و تکمیل کے فرائض اپنے اپنے ہنر کے کمالات، اپنی اپنی محنت اور ہمت کے معجزات ملک کے وسیع و عریض رقبہ پر پھیلاتے چلے نہیں آ رہے۔ ان کی محنت و مشقت کی کمائی کو یہ چند جمہوریت کے معاشی درندے نگلتے نہیں آ رہے۔ کتنے ظلم کی بات ہے کہ ان میں سے بیشتر کے پاس تو کوئی جھونپڑا نہ ہو اور نہ ہی ان کے پاس کچھ کھانے کو ہو اور انکے روزمرہ کے شاہی اخراجات ملک کا خزانہ چاٹ جائیں۔ تمہارے عدل و انصاف کے محلوں پر لعنت۔

بابا جی عنایت اللہ

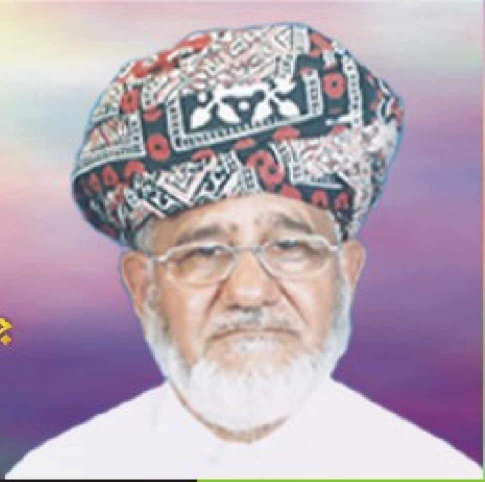

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۳۸۔ صحراؤں، بیابانوں، دشوار گذار ریگستانوں، میدانوں، میں کسان بنجر زمینوں کو آباد کرنے اور ان کو پیداوار کے قابل بنانے مختلف اجناس اور وسائل کو بڑھاتے چلے نہیں آرہے۔لیکن وہ ان ویران اور سنسان صحراؤں اور ریگستانوں میں وہ پانی کی بوند بوند کو سالہا سال سے ترستے چلے نہیں آرہے۔لیکن ان کے محلوں میں فریج، ان کی عمارتیں ایئر کنڈیشنڈ اور عیش وعشرت کے سازوسامان سے لندن وپیرس کو شرمائے جائیں۔ان کے پینے کا پانی بھی ڈسٹل واٹر کی بوتلوں میں سائنٹفک طریقوں سے محفوظ ان کے مختلف مشروبات کی بات نہ پوچھو ۹۹فی صد عوام الناس کی حالت زار اور ان چند خزانے کے آستین کے سانپوں اور محافظوں کی زندگی کا فرق جمہوریت کے غاصبانہ نظام میں ہی ہوسکتا ہے۔اسلامی طرز حیات میں انسان ایسے واقعات، حرکات اور حالات کا کبھی سوچ بھی نہیں سکتا۔وقت نے اپنا فیصلہ دیدیا ہے۔تمہارے جرائم اور مخلوق خدا پر ظلم کرنے کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔

۳۹۔ کیا ہمارے ۷۰ فی صد دیہاتوں میں بسنے والے کسانوں نے صرف **ملک** کو گندم، چاول، چینی، کپاس، دودھ، گوشت، شہد، کھجور، فروٹ، سبزیوں، پھلوں اور ہر قسم کے میوہ جات مہیا نہیں کرتے چلے آرہے۔**ملک** میں بسنے والے مزدور، ہنرمند، محنت کش، کسان اور عوام **ملک** میں رائج قانونی جرائم اور اقتدار کی نوک پر یہ کروڑوں، اربوں کا زرمبادلہ انکی طرح سرکاری اور ذاتی سامان تعیش کی زینت بناتے چلے نہیں آرہے۔کیا ان مظلوموں کا یہ حق بھی نہیں بنتا کہ وہ ان کا یہ ظالمانہ ہاتھ اور عمل روک سکیں۔

۴۰۔ کیا ہمارے ۲۹ فی صد مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں نے فیکٹریاں، ملیں، کارخانے، صرف تعمیر ہی نہیں کئے بلکہ ہمت ومحنت سے دن رات چلا کر ہر قسم کے سٹاک تیار کئے۔سامان حرب تک کفالت ہی نہیں اس کے معیار کو بین الاقوامی سطح پر پہنچایا اور زرمبادلہ کا ایک عظیم کارنامہ سرانجام دیکر ملت کو ایک اعلیٰ مقام سے ہمکنار کردیا۔یہ سب کچھ بے رحم فوجی سیاسی حکمرانوں کے بے پناہ شاہی اخراجات اور عیش وعشرت کی نذر ہوتا چلا آرہا ہے۔کیا ان عدل وانصاف کو کچلنے والے اور ظالم غاصب نظام اور شرمناک حق تلفیوں پر مشتمل سسٹم اور اس کے پجاریوں کو ختم کرنا چاہئے یا نہیں۔

۴۱۔ کیا ہمارے ہنرمندوں، محنت کشوں، سائنس دانوں نے **ملک** کو ایٹمی طاقت نہیں بنایا وہ میزائیلوں کے میدان میں اپنا سکہ منوانے میں کامیاب نہیں ہوئے۔کیا انہوں نے **ملک** کے ڈیفنس کو ناقابل تسخیر نہیں بنایا۔کیا ان اقتدار کے درندوں نے عظیم کسانوں، مزدوروں محنت کشوں، ہنرمندوں کو معاشی دہشتگردی اور عدل کشی کے میزائیلوں سے انکو بری طرح مفلوج نہیں کر رکھا۔کیا انکا یہ عمل اس سائنسی ترقی میں بری طرح حائل نہیں۔کیا ان سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے یا نہیں۔

۴۲۔ کیا یہ ملک ستر فی صد کسانوں ۲۹ فی صد مزدوروں، محنت کشوں ہنرمندوں اور سادہ، غریب عوام کا ملک ہے یا ان سات آٹھ ہزار سماجی، سیاسی، معاشی، ظالم، بے رحم عدل کش لیڈروں غاصب سیاستدانوں اور رشوت خور حکمرانوں کا ملک ہے۔ کیا یہ سب رہزن اہل وطن عوام کے نوکر خادم ملازم اور پاکستان کے سرکاری خدمت گذار ہیں یا غاصب، قاتل، بے رحم، ڈاکو اور لٹیرے بدکردار دہشت گرد اخلاق سوز انسانی روپ میں درندے حکمران ہیں یا ملت کے خزانہ کے آمین ہیں۔

۴۳۔ کیا ملک کے ۹۹ فی صد محنت کشوں کی محنت و ذہانت نے ملک و ملت کی حفاظت کے فرائض ادا نہیں کئے۔ کیا انہوں نے ملک کو دنیا کی بڑی ایٹمی طاقتوں کی لسٹ میں شامل نہیں کر دیا۔ کیا ان عیاش بدبخت سیاستدانوں، حکمرانوں نے اقتدار کی ایٹمی سیاسی جنگ میں ملک کو دولخت نہیں کیا۔ ان کے اقتدار کی بے دین سیاسی ایٹمی جنگ ابھی بھی ملک میں جاری ہے۔ ان سے ملکی اقتدار اور ملی خزانہ واپس حاصل کرنا ضرری ہے یا نہیں۔ ان مجرموں کے جرائم کا کھوج اب لگ چکا ہے۔ ملک کو مزید تباہ ہونے سے بچائیں۔

۴۴۔ کیا سیاستدان اور حکمران انگنت ٹیکسوں بیشمار بجلی، تیل، گیس، پانی، ٹیلیفون کے بلوں میں اضافوں اور مہنگائی کی سرنجوں سے اقتدار کی کرسی پر بیٹھ کر چودہ کروڑ عوام کے معاشی خون سے ملی خزانہ بھرتے نہیں آ رہے۔ کیا وہ ہامانی اسمبلیاں، قارونی وزیر، مشیر، سفیر وزیر اعلیٰ گورنر، وزیر اعظم صدر پاکستان اور فرعونی انتظامیہ عدلیہ کے نظام اور ستم کی آگ میں چود کروڑ عوام کو جلاتے جھلساتے اور بھسم کرتے چلے نہیں آ رہے۔ مغربی تہذیب کی جمہوریت اس کی تعلیم و تربیت اور اس کے شاہکار دانشوروں سے نجات ملت کی زندگی کے لئے ازحد ضروری ہے یا نہیں۔ اسلامی تعلیم، اسلامی کلچر، اسلامی کردار ملت کی بنیادی ضرورت ہے یا نہیں۔ خدا اس مشن کے مجاہدوں کو کامیابی سے ہمکنار کرے۔

۴۵۔ کیا صحراؤں، بیابانوں، ریگستانوں میں خشک سالی کی وجہ سے لاکھوں کسان ان کے بچے بھوک پیاس سے سسک سسک کر مرتے، دم توڑتے، سورج کی آگ برسانے والی تپش سے جھلستے اور دم توڑتے چلے نہیں آ رہے۔ ایک طرف تو پاکستان کے عظیم کسان، محنتی مزدر، ان کے جانور، باہمت محنت کش ملک میں بوند بوند پانی کو ترسیں، بھوک اور ننگ کی کشمکش میں نقل مکانی کے دوران قافلے کے قافلے مرتے رہیں۔ انکا کفن دفن تپتے ریگستان کرتے رہیں، وہاں تک تو یہ ظالم غاصب بے رحم سنگ دل سیاستدان، اور حکمران ایک پائپ پانی کا نہ پہنچا سکیں۔ اس عدم مساوات کا مجرم اور ذمہ دار کون ہے۔ اس ملکی ٹریجیڈی کا کیس کس عدالت میں درج کرائیں۔ ان کا یزیدی نظام، ان کا ملوکیتی نظام کیسے ختم کیا جائے گا، کون ان مجرموں سے نجات دلوائے گا، ابلیس کی مجلس شوریٰ کے ممبران سے چودہ کروڑ مسلمانوں کو کون نجات دلائے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی مجلس شوریٰ کے عملی نظام کو کون پیش کرے گا۔ مرحوم ملت کو چراغ حیات کون عطا فرمائے گا۔ یا اللہ کربلائی قافلے کے عاشقان عمل و کردار کی خوشبو پیش کرنے کی توفیق عطا فرما۔ جس سے پوری انسانیت اور ہر ذی جان مہک اٹھے۔

۴۶۔ کیا سیاستدان، حکمران سات آٹھ ہزار افراد پر **مشتمل** **ملک** کا شاہی طبقہ بتا سکتا ہے کہ ۷۰ فی صد کسانوں کے پاس پینے کا سادہ، صاف، شفاف پانی کا کوئی سرکاری انتظام موجود ہے۔ جبکہ وزیر، مشیر، وزیر اعلیٰ ہاؤسز، گورنر ہاؤسز، اسمبلی ہاؤسز، وزیر اعظم ہاؤس صدر ہاؤس، سپریم کورٹ ہاؤس کے مشروبات، ڈسٹل واٹر، چائے، قہوہ اور شراب طہورہ کے روزانہ کے اخراجات ان پر اور ان کے مہمانوں پر کتنے ہوتے ہیں۔ دھوپ میں جلنے، جھلسنے اور محنت و مشقت کی بات نہ کریں۔ اور شاہی سرکاری محلوں کی جدید ڈیکوریشنوں اور روال ٹووال کلیجوں، ایئر کنڈیشنوں اور ان گنت سرکاری سہولتوں، مراعات اور سرکاری خدمت گاروں کی بات بھی نہ کریں۔ اے نام نہاد مسلمانو! منافق سیاست دانو! رہزن حکمرانو! ہر قسم کا ظلم و بربریت، جبر و تشدد کا عمل تمہاری جمہوریت کا پیش لفظ نہیں۔ کیا چودہ کروڑ عوام معاشی طور پر مفلوج، اپاہج اور بیروزگاری کی زندگی گذار نہیں رہے۔ کیا وہ خودکشیاں اور خودسوزیاں اسی **ملک** میں کرتے چلے نہیں آ رہے۔ کیا وہ انسانی بنیادی ضرورتوں سے محروم ہوتے نہیں آ رہے۔ اے جمہوریت کے مذہب کے مسلمان حکمرانو! کیا انصاف، عدل، مساوات اور حق پرستی کا طریقہ سلیقہ ایسا ہوتا ہے۔ کیا یہ ابلیس کا طرز حیات نہیں۔ کیا **ملک** کا تمام نظام اور سسٹم حکمرانوں کو ۱۹۴۷ء سے وراثت میں ملتا چلا نہیں آ رہا۔

۴۷۔ کیا ظالم سیاست دان، راہزن لیڈران اور بدبخت حکمران یہ بتا سکتے ہیں کہ **ملک** کی کثیر آبادی جو ۷۰ فی صد کسانوں پر **مشتمل** ہے۔ ان دیہاتوں یا علاقوں میں کوئی ایک زرعی کالج کوئی ٹیکنیکل کالج، کوئی میڈیکل کالج، کوئی کمپیوٹر کالج، کوئی سائنس کالج کوئی ایک بھی یونیورسٹی انکے پاس پورے **ملک** میں موجود ہے۔ کیا ان ۷۰ فیصد کسانوں کی نسلوں پر ہر قسم کی تعلیم کے دروازے ان پر سرکاری طور پر بند نہیں۔ کیا ان کی اولادیں ایچی سن کالج یا ایسے اداروں میں تعلیم حاصل کر کے اعلیٰ طبقہ کی سرکاری صفوں میں بیٹھ سکتے ہیں۔ کیا جاگیرداروں، سرمائے داروں پر **مشتمل** سات آٹھ ہزار دہشت گرد جاگیرداروں، سرمائیداروں، سیاست دانوں، حکمرانوں نے ان کے حقوق اقتدار کی نوک پر غصب نہیں کر رکھے۔ کیا **ملک** میں اعلیٰ تعلیم، اعلیٰ تعلیمی اداروں پر اس شاہی طبقہ اور انکی اولادوں کی اجارہ داری قائم نہیں ہے۔

۴۸۔ کیا تمام سیاسی جماعتوں کے الگ الگ منشوروں پر **مشتمل** سیاست دان حکمران بتا سکتے ہیں کہ **ملک** میں پھیلے ہوئے لاتعداد سرکاری ہسپتالوں کے مراکز ان کیلئے بڑے بڑے شہروں تک محدود اور مسدود نہیں۔ جہاں سے صرف یہی علاج معالجہ کروا سکتے ہیں۔ جبکہ ۷۰ فی صد دیہاتوں میں بسنے والے کسانوں کے لئے پورے **ملک** کے کسی ایک گاؤں میں بھی ایسا ہسپتال موجود ہے۔ کیا ان کے پاس کوئی ٹی بی ہسپتال ہے۔ کیا ان کے پاس کوئی کڈنی ہسپتال ہے۔ کیا ان کے پاس کوئی کینسر انسٹی ٹیوٹ ہے۔ کیا ان کے پاس کسی مرض کا کوئی ایسا ہسپتال ہے جہاں سے وہ عام بیماریوں کا شہروں کی طرح علاج معالجہ کروا سکیں۔ کیا پورے **ملک** کے کسی دیہی علاقوں میں کوئی کسی قسم کی ٹیسٹ لیبارٹری ہے۔ جہاں سے انکی امراض کی تشخیص ہو سکے۔ یہاں تو بیماریاں ان پر موت کی شفا لے کر نازل ہوتی ہیں۔ وہ تو سسک سسک کر دم توڑتے، بیماریوں کی اذیتوں میں چیختے، دھاڑتے موت کا لقمہ بنتے رہتے ہیں۔ کیا **ملک** کی تمام دولت، خزانہ و سائل، ذرائع، رامیٹیریل ۷۰ فی صد کسان پورے **ملک** کو مہیا کرنے کی واحد ایجنسی نہیں۔ کیا **ملک** معاشی طور پر خوش حال ان کے دم سے نہیں۔ کیا **ملک** کے خزانہ سے تیار ہونے والے غاصب وزیر اعظم ہاؤس، صدر ہاؤس، عدل کش سپریم کورٹ ہاؤس اور اس پر مسلط ڈاکو، رہزن، دہشت گرد، ظالم، قاتل، عدل و انصاف کو مسخ کرنے اور اسلامی اقدار کو سرکاری طور پر روندنے والے خدا اور رسول ﷺ کے باغی چودہ کروڑ مسلمانوں کے نظریہ اسلام کو منسوخ کرنے والے دین کے اصول و ضوابط اور ضابطہ حیات کو ملکی سطح پر سرکاری طور پر معطل کرنے والے حکمرانوں کو پہچانو تو۔ یہ کون ہیں۔ یہ یہودی ہیں، عیسائی ہیں یا ہندو ازم کے نظریات کے ایجنٹ اور اسلامی نظریات کے قاتل ہیں۔ کیا یہ مسلمان ہیں، کیا یہ کافر ہیں، کیا یہ منافق ہیں۔ جو ملت اسلامیہ پر سیاستدانوں، حکمرانوں کی شکل میں مسلط ہیں۔ ان کا حساب بے باک کرنا اور ان سے نجات حاصل کرنا اب ضروری ہو چکا ہے۔ کلمہ شریف ہی ملت کو وحدت خیال اور وحدت عمل عطا کر سکتا ہے۔ خبردار ان کے اوپر کوئی ہاتھ نہیں اٹھانا، کسی قسم کی جسمانی تکلیف نہیں دینا، اس باطل غاصب نظام اور سسٹم سے نجات حاصل کرنا اور ان سے اقتدار اور نظام حکومت واپس لینا ہے۔ **ملک** کی تمام لوٹی ہوئی دولت، کارخانے، ملیں، فیکٹریاں، ہر قسم کے صنعتی یونٹ، شاہی محل، شاہی پیلس، شاہی گاڑیاں، اندرون اور بیرون ممالک اقتدار کی نوک پر پھیلے ہوئے کاروبار۔ ملکی تمام دولت، خزانہ اور ہر قسم کے وسائل ان سے واپس لینے از حد ضروری ہیں۔ ان کو صرف ایک کسان اور ایک مزدور کے حقوق فراہم کرنے ہیں۔ **ملک** میں دستور مقدس کی روشنی پھیلانے کا عمل، اسکا نفاذ، اسلامی شورائی نظام، اسلامی تعلیم، اسلامی ضابطہ حیات، اسلامی ماحول، اسلامی طرز حیات اور اسلامی عدل و انصاف کا روشن و منور چراغ آنے والی نسلوں کے ہاتھوں میں دینے کی ذمہ داری ادا کرنا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مل کر **ملک** و ملت کا یہ دینی فریضہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین۔ تا کہ پاکستان دنیائے اسلام اور پورے عالم انسانیت کے لئے علم و عمل کا مرکز اور رحمت اللعلمین ﷺ کے اخلاق و کردار اور حسن اخلاق کا مخزن بن سکے۔ آمین

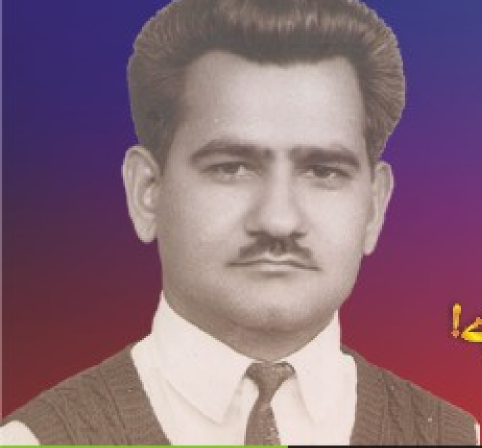

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۴۹۔ کیا ملک کے جاگیردار، سرمائے دار، سیاست دان، لیڈران، حکمران یہ بتا سکتے ہیں کہ ۲۹ فی صد شہروں میں بسنے والے مزدور، محنت کش، ہنر منداوران کی اولادیں اورسفید پوش عوام الناس شودروں کیطرح زندگی بسر کرتے نہیں ہیں۔ جو صبح سے لے کر شام تک اور شام سے لے کر صبح تک تمہاری فیکٹریوں، کارخانوں، ملوں، صنعتوں، دفتروں اور ہر شعبہ زندگی میں محنت مشقت کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ بیروزگاری کی زندگی گذارتے ہیں۔ اور مالی ابتری کا شکار، رہائش، خوراک، لباس کی اذیتوں میں مبتلا رہتے، کشمکش حیات سے دوچار رہتے، بیماری اور علاج سے محرومی کے عذاب میں تڑپتے، سسکتے، معاشی زخموں کی اذیتوں میں مبتلا رہتے چلے آرہے ہیں۔ تلخئ دوران کی آری ان کے جسم و جان اور روح کو ہر لمحہ چیرتی، تنگ دستی کی گھٹن ان کا سانس روکتی، ان کے اور انکی اولادوں کے فرسودہ لباس اور پژمردہ چہرے اس ظالم نظام اور غاصب سسٹم اور اسکے رہزن اور درندہ صفات متولیوں پر صبح شام لعنت بھیجتے چلے آرہے ہیں۔ وہ خوراک سے محروم، لباس سے محروم، علاج سے محروم، رہائش سے محروم، بجلی پانی گیس تیل کی قیمتوں میں اضافوں، مہنگائی اور ٹیکسوں در ٹیکسوں کی سرنجوں سے معاشی خون چوسنے کی اذیتوں نے ان کے ذہنی، جسمانی صلاحیتوں کو مفلوج اور مفقود کر رکھا ہے۔ اے ظالم جاگیردارو! اے غاصب سرمایہ دارو! اے بے رحم سیاسی لیڈرو! اے معاشی قاتل حکمرانو! کیا ۷۰ فی صد کسانوں ۲۹ فی صد مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں، مفلوک الحال عوام الناس کی اولادیں کون سے انسٹی ٹیوٹ سے بیماریاں چیک کروائیں۔ کون سے ہسپتالوں سے بلڈ پریشر کو چیک کروائیں۔ کون سے ہسپتال سے ٹی بی کی ادویات حاصل کریں۔ کون سے انگلش میڈیم اداروں سے بچوں کو تعلیم دلوائیں۔ وہ کیسے ایچی سن کالج میں بچوں کی تعلیم و تربیت کروائیں۔ وہ کیسے اکاون فی صد مستورات کو اسمبلیوں یا حکومتی پنڈال میں پہنچائیں۔ یہ تمام راستے، یہ تمام منزلیں، یہ تمام عہدے، یہ تمام حکومتی کرسیوں کو حاصل کرنے کی پالیسیوں کے دروازے ان سات آٹھ ہزار جاگیرداروں، سرمائے داروں، ظالم سیاستدانوں، غاصب حکمرانوں اوران کی اولادوں کے محلوں تک جا کر کھلتے ہیں۔ اب انکے ساتھ انکی بیٹیاں، بہنیں اور مائیں بھی اس جمہوریت کے اقتدار کے کھیل میں برابر شریک ہونگی۔ ملکی دولت، ملکی وسائل، ملکی خزانہ لوٹنے میں برابر کی شریک ہونگی۔ یہ کیسے دھوکے باز ہیں کہ ۵۱ فیصد غریب، مسکین مستورات کے نام پر ملک کے خزانہ پر ایک اور شب خون مارنے اور اسلام کی ایک اور شرم وحیا اور پردہ کی اکائی کو توڑنے اور مسخ کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ ملک وملت ان ملوکیت کے ظالموں، جابروں اور قاتلوں کی خوفناک گرفت میں مقید ہو چکی ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا ورد کرتے ہوئے، ان سے حکومت اور اقتدار فوراً واپس لینے کیلئے تیار رہو۔ ان کو اسلام کا غسل دو۔ ان کی تمام جائیدادیں جو کسانوں اور مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں، اور عوام الناس کی ملکیت ہیں ان سے فوری طور پر واپس لینا ہونگی۔

انکو ایک کسان، مزدور کے حقوق دین کی روشنی میں سرکاری طور پر مہیا کرو۔ ان کو انصاف اور عدل کے ضوابط سے گذارو۔ ان کو رزق حلال کمانے اور کھانے کی عوام الناس کی زندگی سے روشناس کروادو۔ **ملک** اور ملت کو امن اور سکون میسر ہوگا۔ ان کو مزید ملکی دولت، ملکی وسائل ہر سرکاری خزانہ شاہی محلوں، شاہی گاڑیوں، اور شہنشاہی اخراجات ہامانی، قارونی، اور فرعونی لوازمات کو چھین کر مزید **ملک** وملت کو تباہ ہونے سے بچایا جانا ضروری ہو چکا ہے۔ ان دہشت گردوں کو قابو کرنا ہر معاشی مظلوم ومقتول، ہر خودکشی کرنے والے، ہر خودسوزی کرنے والے کا دینی اور دنیاوی فریضہ بن چکا ہے۔ کہ ان ظالم معاشی اور معاشرتی درندوں سے اقتدار امن واتحاد کی طاقت سے واپس لینا پورے **ملک** کے عوام کا حق بن چکا ہے۔ **ملک** کو عدل وانصاف، حسن واخلاق، مہر ومحبت اور امن وآشتی کا گہوارہ بن جائے گا۔ انسانی تہذیب کا چہرہ انہوں نے مسخ کررکھا ہے۔ اسلام کے پرنور چہرے کو دنیائے عالم کے سامنے پیش کرکے اس **ملک** کے توحید پرستوں اور عاشقان رسول ﷺ کو ہر دو عالم میں سرخرو ہونے کے اسباب مہیا ہونگے۔ یا اللہ انکو بھی توفیق عطا فرما کہ یہ منافقت کی زندگی اور جمہوریت کے مذہب کے عیسائیت، یہودیت، اور ہندوازم کے سکالروں کے نظریات کو سرکاری سطح پر ترک اور منسوخ کرکے دستور مقدس کا نفاذ کرنے میں ملت کا ساتھ دیں۔ یا اللہ ملت اسلامیہ پاکستان کو حیات جاودان بخش۔ آمین۔

۵۰۔ کیا چھ سات ہزار افراد پر مشتمل جاگیردار، سرمائے دار، معاشی دجال، رہزن یا سیاسی رہنما، صوبائی اسمبلیوں کے وارث، وزارتوں کے وارث، مشاورتوں کے وارث، گورنری کے وارث، وزرائے اعلیٰ کے وارث، قومی اسمبلی کے وارث، وزارتوں، مشاورتوں، سفارتوں کے وارث، سینیٹ کے پنڈال کے وارث، اسمبلیوں کے سپیکروں اور ڈپٹی سپیکروں کی افواج کے وارث، **ملک** کے وزیراعظم اور صدر پاکستان کے عہدوں کے وارث، یہ قلیل سا عیاش برہمنوں کا طبقہ، یہ بتانے سے کیوں گریز کرتا ہے۔ کہ **ملک** میں صرف دو ہی چیزیں پھیلی ہیں۔ ایک ان کی جائیدادیں اور دوسری ان کی پھیلائی ہوئے بے حیائی۔ ۹۰ ارب ڈالر کی لوٹی ہوئی دولت ان کے مغرب کے بینکوں میں محفوظ ہے۔ **ملک** کی تمام صنعتیں، کارخانے، فیکٹریاں، ملیں، اندرون بیرون ممالک تمام تجارت اور کاروبار ان کی ملکیت ہیں۔ چودہ کروڑ کسانوں مزدوروں محنت کشوں ہنرمندوں کے تمام حاصل کردہ وسائل دولت خزانہ۔ ۱۹۴۷ء سے ان کے شاہانہ تصرف میں چلا آرہا ہے۔ بلیک، سمگلنگ، منشیات کا کاروبار، رشوت، کمیشن، کرپشن، ملکی قرضے، غیر ملکی قرضے، آئی ایم ایف کے قرضے، ان کی ملکیت بنتے چلے آرہے ہیں۔ ان رائج الوقت جرائم سے بنائے ہوئے **ملک** کے تمام رائے ونڈ ہاؤسز، شاہی پیلیس، بیرون ممالک ان کے تمام پھیلے ہوئے سرے محل، ان کے بین الاقوامی سطح پر شاہی اخراجات، ان کے وزیراعظم ہاؤس میں ریس کے گھوڑوں کی نمائشیں، ان کے عمدہ اقسام کے سیبوں پر مشتمل مربوں کی ان کو خوراکیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

ملک میں پھیلے ہوئے ان شاہی طبقوں کی اولادوں کے لئے شاہی انگلش میڈیم ادارے اور ملک کے تمام ایچیسن کالج ان تعلیمی اداروں کے شاہی اخراجات، عیش وعشرت کی زندگی انکے لئے اور انکی نسلوں کیلئے مختص ہو چکی ہے۔ یہ تمام طبقاتی تعلیمی ادارے ان چودہ کروڑ عوام الناس کے لئے شجر ممنوع بن چکے ہیں۔ ان کے یہ تمام نقش کہن پاش پاش کر کے ملک میں ایک تعلیمی نصاب، ایک قسم کی تعلیمی درسگاہیں، دینی مدرسوں کی سادگی، شرافت، اخراجات نہ ہونے کے برابر، اسلامی درس و تدریس کا درس، اسوۂ حسنہ کی تعلیم و تربیت، رحمت اللعالمین ﷺ کا بنیادی تصور حیات و ممات، خدمت و ادب، اخلاق و کردار کی خوشبو، صبر و تحمل کے اسباق، عفو و درگذر کے آداب، قلیل ضروریات کی تربیت، پیار و محبت کا اشتیاق، جلیل مقاصد کی آبیاری، انسانیت کے حقوق کی بجا آوری، انسانی چہروں میں رب رحیم کی صناعی سے آشنائی، حضور اکرم ﷺ کے درویشوں، فقیروں، قلندروں، مدبروں، مفکروں، معلموں، دانشوروں، حکیموں، فطرت شناس دیوانوں، جنہوں نے اس ملک کے کونے کونے میں اسلام کی شمع روشن کیں۔ ان کے حضور سلام عاجزانہ پیش کرتا ہوں۔ ان کے سفروں کو سلام پیش کرتا ہوں۔ علم معلومات کا نام نہیں علم نگاہ کا فیض ہے۔ باب العلم کے دروازے پر ایک حقیر سے سائل کی طرح کھڑا ہو کر انکی وساطت سے بارگاہ الٰہی میں ملتجی ہوں۔ یا اللہ تو اپنی پیاری مخلوق پر خاص رحمت فرما۔ مسلمانوں سے چھینی ہوئے دولت انکو واپس عطا کر۔ ہر دور کا علم اس دور کے وارثوں کے پاس محفوظ ہوتا ہے۔ ان کی زبان وہ خود بن جاتا ہے۔ یا اللہ اس زبان کی تاثیر دلوں میں اتار دے۔ وہ حیات جاودانی کے وارث ہوتے ہیں۔ وہ جاگتے ہیں تو ملت کے لئے وہ سوتے ہیں تو ان کی روح ملت کیلئے بیدار ہوتی ہے۔ ان کا دل پسیجتا ہے تو ان کی آنکھوں میں سمندر اُمڈ آتے ہیں۔ خوف خدا ان پر طاری رہتا ہے۔ وہ عجز و انکساری کے ورد میں مبتلا رہتے ہیں۔ وہ لفظ دعا بھولے ہوتے ہیں۔ ان کی تنہائیاں آباد ہوتی ہیں۔ ان کے حجرے ان کی یادوں اور محفلوں سے آباد ہوتے ہیں۔ وہ لذت آشنائی کے جام سے لبریز ہوتے ہیں۔ وہ رشد و ہدایت کے چراغ ہوتے ہیں۔ وہ ظاہری باطنی مخفی امانتوں کے امین ہوتے ہیں۔ وہ حق کے سودائی اور پیار کے فدائی ہوتے ہیں۔ وہ نفرت انسانوں سے نہیں انکی بداعمالیوں اور انکے شر سے کرتے ہیں۔ وہ مظلوموں کو ظالموں کے ظلم سے محفوظ کرتے رہتے ہیں۔ وہ سب کا بھلا اور سب کی خیر کی ندا لگاتے رہتے ہیں۔ وہ زندگی اور موت کے کناروں سے ہمکنار رہتے ہیں۔ وہ خیر اور شر کو بھی تسلیم کرتے اور مانتے ہیں۔ بشریت کے تقاضوں کے رموز کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ وہ جدائی اور وصال کے زخموں کی وحدت کو بھی پہنچانتے ہیں۔ وہ مخلوق خدا کے دکھ لیتے اور سکھوں کا فیض جاری رکھتے ہیں۔ یا اللہ اس ملت کے خادموں کو یہ اوصاف، یہ انعام، یہ خوبیاں، یہ عظمتیں، یہ مراتب عطا فرما۔ انکو انسانیت پر سایہ رحمت بنا۔ امین

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۵۱۔ کیا جمہوریت کے مذہب کے تیار کردہ دانشور، سکالر، مفکر پرائمری سے لے کر پی ایچ ڈی تک ملک میں پھیلے ہوئے مغربی تہذیب کے ایچی سن کالجوں کی پیداوار نہیں۔ جن میں عیسائیت یہودیت اور ہندوازم کے نظریات کی تعلیم وتربیت جاری ساری نہیں۔ ملک کی انتظامیہ، عدلیہ اور معاشی نظام کے تمام اصول، تمام ضوابط، تمام قوانین، تمام نظم ونسق، مسلمان نسلوں کا ضابطہ حیات اور ضابطہ اخلاق تیار ہوتا نہیں آرہا۔ چودہ کروڑ اہل پاکستان کے مسلمانوں کو سات آٹھ ہزار سیاستدانوں، حکمرانوں اور ان کی قلیل سی تعداد پر مشتمل عدلیہ، انتظامیہ کے سکالروں کی فوج نے یرغمال نہیں بنا رکھا۔ ملک کے تمام وسائل، تمام دولت، تمام خزانہ، تمام اندرونی بیرونی قرضے، ان سیاستدانوں حکمرانوں کی افسر شاہی اور منصف شاہی کی ملکیت نہیں بن چکے۔ کیا ملک کی تمام اندرونی بیرونی تجارت ان کی ملکیت اور ان کے کنٹرول اور قبضہ میں نہیں۔ کیا ملک کی تمام فیکٹریاں، ملیں، کارخانے ان کی ملکیت نہیں، کیا انہوں نے مساوات کی روح کو کچل نہیں رکھا۔ کیا ملک میں پھیلے ہوئے عدل کش قانون اور عدل شکن نظام ان سیاستدانوں حکمرانوں کے جرائم نہیں۔ کیا انہوں نے مسلمانوں پر ملوکیت کا یزیدی نظام نافذ نہیں کیا ہوا۔

۵۲۔ ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک پاکستان کے عوام بدترین ملوکیت کے شکار ہوتے چلے آرہے ہیں۔ ۱۹۴۷ء تک انگریزوں نے ایک مفتوحہ ملک ہندوستان کو یرغمال بنائے رکھا۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستانی مسلمانوں نے اسلام کے نام پر ایک علیحدہ ملک دوقومی نظریہ کی بنیاد پر حاصل نہیں کیا۔ جہاں مسلمانوں کو اپنے عقیدہ نظریہ، اور دستور مقدس کی روشنی میں تعلیم وتربیت مہیا کر کے ملت کے اخلاق وکردار کو تشکیل دینا تھا۔ حضور اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے اصولوں کی پیروی کرنا تھی۔ ایک ایسا اسلامی تشخص تیار کرنا تھا۔ جس کے عمدہ اخلاق، امانت، دیانت، عدل وانصاف، صبر وتحمل، برداشت، درگزر، عفو، رحم، شفقت، سادگی، سلیس، مختصر، پاکیزہ، خوف خدا اور ہر اچھائی پر مشتمل تمام خصوصیات کو اکٹھا کر کے مسلمانوں کے تشخص کی خوشبو سے زمانے کو معطر کرنا تھا۔ لیکن اہل پاکستان مسلمانوں کے ساتھ ایک حیرت انگیز اور عبرت ناک ٹریجیڈی ہوئی۔ پاکستان کی حکومت اور اقتدار ایسے سیاستدانوں اور حکمرانوں کے ہاتھ میں آگیا جنہوں نے دستور مقدس کو نافذ کرنے کی بجائے جمہوریت کے مذہب کی تعلیم وتربیت اور نظام حکومت کو جوں کا توں جاری وساری رکھا۔ عیسائیت، یہودیت، اور ہندوازم کے سکالروں کے نظریات کی تعلیم وتربیت سرکاری طور پر پاکستان میں جاری رکھی۔ پاکستان کی انتظامیہ کی افسر شاہی کے سکالر، عدلیہ کے منصف شاہی کے دانش ور، معاشیات کے سودی یہودی نظام کے دیدہ ور ہندوازم کے طبقاتی نظریات کے تعلیمی ادارے طبقاتی تعلیمی نصاب، طبقاتی سرکاری نظام، طبقاتی معاشرہ ۱۹۴۷ء سے پرائمری سکولوں سے لے کر یونیورسٹیوں تک تیار کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس سانحہ کے مجرم کون ہیں۔ وہ اس وقت کہاں ہیں۔ کیا ان کے اعمال اور کردار میں کسی قسم کی کمی آئی ہے یا ان کی جائیدادیں اور مغربی بنکوں میں ڈالر اور سامان تعیش بے حیائی کی طرح پھیلتا چلا جارہا ہے۔

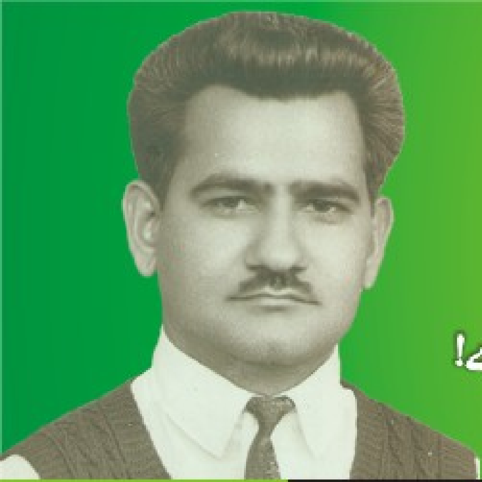

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۵۳۔ ۱۹۴۷ء لے کر آج تک عیسائیت یہودیت اور ہندوازم کے نظریات کا زہر مسلمان نسل کے دل و دماغ اور رگ و پے میں متواتر و مسلسل جمہوریت کے نام پر اتارا جا رہا ہے۔ پاکستان نے مسلمان نسل کو انہوں نے اسلامی تعلیمی نصاب، اسلامی نظریاتی تعلیم، اسلامی اخلاق و کردار، اسلامی اصول و ضوابط، اسلامی طرز حیات، اسلامی معاشی نظام اسلامی معاشرتی اقدار، اسلامی شورائی نظام، اسلامی عدل و انصاف، اسلامی آئین پاکستان اور دستور مقدس کی بالادستی کو سرکاری طور پر منسوخ معطل اور ختم کر کے چودہ کروڑ مسلمانوں کا تشخص، عیسائیت کے مفکروں، یہودیت کے دانش وروں، ہندوازم کے دیدہ وروں کی تعلیمی چتا میں جھونک رکھا ہے۔ مسلمانوں پر سرکاری مذہب جمہوریت پاکستان میں نافذ العمل کر رکھا ہے۔ اس ملی المیہ کے مجرم کون ہیں۔ ملک میں رشوت کمیشن، کرپشن، قتل و غارت لوٹ مار، دہشت گردی کو تحفظ فراہم کر کے ملک میں انہوں نے غدر مچا رکھا ہے۔

۵۴۔ معرکہ کربلا دو مختلف نظریات کی ایسی جنگ تھی۔ جو حق سچ کے وارثوں، ظالم، غاصب، عدل و انصاف کو کچلنے قرآن حکیم کے دستور مقدس کے اصول و ضوابط کو مسخ کرنے والے رہزنوں، ملوکیت کے پجاریوں کے درمیان لڑی گئی۔ آج بھی پاکستان میں کروڑوں مسلمانوں کو ان منافق، رہزن، سیاست دانوں، مادہ پرست فلاسفرز کے پرستاروں اور ملوکیت کے چند گنتی کے پیروکاروں فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے قلیل سے دہشتگردوں نے یرغمال بنا کر کفر کی زنجیروں میں جکڑ اور مقید کر رکھا ہے۔ یہ ایسے رہزن سیاست دان اور ظالم حکمران ہیں۔ جو کروڑوں مسلمانوں کو سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور اعلیٰ اکیڈمیوں کے ذریعے قرآن حکیم کی تعلیمات، دینی دستور مقدس، دینی عدل و انصاف، اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت، دینی ضابطہ حیات کے تعلیمی نصاب کو سرکاری طور پر منسوخ کر رکھا ہے۔ اس کی جگہ ایک مسلمان ریاست میں مادہ پرست نان کرسچن جمہوریت کے مدبروں کی انتظامیہ اور عدلیہ کی تعلیمات اور مادہ پرست یہودیت کے مفکروں کا سودی، معاشیات کا درس و تدریس، ہندوازم کے طبقاتی معاشرہ، طبقاتی تعلیم، طبقاتی نصاب، طبقاتی درسگاہیں، طبقاتی حکمران، طبقاتی افسر شاہی، طبقاتی عدلیہ، اور طبقاتی نظریات کی تعلیم و تربیت، مغرب کے کلچر کی مخلوط تعلیم مخلوط معاشرہ مخلوط حکومت ملک میں فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے قانون کی سرکاری بالادستی کی نوک پر جاری ساری کر رکھی ہے۔ اس مغربی جمہوریت کے مذہب کو سرکاری طور پر پاکستان میں رائج کر کے ملک کو کفر نگری اور ملت کے اخلاق و کردار کو عیسائیت کے مدبروں، مادہ پرست یہودیت کے مفکروں، ہندوازم کے فلسفیوں کے نظریات کی تعلیم و تربیت کا نصاب ملک کے تمام تعلیمی اداروں میں سرکاری طور پر مسلط کر رکھا ہے۔ ۱۹۴۷ء سے تمام مسلمان نسلوں کو پاکستان میں دینی تعلیمات اور دینی نظریات کے متضاد اور دینی روح کے خلاف جمہوریت کی چھتری تلے منافقت کی تعلیم و تربیت کے دوزخ اور کفر کی چتا میں جھونک رکھا ہے۔

۵۵۔ ان فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے ملکی غداروں اور اسلام کش ایجنٹوں نے ملک پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے۔ ان باطل نظریات کا زہر ملک کے تمام تعلیمی اداروں، سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں، ہر قسم کی تعلیمی اکیڈمیوں کے ذریعہ متواتر و مسلسل ملت کے ہونہاروں کے رگ و پے میں اتارا جا رہا ہے۔ اس رائج الوقت تعلیمی نصاب نے ملت کا تشخص مجروح اور نیست و نابود کر رکھا ہے۔ مغربی جمہوریت کی انتظامیہ، عدلیہ کفر، ظلم و بربریت، عدل کشی کی ملک میں اذانیں دے رہی ہے۔ حکومتی ٹولہ اپنی امامت میں نان کرسچن جمہوریت کے مذہب کے علم عمل اور کردار کی نماز ہر وقت سرکاری طور پر ادا کرواتا چلا آ رہا ہے۔ اہل وطن مسلمانوں کو سوچنا ہوگا کہ وہ دین کے خلاف انکے نان کرسچن جمہوریت کے مذہب کا علم عمل اور کردار کی نماز ادا کرنے والے مسلمان کہلا بھی سکتے ہیں یا نہیں۔ کیا فوجی سیاسی، حکومتی، دہشت گرد، ڈاکو، رہزن ٹولہ سرکاری وسائل، سرکاری دولت، سرکاری خزانہ ۱۹۴۷ء سے لیکر آج تک لوٹتے چلے آ رہے ہیں یا نہیں!۔ کیا یہ سیاستدان ۷۰ فیصد کسانوں، ۲۹ فیصد مزدوروں محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس سے مجرمانہ قوانین کی تلوار کی نوک پر انگنت ٹیکسوں، قیمتوں میں بے پناہ اضافوں، یوٹیلٹی بلوں کے بے رحم اضافوں اور منی بجٹوں کے ڈاکے مارتے چلے نہیں آ رہے!۔ کیا یہ ملوکیت کا بے رحم ٹولہ آپنی شاہی تنخواہیں بڑھاتے، ہر قسم کی مراعات حاصل کرتے، رشوت، کمیشن اور ہر قسم کی کرپشن سے ملک کے کروڑوں عوام کا خون چوسنے کے نادر شاہی حکم جاری کرتے چلے آ نہیں رہے!۔ ملکی دولت کا ضیاع، ملکی دولت کا ناجائز استعمال، ملکی دولت کا شاہانہ خرچ، ملکی دولت کو چمٹے ہوئے بیشمار ایم پی اے، ایم این اے، لاتعداد سینیٹرز، انکے علاوہ وزیر، مشیر، سفیر، وزیر اعلیٰ، گورنر، وزیر اعظم، صدر پاکستان کی شاہی رہائشیں، شاہی ایوان، شاہی گاڑیاں شاہی اخراجات کو کون روکے گا۔ اس نظام و سسٹم کو کون ختم کرے گا۔ ان جرائم کا مجرم کون ہے۔ کیس عوام کی عدالت میں برائے سماعت پیش کیا جاتا ہے کہ وہ فیصلہ دے کہ دہشت گرد فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ انکا مراعات یافتہ فوج شاہی، منصف شاہی افسر شاہی کا طبقہ ہے یا کروڑوں مسلم امہ کے محکوم، قیدی فرزندان مجرم ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۵۶۔ ملت کے کروڑوں مسلمانوں کو اے اللہ شعور بخش اور فہم و ادراک عطا کر۔ اپنے فضل کی خاص بارش برسا۔ ان کو دین کی اوٹ عطا فرما۔ ان کو کربلا والے شہیدوں کے صدقے اس دور کے یزیدی نظام اور ملوکیت کے سرکاری سسٹم سے نجات دلا۔ ملت اسلامیہ کو مغربی جمہوریت کی کفر پرستی کے عذاب سے رہائی عطا فرما۔ یا اللہ اس ملت کو ان رہزن سیاستدانوں سے بچا۔ یا اللہ ہمیں مساوات کو کچلنے والے سیاست دانوں اور حکمرانوں کے غاصب شکنجوں سے چھڑا۔ یا اللہ ہمیں مادہ پرست عیسائیت، یہودیت، ہندوازم کے مفکرین کے نظریات کی اعلیٰ طبقاتی تعلیم اور اکیڈمیوں کی تربیت سے نجات بخش۔ یا اللہ ہمیں دینی تعلیم سے نواز۔ یا اللہ پاکستان کے مسلمانوں کو دستور مقدس کا نظام نافذ کرنے کی توفیق بخش۔ نان کرسچن جمہوریت کے ظالم، باطل نظام سے اور اس کے ظالم اور غاصب حکمرانوں کی قید و بند سے ملت کو رہائی عطا فرما۔ یا اللہ ملت اسلامیہ کے کروڑوں مسلمانوں کو مادہ پرست عیسائیت کے دانشوروں یہودیت کے سکالروں اور ہندوازم کے مدبروں کی حکمرانی کے عذاب سے بچا۔ یا اللہ ہم کیسے مسلمان ہیں کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ اور اہل بیت کی عزت و احترام کے پرخلوص داعی ہیں۔ ہم حضور اکرم ﷺ اور آپ کی آل پر درود و صلوٰۃ کو عبادت اور نماز کی روح تسلیم کرتے ہیں۔ واقعہ کربلا کے شہدا کو بڑے احترام سے یاد کرتے۔ ان کی یاد مناتے ہیں۔ محرم کے ماہ میں مجالس منعقد کرتے ہیں۔ اس واقعہ کی عظمت اور ان پاک ہستیوں کے کردار کو بار بار دہراتے ہیں۔ ان کی شجاعت اور ہمت کو داد دیتے ہیں۔ ان کی استقامت اور انکی جرات کو پھول چڑھاتے ہیں۔ انکے صبر و رضا کے عمل کو مشعل راہ بنانے کا درس دیتے ہیں۔ حسینی قافلے کے سردار اور ان کے معصوم و محبوب شہدائے کربلا کو آنسوؤں، آہوں، ہچکیوں، سسکیوں کا نظرانہ پیش کرتے ہیں۔ عزاداری اور ماتمی قافلے زنجیر زنی اور ماتم کر کے اپنے جسموں کو لہو لہان کرتے ہیں۔ آگ پر ماتمی مجالس کا اندوہناک عمل پیش کرتے ہیں۔ یزید اور اس کے ساتھیوں پر لعنت اور تبرا بھیجتے ہیں۔ علم اور ذوالجناح کے جلوس کا درد و الم کا رکعت آمیز منظر پیش کرتے ہیں۔ اور مرثیہ خواں اس دردناک شہادت کے واقعہ کو رنج و غم میں ڈوب کر بیان کرتے ہیں۔ انکا پر تاثیر کلام جوش و ولولہ کے ماتمی ماحول کو پروان چڑھاتا ہے۔ اس کے علاوہ محرم کے ماہ میں ان شہدا کے لئے قران خوانی ہر گھر میں جاری رہتی ہے۔ درود پاک کی محفلیں گھروں، مسجدوں، امام بارگاہوں میں منعقد کرتے ہیں۔ سبیلیں لگاتے ہیں۔ لنگر پکاتے اور خیرات کرتے ہیں۔ ہر قسم کا احتمام اور احترام اس ماہ کی نسبت سے کرتے نظر آتے ہیں۔

۵۷۔ پاکستانی مسلمانوں کی ٹریجیڈی یہ ہے کہ وہ جناب حضرت امام حسین علیہ السلام اور انکے قافلے کے شہداء کے کردار کے شیدائی اور فدائی ہیں۔ وہ انکی حق پرستی کے عمل کو داد دیتے ہیں۔ وہ انکے کردار کی صفات کو عقیدت کے پھول چڑھاتے ہیں۔ وہ انکے مشن کی عظمت کو بیان کرتے ہیں۔ وہ بجا سمجھتے ہیں کہ جناب حضرت امام حسین علیہ السلام جنہوں نے دین کو اپنے خون جگر سے سینچا وہ سردار شہدا ہیں۔ مرثیہ لکھنا، مرثیہ پڑھنا، مسالمہ لکھنا، مسالمہ پڑھنا، سلام لکھنا، سلام پڑھنا، انکے عمل اور انکے کردار کو روشناس کروانا اور اس سانحہ کو بیان کرنا نہایت ضروری ہے۔ انکے غم میں ماتم کرنا اور پھر دھکتی آگ پر ماتم کرنے سے منصب شہادت سمجھ نہیں آسکتا۔ اور نہ ہی زنجیر زنی سے مقصد شہادت پورا ہوتا ہے۔ ختم شریف، درود شریف کی محفلیں، لنگر شریف کی تقسیم، سبیلوں کا جاری کرنا۔ مساجد اور امام بارگاہوں میں ذکر حسین علیہ السلام اور کردار حسین علیہ السلام پر آئمہ کرام روشنی ڈالتے چلے آرہے ہیں۔ یہ سب کام اور سب عمل اپنی اپنی عقیدتوں کے اظہار ہیں۔ جس میں پوری امت گم ہو چکی ہے۔ کربلا ان تمام بیانات اور روایات کا نام نہیں۔ کربلا ایک عمل کا نام ہے۔ ایک پیغام کا نام ہے۔ کلمہ حق پڑھنے کا نام ہے۔ ملوکیت کے خلاف آخری سانس اور آخری فرد تک جنگ لڑنے کا نام ہے۔ صبر و رضا کو تسلیم کرنے کا نام ہے۔ کربلا کے چراغ کو روشن کرنے کا نام ہے۔ جس کو امام عالی مقام حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے خون سے سینچا۔ اسکی کردار کشی کرنے والوں کا نام نہیں۔ اسکے کردار کے منافقوں کا نام نہیں۔ مسلمانوں کے ظالم سماج نے اس پر عمل پیرا ہونے کی بجائے اسکو روایات میں گم کر دیا ہے۔ کربلا کے روشن و منور چراغ کو ظلمات کے سیاہ گھپ اندھیروں میں گم کر دیا ہے۔ آؤ انکے صداقتوں کے عمل کا الم بلند کریں۔ یا اللہ ہمیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین، ثم امین۔

۵۸۔ آج پاکستانی مسلمانوں کی حالت زار کو دیکھو۔ کروڑوں مسلم امہ اور انکی نسلوں پر کیا بیت رہی ہے۔ ان پر مغربی جمہوریت کا کلچر سرکاری طور پر فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے ملکی غداروں، ملک دشمن دہشت گردوں نے اقتدار کی نوک پر مسلط کر رکھا ہے۔ جبکہ مسلمانوں کا دین اسلام ہے۔ اسکا اپنا الہامی قرآنی ضابطہ حیات اور دستور مقدس موجود ہے۔ پاکستان کا وجود اسی نظریاتی بنیاد پر معرض میں آیا تھا۔ لیکن ان فوجی، دینی، سیاسی راہزنوں اور بے دین حکمرانوں نے مادہ پرست عیسائیوں کے دانشوروں، یہودیوں کے سکالروں، ہندو وازم کے مدبروں کے نظریات پر مشتمل مغربی جمہوریت کے استحصالی نظام حکومت کو سرکاری طور پر ملک پر مسلط کر رکھا ہے۔ اور انہی نظریات کی تعلیم و تربیت، علم و عمل، انتظامیہ، عدلیہ کا نظام، معاشی نظام، معاشرتی نظام، ملکی سیاست، ملکی طرز حکومت، ملکی تعلیمی ادارے، ملکی تعلیمی نصاب، طبقاتی طرز حکمرانی ملک پر مسلط کر رکھی ہے۔ اس نظام کو چلانے کیلئے سکولز، کالجز، اکیڈمیوں، یونیورسٹیوں اور ہر قسم کے تعلیمی اداروں سے مغربی جمہوریت کے کلچر کے نظام حکومت اور معاشرتی اقدار اور زندگی کے نظام کو چلانے کے لئے انہی نظریات پر مشتمل ملوکیتی اور یزیدی دانشور، سکالر، مدبر اور مفکر ملک میں تیار ہوتے چلے آرہے ہیں۔ بے دین معاشرہ تیار ہوتا اور ظلم و بربریت کا کھیل ملک میں جاری ہے۔ بدقسمتی سے یہ طبقہ اسلام کی روح سے نہ آشنا ہے اور نہ ہی وہ اس منزل کے راہی ہیں۔ اس طرز حیات کو اپنانے کے بعد ان سے ہی پوچھ لیتے ہیں کہ یہ کون لوگ ہیں تاکہ آئندہ انکو اس نام سے پکارا جائے۔ کیا وہ مسلمان ہیں، عیسائی ہیں، یہودی ہیں، ہندو ہیں، کافر ہیں، منافق ہیں یا یزیدی ٹولہ کے غاصب یا قاتل، یا دہشتگرد ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۵۹۔ ان مغربی جمہوریت کے نظریات اور اسلامی جمہوریت کے نظریات کی جنگ میں ان بدبختوں نے کروڑوں اہل وطن مسلمانوں کو جھونک رکھا ہے۔ نان کرسچن جمہوریت کے نظریات کو سرکاری برتری حاصل ہونے کیوجہ سے اسلامی جمہوریت کیےنظام مملکت کے نظریات اور اقدار مفلوج ہو چکی ہیں۔ ملک میں مغربی جمہوریت کے کلچر کے نظریات کے علم، عمل اور کردار کی نماز جاری ہے۔ اسلام کے تقاضوں کے مطابق معاشرہ کہاں ہے۔ سرکاری طور پر اہل وطن کروڑوں مسلمان سب کے سب تعلیمی، کرداری، عملی طور پر غیر مسلم بن چکے ہیں۔ ایسی صورتحال میں اصلاح احوال اسلامی تقاضوں کے مطابق کیسے ممکن ہے۔ اہل پاکستان ملک میں مادہ پرست نان کرسچن جمہوریت کے باطل، غاصب، قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات کے متضاد کفر کے عمل کی صبح، شام بلکہ ہر وقت کرداری نماز ادا کرتے ہیں۔ اور مسجد میں اللہ تعالیٰ اور اسکے حبیب نبی کریم ﷺ کی الہامی کتاب قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات کی نماز صرف پڑھتے ہیں۔

۶۰۔ ہم کیسے مسلمان ہیں جن کو فوجی سیاسی ملکی غدار، ملک دشمن حکومتی ٹولہ نے قرآن حکیم کے دستور مقدس کے خلاف مادہ پرست فلاسفرز کے تخلیق کردہ جمہوریت کے نظریات کی پیروی کا پابند بنا رکھا ہے۔ مسلمانوں نے ہی حضور نبی کریم ﷺ کے اسوۃ حسنہ کے خلاف زندگی گذارنے اور دین کی تضحیک اور توہین کرنے کا عمل غیر شعوری طور پر جاری کر رکھا ہے۔ ہم دین کے ساتھ منافقت کے جرم کے مرتکب ہوتے جا رہے ہیں۔ ہمارا نام مسلمان۔ ہمارا دین اسلام۔ لیکن ہمارا سرکاری مذہب مادہ پرست ٹولہ کا تخلیق کردہ مغربی جمہوریت کا استحصالی نظام حکومت، ہمارے سرکاری رسول، نان کرسچن جمہوریت کے عیسائیت کے دانشور، مادہ پرست یہودیت کے سکالر، ہندوازم کے طبقہ ساز مفکر، ملک میں رائج تعلیمی نظام نان کرسچن جمہوریت کے دانشوروں، سکالروں اور مفکروں کا۔ ملک میں تعلیمی نصاب ان کا۔ ملک کے تمام تعلیمی اداروں میں سرکاری تعلیم و تربیت ان کی۔ ملک میں تمام اقسام کا سرکاری علم، عمل اور تیار کردہ کردار انکے۔ ان کے اس گھناؤنے تیار کردہ تشخص کا نام مسلمان۔ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ اور کروڑوں مسلمانوں کے ساتھ اتنا بڑا دھوکہ، اتنا بڑا فراڈ۔ ان ظالموں، غاصبوں، دینی رہزنوں کے احتساب کا کڑا وقت انکے سر پر آن کھڑا ہے۔

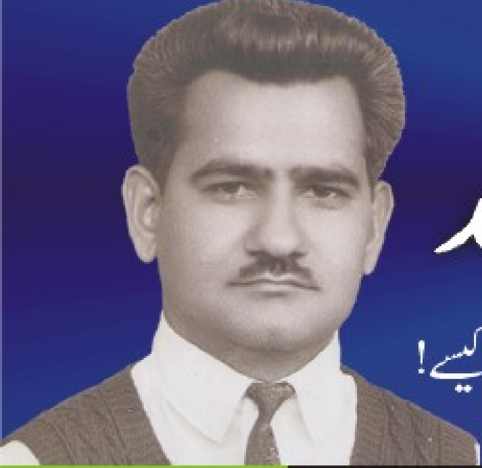

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

دینی نظریات کشی کرنے والوں کی سزا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجویز ہو چکی ہے۔ انکے خلاف انکا مقدمہ اہل وطن کروڑوں مسلمانوں کی عدالت میں پیش کیا جا چکا ہے۔ کہ وہ فیصلہ دیں کہ ملک دشمن قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات کے باغی، نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ، حسن خلق کے باغی، کون ہیں۔ کیا یہ فوجی سیاسی ملکی آئین توڑنے والے غدار، ملک دشمن نہیں۔ کیا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ پاکستان میں دستور مقدس کے نفاذ اور رحمت اللعلمین ﷺ کی تعلیم و تربیت، اخلاق و کردار، عدل و انصاف، مہر و محبت، اخوت و پیار، اعتدال و مساوات کے رحمتوں کے دروازے مقفل کرنے اور پوری انسانیت کو اس سے محروم کرنے کے مجرم اور گنہگار نہیں ہیں۔ کیا آپ ان سوالات کے جواب دینا پسند کرینگے؟

۶۱۔ کروڑوں اہل وطن مسلمانوں، جاگیرداروں، سرمائیداروں، سیاستدانوں، افسر شاہی، نوکر شاہی، منصف شاہی، تمام جمہوریت کے دانشوروں، سکالروں، مفکروں، ملک و ملت کا خزانہ لوٹنے والے لٹیروں اور دین و دنیا چھیننے والے راہزنوں سے سوال ہے۔ کیا آپ ان حقائق کی روشنی میں اس جمہوریت کے باطل، غاصب اور بے دین نظریات پر مشتمل کلچر کا نفاذ اسلامی ریاست پر مزید قائم رکھنا چاہتے ہیں۔

۶۲۔ کیا آپ خدا اور سول ﷺ کے خلاف مزید جنگ جاری رکھنا چاہتے ہیں۔

۶۳۔ کیا آپ دستور مقدس کے نفاذ کو ایک اسلامی ریاست میں مسلمانوں کی مرضی اور خواہش کے خلاف مزید معطل اور منسوخ رکھنا چاہتے ہیں۔

۶۴۔ کیا آپ ملک میں طبقاتی دین کش تعلیم، دین کش تعلیمی نصاب مخلوط طبقاتی انگلش میڈیم شاہی تعلیمی ادارے، جنکے اخراجات سمگلر، معاشی رہزن، رشوت خور، جاگیردار، سرمائیدار ہی برداشت کر سکتے ہیں۔ جن سے انکی اولادیں ملک کی افواج، انتظامیہ اور عدلیہ پر قابض ہوتی ہیں۔ جنکے دروازے ۷۰ فیصد کسان ۲۹ فیصد مزدور، محنت کش، ہنر مند اور عوام الناس کی اولادوں کی تعلیم و تربیت کیلئے بند ہوتے ہیں۔ اس عدل کش نظام حکومت کو مزید قائم رکھنا چاہتے ہیں۔

۶۵۔ کیا آپ ملی خزانہ، ملی دولت، ملی وسائل، ملکی، غیر ملکی قرضے مزید ان دشتگردوں اور لٹیروں کو ہضم کرنے کی اجازت دینا چاہتے ہیں۔

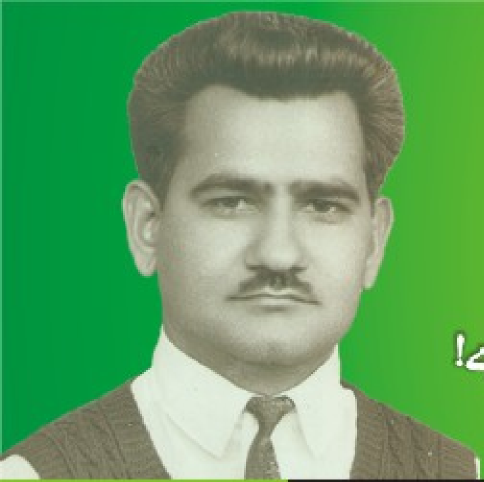

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۶۶۔ کیا آپ ملک اور بیرون ممالک سرے محلوں، رائیونڈ ہاؤسوں، شاہی پیلسوں ہلوں، فیکٹریوں، کارخانوں، ہر قسم کی صنعتوں اور ملک کی تمام تجارت اور تمام کاروباروں، لاکھوں، کروڑوں، اربوں، ڈالروں کے ڈیپازٹس مغربی بنکوں میں انکے مزید پہنچوانے چاہتے ہیں۔

۶۷۔ کیا آپ اس شاہی ٹولہ کے شاہی اخراجات، شاہی نادر شاہی تنخواہیں، شاہی سرکاری محل، پیرس ولندن کو شرمانے والی نایاب ڈیکوریشنیں، شاہی سرکاری گاڑیاں، ملکی خزانہ کی بے دریغ لوٹ مار، ملی خزانہ کی دیمک، ان عیاشوں کی جنت کی غاصب حکمرانی کو مزید جاری رکھنا چاہتے ہیں۔

۶۸۔ یا اللہ تجھے تمام انبیاء کا واسطہ، تجھے تیرے محبوب پیغمبران کا واسطہ، تجھے موسیٰ علیہ السلام کی لکنت کا واسطہ، تجھے عیسیٰ علیہ السلام کے شفا اور زندگی بخشنے والے معجزوں کا واسطہ، تجھے ابراہیم علیہ السلام کی آگ کو گلزار بنانے کی عظمت کا واسطہ، تجھے اسحٰق علیہ السلام کا واسطہ، تجھے اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کا واسطہ، تجھے حضور نبی کریم ﷺ کے والدین کا واسطہ، تجھے تیرے مقبول ومحبوب صحابہ کرام کا واسطہ، تجھے مائی حلیمہ کی خدمت کا واسطہ، تجھے ازدواج مطہرہ کا واسطہ، تجھے بی بی خدیجہ، بی بی فاطمہ الزہرا، اور تمام اولاد کا واسطہ، تجھے علی مرتضیٰ کے اس بستر پر لیٹنے کا واسطہ جس پر حضور نبی کریم ﷺ نے آپ کو لٹایا، تجھے امام حسین علیہ السلام کے کردار کا واسطہ، تجھے کربلا کے قافلے کی استقامت کا واسطہ، تجھے حضرت بلال کی اذان کا واسطہ، تجھے اویس کرنی کی ماں کی خدمت کرنے اور حضور نبی اکرم ﷺ کے عشق کی صداقت کا واسطہ، تجھے مخلوق خدا سے پیار کرنے والوں کا واسطہ، تجھے اس نماز کا واسطہ جس میں حضور نبی کریم اور ان کی آل پر درود وصلوٰۃ بھیجنا فرض ہوا، تجھے باب العلم پر کھڑے ہوئے ان تمام درویشوں، فقیروں، مستوں، مجذوبوں کی نداؤں کا واسطہ، تجھے تیری احسن تقویم اور راس کائنات کے ذرہ ذرہ کا واسطہ، تجھے بحروبر کا واسطہ، تجھے تیرے آسمانوں کا واسطہ، تجھے تیرے حسین وجمیل ستاروں اور میٹھی میٹھی نورانی چاند کی روشنی کا واسطہ، تجھے تیری بلندی اور پستی کا واسطہ، تجھے تیری حمد وثنا کرنے والوں کا واسطہ،

تجھے تیرے محبوب سے پیار کرنے والوں کا واسطہ، تجھے آنسووں، آہوں، اور ہچکیوں کا واسطہ جس کی توفیق تو نے عطا کی اور ان تمام ہستیوں جن کے روبرو تیری ذات اقدس میں یہ آہیں، یہ ہچکیاں،، یہ دلسوزیاں یہ آنسو جو تیری بارگاہ میں پیش کیے ہیں۔ان کو قبولیت کا شرف عطا فرما۔اے کون و زماں کے مالک، انکے صدقے تو اس پیاری مخلوق پر رحم فرما، کرم فرما، جتنا بڑا رب ہے اتنا بڑا کرم پوری انسانیت پر اور اس کائنات کے زرے زرے پر رحمت اللعلمین ﷺ کی رحمتوں کی بارش برسا۔ ہماری جسمانی، روحانی بیماریوں کو دور فرما۔ یا اللہ یہ تیری مخلوق ہے۔تو اس جہان فانی میں انکو ایک دوسرے کا احترام اور عزت، ایک دوسرے کا ادب و حرمت، ایک دوسرے کی مسیحائی کے فرائض ادا کرنے، اسوہ حسنہ، حسن خلق سے پیش آنے کی توفیق کا خزانہ عطا فرما۔ یا اللہ تو پیغمبران کی امتوں کو انسانیت کیلئے بے ضرر اور منفعت بخش ہونے کی توفیق فرما۔تمام پیغمبران کی امتوں کو پیار و شفقت کرنے کا راستہ دکھا۔عفو و درگذر کرنے کا سلیقہ عطا فرما نفرت اور نفاق کی بیماریوں سے نجات عطا فرما۔آمین۔

پاکستانی مسلمانوں کی ٹریجیڈی یہ ہے کہ وہ جناب امام حسین علیہ السلام اور انکے قافلے کے شہداء کے کردار کے شیدائی اور فدائی ہیں۔ وہ انکی حق پرستی کے عمل کو داد دیتے ہیں۔ وہ انکے کردار کی صفات کو عقیدت کے پھول چڑھاتے ہیں۔ وہ انکے مشن کی عظمت کو بیان کرتے ہیں۔ وہ بجا سمجھتے ہیں کہ امام علیہ السلام جنہوں نے دین کو اپنے خون جگر سے سینچا وہ سردار شہدا ہیں۔ مرثیہ لکھنا، مرثیہ پڑھنا، مسالمہ لکھنا، مسالمہ پڑھنا، سلام لکھنا، سلام پڑھنا، انکے عمل اور انکے کردار کو روشناس کروانا اور اس سانحہ کو بیان کرنا نہایت ضروری ہے۔ انکے غم میں ماتم کرنا اور پھر دھکتی آگ پر ماتم کرنے سے منصب شہادت سمجھ نہیں آسکتا۔ اور نہ ہی زنجیر زنی سے مقصد شہادت پورا ہوتا ہے۔ ختم شریف ، درود شریف کی محفلیں، لنگر شریف کی تقسیم، سبیلوں کا جاری کرنا۔ مساجد اور امام بارگاہوں میں ذکر حسین علیہ السلام اور کردار حسین علیہ السلام پر آئمہ کرام روشنی ڈالتے چلے آرہے ہیں۔ یہ سب کام اور سب عمل اپنی اپنی عقیدتوں کے اظہار ہیں۔ جس میں پوری امت گم ہوچکی ہے۔ کربلا ان تمام بیانات اور روایات کا نام نہیں۔ کربلا ایک عمل کا نام ہے۔ ایک پیغام کا نام ہے۔ کلمہ حق پڑھنے کا نام ہے۔ ملوکیت کے خلاف آخری سانس اور آخری فرد تک جنگ لڑنے کا نام ہے۔ صبر و رضا کو تسلیم کرنے کا نام ہے۔ کربلا کے چراغ کو روشن کرنے کام نام ہے۔ جس کو امام عالی مقام نے اپنے خون سے سینچا۔ اس کی کردار کشی کرنے والوں کا نام نہیں۔ اس کے کردار کے منافقوں کا نام نہیں۔ مسلمانوں کے ظالم سماج نے اس پر عمل پیرا ہونے کے بجائے اس کو روایات میں گم کردیا ہے۔ کربلا کے روشن و منور چراغ کو ظلمات کے سیاہ گھپ اندھیروں میں گم کردیا ہے۔

عنایت اللہ

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

۱۔ اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظام میں مغربی جمہوریت کی طرح نہ کوئی سیاسی جماعت اور نہ کوئی سیاسی رہنما ہوتا ہے۔ نہ ہی مسلم امہ کی جمعیت مختلف سیاسی جماعتوں میں تقسیم ہوتی ہے۔ اس کا نظام مملکت قرآن حکیم کے آئین، نظریات، اخلاقیات، تعلیمات کے مطابق قائم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا نظام مملکت میر کارواں یعنی امیر المومنین کے ذریعے نافذ العمل کیا جاتا ہے۔ اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظام کے لئے خلیفہ وقت اور ممبران کے چناؤ کے لیے عمر کا تعین کرنا، ۲۵ سال کی عمر کے افراد کے ممبران کے چناؤ کا حق دینا یا کسی بھی عمر یا ماہ و سال کے باہمی مشاورت سے طے کر لینے میں کوئی امر مانع نہیں۔ اصل مقصد تو قرآن حکیم کی روشنی میں جدید علوم پر مشتمل اسلامی تعلیمی نصاب، اسلامی درسگاہوں کے ذریعے، اسلامی معاشرہ، اسلامی تہذیب کا حصول ہے۔ جسکے ذریعے ایسا نظام مملکت قائم کرنا ہوتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کیا جا سکے۔

۲۔ اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظام کے چناؤ میں کسی زانی، شرابی، بدکردار، راشی، مجرم، دھوکہ باز، بددیانت، فرقہ پرست رہزن، لٹیرے، نامعقول، نا اہل افراد کا چناؤ نہیں کیا جاتا۔ اگر کسی رکن کا چناؤ ہو بھی جاتا ہے تو ثبوت کی روشنی میں اسکی رکنیت ختم کر ہو جاتی ہے۔

۳۔ اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظام مملکت کو چلانے کیلئے قرآن حکیم کی روشنی میں بہترین دینی اوصاف و کردار کے افراد کا چناؤ مسلم اُمہ کے فرزندان کا طیّب فریضہ ہوتا ہے۔

۴۔ اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظام کے چناؤ میں ہر فرد یا ووٹر کا حق بنتا ہے کہ اس کے قریب جو آدمی زیادہ پرہیزگار، امانت و دیانت میں یکتا ہو۔ اس کا نام برائے نمائندہ چنے۔

۵۔ کوئی جاگیردار یا سرمایا دار یا کوئی فرد کسی دوسرے فرد کو اس کے نام کے چناؤ کے لیے نہ کہہ سکتا ہے نہ ہی مجبور کر سکتا ہے۔ یہ انتخاب، ووٹر کی ضمیر کی آواز ہوتا ہے۔ اسلامی جمہوریت یعنی اسلامی جمہوری نظام میں کسی قسم کی رکاوٹ بننے والے فرد کو سختی سے نمٹا جاتا ہے۔

۶۔ قرآن حکیم کی روشنی میں اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظام مملکت کے چناؤ میں کسی خاتون کو چنا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ مستورات کے بنیادی حقوق کی ذمہ داری مردوں پر ہوتی ہے۔ ماں، بہن، بیٹی، بیوی مستورات جیسے الہامی رشتے انسانی روح کی محبتوں، حرمتوں کے پاکیزہ روشن و منور چراغ ہوتے ہیں انکی عصمت و عفت، تقدس و حرمت اور پردہ کے تحفظ کا پورا خیال رکھا جاتا ہے۔ انکی خدمات چادر، چاردیواری کی حدود و قیود میں رہ کر لی جاتی ہیں۔

۷۔ اسلامی جمہوریت کے ممبران دنیا کی بے ثباتی، خوفِ خدا، اور اِس جہانِ رنگ وبو کی بے ثباتی اور فناہ کے دلیس کی حقیقت سے آشنا ہوتے اور جانتے ہیں کہ انسان اس جہانِ رنگ وبو میں صرف خالی ہاتھ آتا، خالی ہاتھ واپس نامعلوم منزل کی طرف چلا جاتا ہے۔ وہ دنیا کی اصل حقیقت کے عارف ہوتے ہیں۔ وہ دنیا میں محنت یوں کرتے ہیں جیسے ہمیشہ زندہ رہنا ہے اور زندگی یوں بسر کرتے ہیں جیسے اگلا لمحہ موت کا ہے۔

۸۔ اسلامی جمہوریت کے ممبران کے چناؤ کیلیے جسمانی ذہنی روحانی دینی اہلیت کا وارث ہونا اور اعلیٰ صلاحیتوں سے مالا مال ہونا ضروری ہوتا ہے۔

۹۔ قرآن حکیم کی روشنی میں اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظامِ مملکت کے ارکان کا یونین کونسل کی سطح پر چناؤ کا عمل، یونین کونسل سے تحصیل، تحصیل سے ضلع، ضلع سے صوبہ اور صوبہ سے وفاق تک نظام مملکت کو نافذ العمل کرنے کا طریقہ رائج کرتے ہیں۔ یونین کونسل کے ممبران سے لیکر وفاق کے ممبران تک، ایک اسلامی نظام مملکت کے ممبر سے لے کر صدر مملکت یعنی امیرُ المومنین یا خلیفہ وقت تک، یعنی نظامِ مملکت چلانے والے تمام ارکان اور میر کارواں کا قرآن حکیم کی روشنی میں معیارِ حیات قائم کیا جاتا ہے۔ ان کے گھر کے افراد کے مطابق ایک کسان، مزدور محنت کش کی کٹیا کے مطابق سرکاری رہائش مہیّا کی جاتی ہے۔ ایک عام کسان، محنت کش شہری، ایک معمار، معلم، ایک ہُنر مند سپاہی، ایک خاموش قلم کار، ایک شب بیدار دعا گو کے مطابق ان کو ملکی خزانہ سے ضروریاتِ حیات مہیّا کی جاتی ہیں۔ ۱۸ کروڑ عوام اور ان کی نسلوں کے لئے قرآنِ حکیم کے آئین کی پابندی دین محمدی ﷺ کا ایک بنیادی حصہ ہے۔ اس سے جو معاشرہ تیار ہوتا ہے وہ اسلامی کردار و تشخص کی نمائندگی کرتا ہے۔

۱۰۔ اسلامی جمہوریت کا جمہوری نظام مملکت کے ممبران کے چناؤ کا بہترین معیار یہ ہے کہ جس شخص کی زندگی جتنی نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ، حسن خلق کے قریب ہوگی، عبادت و ریاضت، اخوت و محبت، امانت و دیانت، عفو و درگذر، ایثار و ثار، صبر و تحمل، ادب و خدمت، اعتدال و مساوات، عدل و انصاف اور تمام اعلیٰ اوصاف حمیدہ کے قریب ہوگی وُہی انسان نظام مملکت چلانے کیلئے چناؤ کا مستحق اور حق دار ہوگا

۱۱۔ اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت کے خلیفہ مملکت یعنی صدر مملکت اور شورائی ممبران یعنی اسمبلی ممبران کے چناؤ کا کتنا فطرتی عدل کا مظہر، صاف ستھرا، پاکیزہ و منزہ، طریقہ کار ہے۔ جس میں یونین کونسل کی سطح کے حلقہ انتخاب کا ہر فرد خاموش امیدوار اور سلیکشن کے حقوق کا حقدار ہوتا ہے۔ اپنی مرضی، منشا اور ضمیر کے مطابق ہر فرد کی دینی ذمہ داری ہوتی ہے۔ کہ وہ ایسے فرد کا نام سلیکٹ کرے جو نیک بھی ہو اور صالح بھی، دیانت دار بھی ہو اور امین بھی، پرہیز گار بھی ہو اور متقی بھی، سادہ بھی ہو اور اعتدال پسند بھی، عادل بھی ہو اور عدل پسند بھی روشن خیال بھی ہو روشن ضمیر بھی۔ اہل دل بھی ہو اور اہل درد بھی، مسلم امہ کے ہر فرد کا طیب فریضہ ہوتا ہے کہ وہ مسلم امہ کے ایسے افراد جو اعلیٰ خوبیوں، عمدہ اوصاف اور انمول کردار اور اعلیٰ اہلیت کے مالک ہوں۔

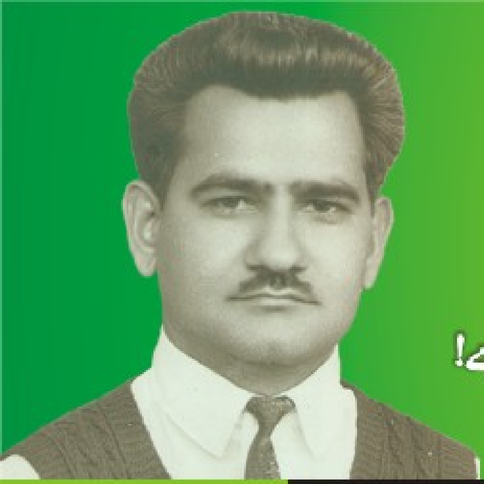

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

ایسے افراد کا چناؤ عمل میں لانا ، انکے سپرد نظام مملکت کرنا عین اطاعت خدا و رسول ﷺ ہے ۔ یہی چناؤ کا سسٹم یونین کونسل کے شورائی ممبر سے لے کر خلیفہ وقت یعنی صدر مملکت تک بروئے کار لایا جاتا ہے ۔ یونین کونسل کے شورائی ممبر سے لے کر خلیفہ ء وقت تک بیت المال یعنی خزانہ سے ایک عام کسان ، مزدور معمار محنت کش ہنر مند معلم ، کے معیار حیات کے مطابق بنیادی ضروریات حیات ملکی خزانہ سے مہیا کی جاتی ہیں ۔ مسجد شریف عوام الناس اور نظام مملکت چلانے والوں کی تربیت گاہ کا فریضہ ادا کرتی ہے ۔ قرآن حکیم کے آئین کی روشنی میں اعتدال و مساوات ،عدل و انصاف ، امانت و دیانت ، اخوت و محبت ، اسوہ حسنہ ، حسن خلق ، انسانیت کیلئے بے ضرر اور منفعت بخش ہونے ، خالق کی مخلوق کو خالق کی نگاہ سے دیکھنے ، سادگی وشرافت کی زندگی گذارنے اور دنیا کی بے ثباتی سے متعارف کروانے پر مشتمل قرآن حکیم کی تعلیمات کی روشنی میں تعلیمی نصاب قائم کرنا اسلامی معاشرہ اور اسلامی نظام مملکت چلانے والے ارکان کو تیار کرنا مقصود ہوتا ہے ۔ مسجد شریف مسلمانوں کی عبادت گاہ بھی ہے اور اسلامی معاشرہ کی انتظامیہ اور عدلیہ کی آماجگاہ بھی ہے ۔ معاشی ، معاشرتی عدل کا محور اور مخلوق خدا کے حقوق و فرائض ادا کرنے والے ارکان مملکت کی تربیت گاہ بھی ہے ۔ اسلامی نظام مملکت کو چلانے والے ارکان یا امیر المومنین یا صدر مملکت ہوں ۔ وہ ملکی وسائل ، مال و دولت ، ذرائع آمدن ، تجارت اور ملکی خزانہ کے امین ہوتے ہیں ۔ نہ وہ جاگیردار ہوتے ہیں اور نہ ہی سرمایا دار ۔ نہ وہ ملکی خزانہ لوٹتے ہیں ، نہ انکی کوئی مل ، فیکٹری یا کارخانہ انکی ملکیت ہوتا ہے ۔ نہ کوئی سرے محل ، رائے ونڈ ہاؤس ، بنی گالا ہاؤس یا شاہی پیلس جیسے شاہی محل انکے پاس ہوتے ہیں ۔ نہ وہ معاشی دہشت گرد ، نہ معاشی قاتل اور نہ ہی ملکی ملکیتوں کو اپنی وراثت بنانے والے ہوتے ہیں ۔ انکو ملکی خزانہ سے ایک عام کسان ، محنت کش ، ہنر مند ، معلم ، ڈرائیور ، اردلی ، سپاہی ، گن مین ، جھاڑو کش اور عوام الناس کے مطابق ملکی خزانہ یعنی بیت المال سے ضروریات حیات مہیا کی جاتی ہیں ۔ انکی رہائش ایک عام کسان ، مزدور ، محنت کش ، ہنر مند کی طرح ایک سادہ سی رہنے کیلئے کٹیا مہیا کی جاتی ہے ۔ ملک ہو یا ریاست ، وہ تمام اہل وطن کا سانجھا گھر ہوتا ہے ۔ قرآن حکیم کی روشنی میں عمر لازی کی بجا آوری کرنا ارکان اور صدر مملکت کی بنیادی ذمہ داری ہوتی ہے ۔ پیدائش سے لے کر موت تک ہر فرد کے بنیادی حقوق کی ذمہ داری ریاست پر عائد ہوتی ہے ۔ خلیفہ ء وقت ہو ، امیر المومنین ہو یا صدر مملکت ہو ملک کا ہر فرد ان سے پوچھ سکتا ہے کہ آپ نے یہ کرتا کیسے بنایا ہے ۔ وہ تمام اہل وطن مسلم امہ کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں

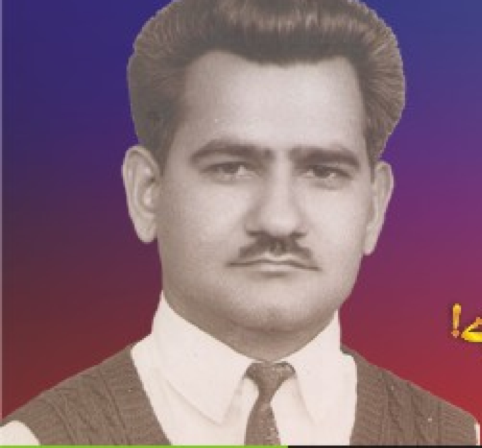

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

۱۲۔مغربی جمہوریت کے مادہ پرستوں کے کلچر کی پہچان قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات، اخلاقیات، امانت و دیانت، اعتدال ومساوات، عدل وانصاف کے خلاف وسائل مال ودولت، ذرائع آمدن ملیں، فیکٹریاں، کارخانے، تجارتی ادارے، انکی ذاتی ملکیتیں اور ملکی عوام انکے ذاتی غلام محکوم ہوتے ہیں۔انکی زندگی کا مدعا، انمول ذاتی یا سرکاری گاڑیاں، شاہی ایوان، صدر ہاؤس، وزیر اعظم ہاؤس، وزیر اعلیٰ ہاؤس، گورنر ہاؤس، سرے محل، رائے ونڈ ہاؤس، بنی گالا ہاؤس، شاہی پیلس، شاہی رہائشی محل، شاہی ریسٹ ہاؤس انمول ہوٹل، لاجواب عشرت کدوں پر مشتمل عیش وعشرت کا نظام حیات اور تعیش سے بھرا ہوا نظام حکومت کا سلسلہ انکی وراثت کا حصہ ہوتا ہے۔ملکی وسائل ذرائع آمدن، تجارت اور ملکی خزانہ پر انکی مکمل بالادستی قائم ہوتی ہے۔اس مقصد حیات کے حصول کیلئے ملک کے کم وبیش چھ ہزار جاگیردار سرمایادار انگریز کے پروردہ ملکی غدار اور چار فوجی ڈکٹیٹروں، انکے چند کور کمانڈروں کے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نے قرآن حکیم کے متضاد ملک پر مغربی جمہوریت کے نام پر استحصالی ظالمانہ، دلسوز مجرمانہ باطل، غاصب مغربی جمہوریت کا نظام حکومت مسلط کر رکھا ہے۔اسی ٹولہ کے ایک فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان اور ایک سیاسی لیڈر مسٹر بھٹو نے باہمی مشاورت سے حکمرانی کے حصول کی خاطر ملک کو دولخت کیا اور مشرقی پاکستان کو الگ کر دیا۔مغربی پاکستان کا نام پاکستان رکھا۔وفاقی حکومت کے علاوہ مزید چار صوبائی حکومتیں اور ایک سینٹ کی سپریم اسمبلی قائم کی۔ ملک کے تمام جاگیردار، سرمایادار ٹولہ کو صوبائی حکومتوں اور سینٹ کے سپریم ایوان کا حصہ بنادیا۔سینٹروں، ایم این اے، ایم پی اے کے اسمبلی ممبران کو پھیلایا اور ملک پر اپنے ٹولہ کی اجارہ داری مزید مضبوط بنا کر ملک اور ملکی عوام کو یرغمال بنالیا۔مغربی جمہوریت کے فوجی سیاسی غاصب ٹولہ کے ایک فوجی ڈکٹیٹر اسکے چند کور کمانڈروں نے ۹ لاکھ سپاہ اور چھ ہزار جاگیردار سرمایادار ٹولہ کے سیاستدانوں نے ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کو محکوم، غلام، قیدی بنا کر رکھ دیا۔اس طرح پاکستان ایک جیل اور عوام اسکے قیدی بن چکے ہیں۔انکی اولادوں پر مشتمل فوج شاہی منصف شاہی افسر شاہی کا مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے دانشور انکے اس ظالمانہ استحصالی نظام حکومت کے جلاد بنا دیئے۔ چاروں صوبوں کے مشیروں، وزیروں کی افواج، وزیر اعلیٰ، گورنر، انکے علاوہ وفاقی حکومت کے ایم این اے، مشیروں، وزیروں کی افواج وزیر اعظم صدر مملکت اور سینیٹروں کا شاہی حکومتی ٹولہ، انکی شاہی تنخواہیں، بیشمار شاہی مراعات انکا خودساختہ حکومتی حق بنتا گیا۔

باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

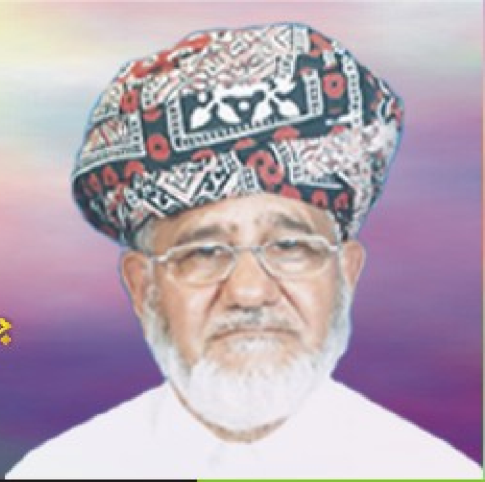

اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

حکومتی اقتدار ملکی پیداوار، ملکی وسائل ملکی، غیر ملکی قرضے، ملکی خزانہ انکی ملکیت کا حصہ بنتا گیا۔ فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کا حکومتی شاہی طبقہ حکومتی ٹولہ کے معزز دہشت گردوں کی ایسی سپاہ ہے جو ملک کے ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کے وسائل، ذرائع آمدن، تجارت، خزانہ اور ملک پر قبضہ کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ عدلیہ انتظامیہ اور فوج شاہی کا مراعات یافتہ شاہی طبقہ مغربی جمہوریت کے حکومتی ٹولہ کی حفاظت پر معمور اور اہل وطن کے قتال پر مجبور ہوتا ہے۔ ملک اسی حکومتی ٹولہ، انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی ملکیت، خزانہ انکی پاکٹ منی بنتا آرہا ہے۔ ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان، انکی نسلیں مغربی جمہوریت کے نظام حکومت اور اسکے حکومتی ٹولہ کے قیدی، غلام، مجبور، اپاہج، معذور اور محکوم بنتے آرہے ہیں۔ کتنے ظلم کی بات ہے کہ مغربی جمہوریت کے استحصالی نظام حکومت، اسکے سیاسی فوجی حکومتی ٹولہ نے اہل وطن ۱۸ کروڑ مسلم امہ، انکی نسلوں کو قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات، اخلاقیات، امانت و دیانت اعتدال و مساوات، عدل و انصاف سے محروم کر رکھا ہے۔ ملکی وسائل، ذرائع آمدن ملکی خزانہ ان سے چھین کر انکو غربت تنگدستی، بیروزگاری، ضروریات حیات سے محروم کر کے خودکشیوں، خودسوزیوں کی چتا میں دھکیل رکھا ہے۔ فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان اور مسٹر بھٹو کے بعد ملکی غدار، ملک دشمن، اسلام دشمن دوسرا فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اسکا تیار کردہ سیاسی حکومتی ٹولہ مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم، شیخ رشید اور اسکی ہمنوا تمام سیاسی جماعتوں نے مل کر امریکہ اور اسکے اتحادیوں کو ملک کا شمسی ایئر بیس افغانستان اور اس میں بسنے والے مسلمانوں کے قتال اور اسلامی حکومت کو ختم کرنے کیلئے پاکستانی عوام اور فوجی سپاہ کی مرضی کے خلاف مہیا کر دیا۔ امریکہ نے شمسی ایئر بیس کو اپنی چھاؤنی بنالیا۔ افغانستان کے پانچ چھ لاکھ مسلمانوں، انکے بچے بچیوں اور انکی بستیوں کو خاکستر کر کے رکھ دیا۔ پاکستانی عوام جو افغانستان کے عوام کی مدد و معاونت کرتے اور اسلام کے نفاذ کی بات کرتے امریکہ، اسکے اتحادی ممالک اور فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اسکے مجرم سیاسی، فوجی ٹولہ انکو طالبان اور دہشت گرد کا نام دے کر انکا قتال کرتا رہا۔ قرآن حکیم کے نظریات کے خلاف مخلوط تعلیم مخلوط معاشرہ اور مخلوط حکومت کا قانون پاس کر کے اپنی ۵۱ فیصد مستورات کیلئے حکومتی ایوان اور اسکے علاوہ ۵۱ فیصد مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی مستورات کیلئے فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کے حکومتی اداروں کے دروازے کھول لئے۔ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے مردوزن ملک کے وسائل، ذرائع آمدن، تجارت، ملکی خزانہ کی لوٹ مار میں شامل ہو گئے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

اسطرح فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اسکے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے مجرموں نے حقوق نسواں کے نام پر اپنی ہی مستورات کے ذریعے ملکی وسائل، ذرائع آمدن، ملکی تجارت، ملکی حکومتی ایوان اور ملکی خزانہ اپنی ملکیت بنا لیا اور ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کو انکے شاہی اخراجات برداشت کرنے کا پابند بنالیا اور ملک لوٹ لیا۔ مخلوط حکومت سے قرآن حکیم کے آئین نظریات، تعلیمات، اور اسلامی تہذیب کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں۔ ۵۱ فیصد مستورات کا اضافی بجٹ کا مزید بوجھ مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ فرزندان اور انکی نسلوں پر ڈال دیا اور انکو خودکشیوں، خودسوزیوں کی چتا میں دھکیل دیا۔ پاکستان کو ریڈ ایریا بنا کر رکھ دیا۔ لال مسجد اسلام آباد کے مدرسہ حفصہ کے سات، آٹھ ہزار طلبا طالبات نے اس قانون کے خلاف آواز اٹھائی تو فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نے کم وبیش تین ہزار طلبا اور طالبات کو طالبان اور دہشت گردوں کا نام دے کر انکا قتال کر کے رکھ دیا۔ بیشتر مجاہدین اس واقع کے بعد حکومتی ٹولہ اور اپنی فوج پر ٹوٹ پڑے۔ فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف ملک چھوڑ کر برطانیہ بھاگ گیا۔ بدقسمتی سے اسکا ہمنوا مجرم فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اسی طرح ملک پر قابض رہا۔ اب وہی فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ قرآن حکیم کے مطابق اسلامی جمہوریت کے آئین نظریات تعلیمات ، اخلاقیات کے متصادم مغربی جمہوریت کے کفر کے مخلوط، طبقاتی، سودی، سیاسی، معاشی معاشرتی استحصالی نظام حکومت کے خلاف آواز اٹھانے والوں کو طالبان، دہشت گرد کا نام دے کر انکا قتال کرنا حکومتی ٹولہ انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی مجبوری اور انکی بقا کی بنیادی ضرورت ہے۔ ان مقاصد کو حل کرنے کیلئے ملک میں ہندوستان کی را، اسرائیل کی مساد امریکہ کی بلیک واٹر، سی آئی اے اور دنیا بھر کے ممالک کی خفیہ ایجنسیاں اسلامی تحریک کے خاتمے کیلئے انہی کی اجازت سے ملک میں داخل ہوئی ہیں اور دہشت گردی کے فرائض ادا کر رہی ہیں۔ وہ امریکہ اسرائیل انڈیا کی خفیہ ایجنسیاں جعلی بوگس طالبان اور دہشت گردوں کے روپ میں جدید اسلحہ اور ریموٹ کنٹرول سے بم بلاسٹ کرتی ہیں۔ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے مردوزن اپنی اور اپنے مغربی جمہوریت کے مخلوط استحصالی نظام حکومت اسکے، معاشی معاشرتی استحصالی طبقاتی نظام کے خلاف آواز اٹھانے والوں اور دینی اداروں کے طلبا اور طالبات کو دہشت گرد کا نام دے کر انکا قتال جاری اور انکی اسلامائزیشن کی تحریک کو ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

امریکہ، اسرائیل، انڈیا کے میڈیا کے ایجنٹ انکے تحفظ کا رول ٹی وی اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے ادا کرتے چلے آرہے ہیں۔ وہ مسلم امہ کی اسلامائزیشن کی آواز کو دبانے اور مغربی جمہوریت کے مبلغ اور کفر کا کلچر پھیلانے کیلئے وہ ہر ظلم اور ہر جرم کرتے آرہے ہیں۔

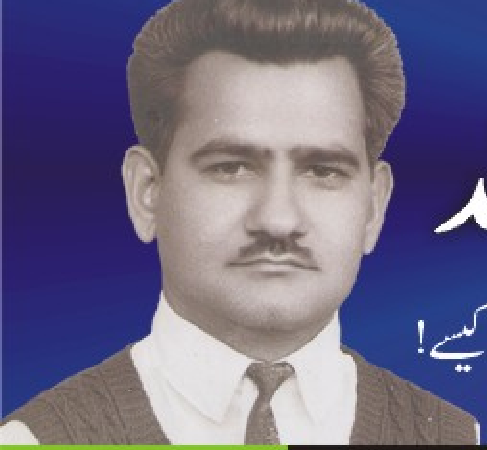

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

۱۸۵۷ سے لے کر ۱۹۴۷ تک انگریز نے اس استحصالی مغربی جمہوریت کے نظام حکومت کو ہندوستان کی عوام پر مسلط رکھا اور آزادی مانگنے والوں کا قتال جاری رکھا۔اب اسلامی نظام جمہوریت کے نفاذ کا نام لینے والوں کا قتال مغربی جمہوریت کے جاگیردار، سرمایادار انگریز کے پروردہ ملکی غدار فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نے اہل وطن کا قتال اپنی حکومتی اجارہ داری کیلئے ضرورت کا حصہ بنا رکھا ہے۔دہشت گرد اور مجرم پہلے انگریز تھا اب یہ جاگیردار، سرمایادار، ایک فوجی ڈکٹیٹر، اس کے چند کور کمانڈر سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکے مغربی جمہوریت کے مرد وزن ایم پی اے، ایم این اے، سینیٹ کے ممبران انکے مشیر، وزیر، وزیر اعلیٰ، گورنر، وزیر اعظم، صدر مملکت، یعنی فحاشی بے حیائی بدکاری، زناکاری کے مجرم، معاشی قاتل، زمین مافیہ، پراپرٹی ڈیلر، بھتہ خور اور اغوا برائے تاوان کے معاشرتی دہشت گرد اور ملک لوٹنے والے رہزنوں نے ملک اور ۱۸ کروڑ فرزندان اسلام اور انکی نسلوں کو یرغمال بنا رکھا ہے۔جوں جوں انکی تعداد ون یونٹ کو توڑنے کے بعد وفاق سے نکل کر چاروں صوبوں اور سینٹ کے ایوانوں تک پھیلتی گئی اور پھر ۵۱ فیصد حقوق نسواں کے نام پر اپنی مستورات کو حکومتی ٹولہ اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ کا حصہ بنالیا۔ظلم اور جرم اسی تناسب سے پھیلتا گیا۔عوام الناس کا جینا دشوار سے دشوار ہوتا جا رہا ہے۔۱۸ کروڑ مسلم امہ، انکی نسلیں اس مغربی جمہوریت کے باطل، غاصب نظام حکومت اور اسکے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ سے نجات چاہتے ہیں۔مغربی جمہوریت کا نظام حکومت اپنے سیاسی اسمبلیوں کے ممبران کے کلچر اور تعلیمی اداروں سے طبقاتی طالبان، دہشت گرد، معاشی، معاشرتی اور انسانی قاتلوں کا مجرم فوجی سیاسی مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے دانشور کارندے پیدا کرتا آرہا ہے۔

مغربی جمہوریت ایک ایسا نظام حکومت ہے جس سے ایک ملک دشمن فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اسکے چند کور کمانڈر نو لاکھ سپاہ اور انکا تیار کردہ چھ ہزار سیاسی ٹولہ کے مرد و زن مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم، انکا شیخ رشید جیسا اتحادی ٹولہ ملکی آئین توڑنے والے ملک دشمن، ملک غدار ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کے مجرم ہیں۔این آر او کے مجرموں کے ظلم، معاشی معاشرتی قتال اور ملک دشمن جرائم کے خلاف آواز اٹھانے والوں کا قتال آج تک جاری ہے۔

اے رب جہاں۔اے رب رحیم۔!۔ہمیں اس مغربی جمہوریت کے باطل نظام حکومت اور اسکے حکومتی ٹولہ، انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے فوج شاہی، افسر شاہی ،منصف شاہی کے فوجی سیاسی مرد و زن کے مجرموں سے نجات عطا فرما۔ہمیں این آر او کے مجرموں سے ۹۷ ارب ڈالر جو انکے رشوت، کمیشن، کرپشن، ملکی خزانہ ،وسائل، آئی ایم ایف کے قرضے اور لوٹ مار سے اکٹھے کیے ہوئے ڈالر مغربی بنکوں میں موجود ہیں انکو واپس لانے اور این آر او کے مجرموں کے تمام قتال کے کیس، قرضے، لوٹ مار، تمام ملک اور غیر ممالک میں پھیلی ہوئی ملیں، فیکٹریاں، کارخانے، کاروبار، سرے محل، رائے ونڈ ہاؤس، بنی گالا ہاؤس، شاہی پیلس، حکومتی شاہی ایوان، صدر ہاؤس، وزیر اعظم ہاؤس، وزیر اعلیٰ ہاؤس، گورنر ہاؤس، وزیر و مشیر ہاؤس لاکھوں انمول گاڑیاں اور انکا ایندھن یعنی اربوں ڈالر کا زرمبادلہ کا پٹرول، ڈیزل، گیس کو دھواں بنانے کا عمل ختم کرنے کی توفیق عطا فرما۔ہمیں انکے معاشی معاشرتی قتال سے بچا۔

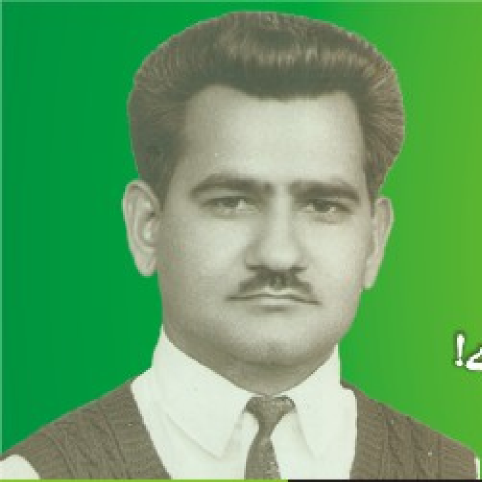

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

ہمارے بیشتر دانشور، سکالر، تجزیہ نگار، صحافی، قلم کار اینکرز مغربی جمہوریت کے تعلیمی نصاب کے شاہکار، ملکی غدار دانشور ہیں۔ جو امریکہ، اسرائیل، انڈیا کے زرخرید ٹی وی چینلوں کے ایجنٹ ہیں۔ جو امریکہ اور مغربی جمہوریت اور اسکے حکومتی ٹولہ کے مردوزن کے استحصالی نظام حکومت کے تحفظ کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کو دہشت گرد بناتے اور انکا قتال کرواتے آرہے ہیں۔ حکومتی ایوانوں کے مجرموں کو تحفظ فراہم کرتے آرہے ہیں۔

۱۔ انہی ٹی وی اینکرز، تجزیہ نگاروں، قلم کاروں، کالم نویسوں، ذرائع ابلاغ کے **ملک** دشمن عناصر کا کمال یہ ہے۔ کہ غریب، بے بس، بیروزگار، تنگ دست، ضروریات حیات سے محروم جو بجلی کا بل ادا نہ کرسکیں تو اس پر پچاس روپے جرمانہ تو واپڈا کا چیرمین، وزیر اعلیٰ، گورنر، وزیر اعظم صدر پاکستان اور چیف جسٹس آف سپریم کورٹ آف پاکستان تو معاف نہ کرسکیں۔

۲۔ لیکن **ملک** دشمن فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اور اسکے چند کور کمانڈر اور اسکا سیاسی حکومتی ٹولہ تمام **ملک** دشمن، غدار، آئین توڑنے والے مجرم ۱۸ کروڑ عوام کو نو سال تک مارشل لا کی گن پوائنٹ پر قیدی اور یرغمال بنائے رکھیں۔ **ملک** وسائل، ذرائع آمدن، تجارت، حکومتی ایوانوں کے شاہی اخراجات سے عیاشانہ زندگی گذارتے رہیں۔ رشوت، کرپشن، کمیشن سے مال و دولت جمع کرتے رہیں۔ تمام محکموں میں اپنے پسندیدہ افراد کو ملازمتیں مہیا کرتے رہیں۔ ملکی خزانہ اور ملکی اور غیر ملکی قرضے ہضم کرتے رہیں۔ انکو کوئی پوچھنے والا نہ ہو

۳۔ ۵۱ فیصد مستورات کے نام پر **ملک** کا ۵۱ فیصد بجٹ لوٹنے کا قانون بناتے رہیں۔ اسلام آباد کے مسجد حفصہ کے طلبا طالبات کے پر احتجاج تین ہزار طلبا طالبات کا قتال کر کے رکھ دیں ان مجرموں کوئی پوچھنے والا نہ ہو

۴۔ فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان اسکے چند کور کمانڈر اور مسٹر بھٹو **ملک** کو دولخت کر دیں، ون یونٹ کو توڑ کر چار صوبائی حکومتیں بنا ڈالیں، چار وزیر اعلیٰ، چار گورنر، چار سپیکر، چار اسمبلیوں کے ممبران، حکومتی ٹولہ، انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے شاہی ایوانوں، شاہی رہائشوں کے اخراجات کون دیگا۔

۵۔ فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان اور مسٹر بھٹو پاکستان کی ۹۳ ہزار افواج کو ہندوستان کا قیدی بنا دیں، انکو تختہ دار تک پہنچانے کی بجائے حکومتی ایوان مہیا کر دیے جائیں۔ ٹی وی اینکرز، تجزیہ نگار، قلم کار، کالم نویس، ذرائع ابلاغ کے مبلغ اس پر کیوں خاموش ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ کی تصانیف

۱۔	آئینۂ وقت	۲۔	صدائے وقت	۳۔	ندائے وقت
۴۔	آوازِ وقت	۵۔	نادِ وقت	۶۔	چراغِ وقت
۷۔	انقلابِ وقت	۸۔	مسیحائے وقت	۹۔	نوشتۂ وقت
		۱۰۔	بلائے وقت		